

ایک سوچ پاس

دوسری جلد

جعلی اصحاب

علامہ سید مرتضیٰ عسکری

ترجمہ: سید قلبی حسین رضوی

مجمع جهانی اہل بیت علیہم السلام

www.sirat-e-mustaqeem.net



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے“

www.sirat-e-mustaqeem.net

قال رسول الله ﷺ: "إني تارك فيكم الثقلين، كتاب الله، وعترتي أهل بيتي ما إن تمسكتم بهما لن تضلوا أبداً وإنهما لن يفترقا حتى يردا عليّ الحوض".

حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: (ایک) کتاب خدا اور (دوسری) میری عترت اہل بیت (علیہم السلام)، اگر تم انھیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں۔“

(صحیح مسلم: ۱۲۲/۷، سنن داری: ۴۳۲/۲، مسند احمد: ج ۳، ۱۷، ۲۶، ۵۹،

۳/۳۶۶ و ۵۳۷/۱۸۲، اور ۱۸۹، مشترک حاکم: ۳/۱۰۹، ۱۳۸، ۵۳۳، وغیرہ)

ایک سو چاس
جعلی اصحاب

دوسری جلد

علامہ سید مرتضیٰ عسکری

ترجمہ: سید قلبی حسین رضوی

مجمع جهانی اہل بیتؑ

سرشاسہ	: عسکری ، مرتضیٰ ، ۱۲۹۳ -
عنوان قرار دادی	: خمسون ومانہ صحابی مختلف۔ اردو
عنوان و بدینہ اور	: ایک سو پچاس جعلی اصحاب / مرتضیٰ عسکری ؛ ترجمہ فنی حسین رضوی ،
مشخصات نشر	: قم : مجمع جهانی اہل البیت (ع) ، ۱۳۸۵۔
مشخصات ظاہری	: ۷ ج .
شابک	: (ج ۴) 964 - 529 - 052-X (ج ۳) : 964 - 529 - 050-3 (دورہ) : 1 - 132 - 964 - 529
یادداشت	: فیبا
یادداشت	: فہرستویسی بر اساس جلد سوم ، ۱۳۸۵
یادداشت	: کتابنامہ
موضوع	: صحابہ ساختگی .
موضوع	: احادیث اہل سنت - نقد و تفسیر .
موضوع	: تمیمی ، سیف بن عمر ، ۲۰ ق - نقد و تفسیر .
شاسہ افزودہ	: رضوی ، قلبی حسین ، مترجم .
شاسہ افزودہ	: مجمع جهانی اہل بیت (ع)
ردہ بندی کنگرہ	: ۱۳۸۵ - ۸۰۱۶ خ ش ع / ۱۰۶/۵ BP
ردہ بندی دیوبی	: ۲۹۷/۲۹
شمارہ کتابخانہ ملی	: ۲۱۵۵۹ - ۸۵ م



نام کتاب:	ایک سو پچاس جعلی اصحاب (دوسری جلد)
مؤلف:	علامہ سید مرتضیٰ عسکری
مترجم:	سید قلبی حسین رضوی
اصلاح و نظر ثانی:	سید احتشام عباس زیدی
پیش کش:	معاونت فرهنگی ، ادارہ ترجمہ
کمپوزنگ:	محمد جواد یعقوبی
ناشر:	مجمع جهانی اہل بیت علیہ السلام
طبع اول:	۱۴۲۷ھ / ۲۰۰۶ء
تعداد:	۳۰۰۰
مطبع:	لیلا

ISBN:964-529-049-X
www.ahl-ul-bayt.org
info@ahl-ul-bayt.org

فہرست

(جلد دوم)

۱۱	حرف اول
۱۲	ایک ذمہ دار دانشور کے خطوط
۲۱	ایک جامع خلاصہ
۲۹	مقدمہ مولف
۳۱	پہلا حصہ
۳۲	گزشتہ بحثوں پر ایک سرسری نظر
۳۷	دوسرا حصہ: جعلی صحابی کو کیسے پہچانا جائے؟
۳۹	ایک مختصر تمہید
۴۳	سیف کی سوانح حیات اور اس کے زمانے کا ایک جائزہ
۴۵	اسناد جعل کرنا
۴۵	سیف کے خیالی اداکاروں کو درج کرنے والے مولفین
۴۷	جعلی صحابی کی پہچان
۵۵	جعلی اور حقیقی صحابی میں فرق
۶۵	سیف کے چند جعلی اصحاب کے نام
۶۹	تیسرا حصہ: خاندان مالک تمیمی سے چند اصحاب

- ۷۱ اسود بن قطبہ تمیمی
- ۷۲ اسود خالد کے ساتھ عراق میں
- ۷۳ انخیشا کی جنگ
- ۷۳ اسود "لشی"، اور "زمیل" کی جنگوں میں
- ۷۸ اسود سرزمین شام میں
- ۹۳ ابو مفررت تمیمی
- ۱۰۱ نافع بن اسود تمیمی
- ۱۲۹ **چھوٹا حصہ**: قبیلہ تمیم کے چند اصحاب
- ۱۳۱ عقیف بن منذر تمیمی
- ۱۳۱ عقیف اور قبائل تمیم کے ارتداد کا موضوع
- ۱۳۲ زمین سے پانی کا ابلنا
- ۱۳۶ اسلام کے سپاہیوں کا پانی پر چلنا
- ۱۵۵ زیاد بن حنظلہ تمیمی
- ۱۵۶ زیاد رسول خدا کے زمانہ میں
- ۱۵۸ زیاد ابو بکر کے زمانہ میں
- ۱۶۲ شام کی فتوحات میں زیاد بن حنظلہ کے اشعار
- ۱۷۲ زیاد بن حنظلہ امام علی کی خدمت میں
- ۱۷۵ زیاد بن حنظلہ اور نقل روایت
- ۱۸۱ حرمہ بن مربطہ تمیمی
- ۱۸۱ شجرہ نسب

- ۱۸۱ حرمہ، سیف کی روایتوں میں
- ۱۸۶ حرمہ بن مریطہ، ایران پر حملہ کے وقت
- ۲۰۱ ایک امین گورنر
- ۲۱۵ حرمہ بن سلمیٰ تمیمی
- ۲۱۵ ابن حجر کی غلطی کا نتیجہ
- ۲۱۶ سیف کی افسانوں کی تحقیق
- ۲۲۱ ربیع بن مطرب بن ثلج تمیمی
- ۲۲۵ ربیع کے باپ اور دادا کے نام میں غلطی
- ۲۳۱ ربیع بن افکل تمیمی
- ۲۳۱ ربیع کمانڈر کی حیثیت سے
- ۲۳۲ لفظ ”انطاق“ اور حموی کی غلط فہمی
- ۲۳۵ ربیع کے نسب میں غلطی
- ۲۳۱ اطہ بن ابی اطمیمی
- ۲۳۲ اطہ، دور قستان کا حاکم
- ۲۳۲ ابن حجر کی غلط فہمی
- ۲۳۷ **پانچواں حصہ:** خاندان تمیم سے رسول خداؐ کے جعلی کارندے اور صحابی
- ۲۳۹ رسول خداؐ کے چھ جعلی کارندے
- ۲۳۹ چار روایتیں
- ۲۵۷ سعیر بن خفاف
- ۲۵۸ عوف بن علاء جشمی

- ۲۵۸ اوس بن جذیمہ
- ۲۵۹ سہل بن منجاب
- اس مطلب پر ایک محققانہ نظر
- ۲۶۰ وکیع بن مالک
- ۲۶۲ حصین بن نيار حنظلی
- ۲۶۷ مالک بن نویرہ کی داستان
- ۲۶۹ خالد پر عمر کا غضبناک ہونا
- ۲۷۲ نروادہ (دو) پیغمبروں کی حقیقت
- ۲۷۹ سباح کے افسانہ کا نتیجہ
- ۲۸۳ زر بن عبد اللہ الفقیہی
- ۲۸۴ زر کا نام و نسب
- ۲۸۶ جندی شاپور کی صلح کا افسانہ
- ۲۸۸ جندی شاپور کی داستان کے حقائق
- ۲۹۰ زر، فوجی کمانڈر کی حیثیت سے
- ۲۹۱ زر کی داستان کا خلاصہ
- ۲۹۲ زر اور ”زرین“
- ۲۹۷ افسانہ زر کا ماحصل
- ۲۹۹ اسود بن ربیعہ حنظلی
- ۲۹۹ ایک مختصر اور جامع حدیث
- ۳۰۲ گزشتہ بحث پر ایک نظر

۳۰۲	فتح شوش کا افسانہ
۳۰۷	اسود بن ربیعہ کا رول
۳۰۷	جندی شاپور کی جنگ
۳۰۸	صفین کی جنگ میں
۳۰۹	شیعوں کی کتب رجال میں تین جعلی اصحاب
۳۰۹	گزشتہ بحث پر ایک سرسری نظر
۳۱۱	”زر“ ”د“ ”اسود“ کے افسانے کا سرچشمہ
۳۱۲	اسود بن ربیعہ یا اسود بن عبس
۳۱۵	چھٹا حصہ: خاندانِ تمیم سے رسول اللہ کے منہ بولے بیٹے
۳۱۷	حارث بن ابی ہالہ تمیمی
۳۱۷	حارث خدیجہ کا بیٹا
۳۱۸	سیف کی نظر میں اسلام کا پہلا شہید
۳۲۲	حارث کے افسانہ کا نتیجہ
۳۲۲	حارث کے افسانہ کی تحقیق
۳۲۷	زبیر بن ابی ہالہ
۳۲۷	حضرت خدیجہ کا دوسرا بیٹا
۳۳۳	بحث کا خلاصہ
۳۳۵	افسانہ زبیر کے مآخذ کی جانچ پڑتال
۳۳۵	داستان کا نتیجہ
۳۳۶	راویوں کا سلسلہ

- ۳۳۷ منابع و مصادر
- ۳۳۹ طاہر بن ابی ہالہ تمیمی
- ۳۳۹ طاہر گورنر کے عہدہ پر
- ۳۴۱ طاہر کی داستان پر بحث و تحقیق
- ۳۴۲ طاہر کے بارے میں سیف کی احادیث
- ۳۵۰ مختصر تحقیق اور موازنہ
- ۳۵۱ داستان کے مآخذ کی پڑتال
- ۳۵۲ گزشتہ بحث کا ایک خلاصہ
- ۳۵۳ سیف کی روایتوں کے مطالب
- ۳۵۵ طاہر کی داستان کے نتائج
- ۳۵۶ افسانہ طاہر کی اشاعت کا سرچشمہ

فہرستیں

- ۳۷۵ اس کتاب میں ذکر ہوئی شخصیتوں کے نام
- اس کتاب میں ذکر ہوئی امتوں، قوموں، قبیلوں،
- ۳۸۵ گروہوں اور مختلف ادیان کے پیروؤں کی فہرست
- ۳۸۹ کتاب میں ذکر ہوئے مصنفوں اور مولفوں کے نام
- ۳۹۲ جغرافیائی مقامات کی فہرست
- ۳۹۷ کتاب کے منابع، مدارک اور مآخذ کی فہرست
- ۴۰۰ کتاب میں مذکور اہم وقائع اور روئیداد کی فہرست

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت و ظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتیٰ ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچے و کلیاں رنگ و نکھار پیدا کر لیتی ہیں تاریکیاں کا فوراً اور کوچہ راہ اجالوں سے پر نور ہو جاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت و قابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ و موسس سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم و آگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمہ حق و حقیقت سے سیراب کر دیا، آپ کے تمام الہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھا، اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمگیر شعاں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمران ایران و روم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑ گئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت و عمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہب عقل و آگہی سے رو برو ہونے کی توانائی کھو دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان و مذاہب اور تہذیب و روایات پر غلبہ حاصل کر لیا۔

اگرچہ رسول اسلام ﷺ کی یہ گرامیہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیرووں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت و پاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزدان اسلام کی بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنکنائیوں کا شکار ہو کر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کر دی گئی تھی، پھر بھی حکومت و سیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمہ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء و دانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنہوں نے بیرونی افکار و نظریات سے متاثر اسلام و قرآن مخالف فکری و نظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگئیں تحریریں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشیمانی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام و قرآن اور مکتب اہل بیت علیہم السلام

کی طرف اٹھی اور گڑھی ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکری و معنوی قوت و اقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستانہ ارکان اسلام اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب و کامراں زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین و بے تاب ہیں، یہ زمانہ علمی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھا کر انسانی عقل و شعور کو جذب کرنے والے افکار و نظریات دنیا تک پہنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا۔

(عالمی اہل بیت کونسل) مجمع جهانی بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیت عصمت و طہارت کے پیروں کے درمیان ہم فکری و تحقیقی کوفروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تاکہ موجودہ دنیائے بشریت جو قرآن و عترت کے صاف و شفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان و ولایت سے سیراب ہو سکے، ہمیں یقین ہے عقل و خرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیت عصمت و طہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت و بیداری کے علمبردار خاندان نبوت و رسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدوخال میں دنیا تک پہنچا دی جائے تو اخلاق و انسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خوں خواروں کی نام نہاد تہذیب و ثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن و نجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے۔

ہم اس راہ میں تمام علمی و تحقیقی کوششوں کے لئے محنتیں و مصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مولفین و مترجمین کا ادنیٰ خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج و اشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، علامہ سید مرتضیٰ عسکری کی گرانقدر کتاب ایک سو پچاس جعلی اصحاب کو مولانا سید قلی حسین رضوی نے اردو زبان میں اپنے ترجمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزو مند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں اور معاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنیٰ جہاد رضائے مولیٰ کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام

مدیر امور ثقافت، مجمع جهانی اہل بیت علیہم السلام

تمہید :

- مقدمہ
- ایک ذمہ دار دانشور کے خطوط
- ایک جامع خلاصہ
- مقدمہ مولف

ایک ذمہ دار دانشور کے خطوط:

عام اسلام کے خیر خواہ علماء اور دانشوروں نے ہماری
تالیفات کے سلسلہ میں کئی شفقت بھرے خطوط لکھے ہیں ان میں
سے ایک حلب (شام) کے دنیائے علم و دانش کے شہرت یافتہ عالم،
مرحوم شیخ محمد سعید دحدوح ہیں۔ یہاں پر ہم یادگار کے طور پر مرحوم
کے دو خطوط کا ترجمہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔
یہ بات قابل ذکر ہے کہ مرحوم نے اپنا دوسرا خط ہماری
کتاب ”۱۵۰ جعلی اصحاب“ کی پہلی جلد حاصل کرنے کے بعد ہمیں
ارسال کیا تھا۔

(مؤلف)

پہلا خط:

بسمہ تعالیٰ و لہ الحمد، و صلاتہ و سلامہ علی سیدنا محمد

و علی آلہ

میرے دینی بھائی اور ایمانی دوست حجتہ الاسلام جناب مرتضیٰ عسکری

صاحب:

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی اتنی محبت و مہربانیاں، تحقیق و نیک کاموں میں انتھک کوششیں اور سچ اور جھوٹ کو جدا کر کے حقائق کو واضح کرنے کی آپ کی یہ ہمت و ثابرت قدمی قابل ستائش ہے۔

جو امر مجھے آپ سے آپ کی کتابیں اور تالیفات کی درخواست کرنے کا سبب بنا، وہ حقائق کو پانے کی میری شدید طلب، صحیح مطالب کی تلاش و جستجو کی نہ بچھنے والی پیاس، آزاد فکر و اندیشہ کے نتائج کو جاننے کی بے انتہا چاہت اور محققین کے نظریات کو جاننے کی میری انتہائی دلچسپی ہے، تاکہ اختلافی

مسائل کے سلسلے میں ایسے محکم وقوی دلائل و برہان کو پاسکوں جن میں کسی قسم کی چوں و چرا کی گنجائش نہ ہو۔

خدائے تعالیٰ آپ کو اجر و ثواب عنایت فرمائے، گزشتہ کئی مہینوں سے میرے ساتھ روار کھے لطف و محبت کے سلوک کے ضمن میں آپ نے اظہار فرمایا ہے کہ میری مطلوبہ کتاب کے علاوہ تازہ تالیف کی گئی کتاب بھی پوسٹ کرنے کے لئے میں اپنا پتا بھیج دوں (تا کہ اس کے پہنچنے کا اطمینان حاصل ہو سکے) مہربانی کر کے اسے میرے درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔

...میں آپ کی ان محنتوں اور زحماتوں کے لئے پیشگی شکریہ ادا کرتا ہوں اور رحمتوں سے مالا مال دن اور راتوں والے مبارک رمضان کی آمد پر مبارک باد پیش کرتا ہوں...

اپنے چاہنے والے اور بھائی کا سلام و درود قبول فرمائیے۔

محمد سعید دحدوح

سوریہ . حلب النوحیہ ، الزقاق المصنہ

۲۰ شعبان ۱۳۹۴ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۷۴ع

دوسرا خط:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِہ تعالیٰ و لہ الحمد، و صلاتہ و سلامہ علی سیدنا محمد

و علی آلہ و من اتبع ہدایہ

میرے دینی بھائی اور ایمانی دوست جناب سید مرتضیٰ عسکری صاحب:

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کی تعریف، تجلیل اور شکرگزاری میں کن الفاظ اور جملات کا سہارا لوں تاکہ جہل و نادانی کی تاریکی سے حقائق کو نکال کر حق و حقیقت کے متلاشیوں کے حوالے کرنے میں آپ کی انتھک کوششوں کے حق کی ادائی ہو سکے، اور عصر حاضر و مستقبل کی نسلوں کے لئے صدیوں تک مسلم اور ناقابل انکار حقائق کے طور پر قبول کئے گئے مطالب سے پردہ اٹھا کر حقائق کا انکشاف کرنے کی آپ کی قابل تحسین مجاہدوں اور کوششوں کی قدردانی ہو سکے۔

ہمارے متقدمین علماء نے سیف کی یوں تعریف کی ہے:
 ”سیف سبوں کے نزدیک ناقابل اعتبار ہے اور اس کی باتیں بے بھروسہ
 ہیں۔“

اور ابن حبان کہتا ہے: سیف پر زندگی قیاس کا الزام ہے۔
 وہ مزید کہتا ہے:

”اس کی باتیں جھوٹی ہیں۔“

اس کے باوجود ان میں سے کسی نے یہ جرأت نہیں کی ہے کہ اس کے جھوٹے
 چہرے سے پردہ چاک کر کے لوگوں میں یہ اعلان کرے کہ اس کی داستانیں
 افسانوی ہیں اور اس طرح اس کی تخیلاتی مخلوق کی نشاندہی کرے۔ آخر کار
 آپ جیسے محقق اور ماہر شخص نے آکر عصر حاضر اور آئندہ نسلوں کے لئے اس
 معنی خیز ضرب المثل کو ثابت کر کے دکھا دیا کہ: ”کم ترک الاول للآخر“
 ”اسلاف نے آنے والی نسلوں کے لئے کتنے اہم کام چھوڑ رکھے اور ابو
 العلاء معری کی یہ بات آپ کے حق میں صادق آتی ہے: وانی ”لآت بالملم
 تستطع الاول“ میں ایک ایسا کام انجام دوں گا جسے اسلاف انجام دینے کی
 قدرت نہیں رکھتے تھے!“

بے شک، آپ نے اس ناہموار راہ کو ہموار بنا دیا ہے اور اپنے ہاتھوں سے
 جلانے ہوئے چراغ سے اس راہ کو روشن و منور کر دیا ہے اور ایسے متعدد دلائل
 اور راہنمائی فراہم کی ہیں جن سے حق و حقیقت کے متلاشیوں کے لئے
 اس جھوٹ کو پہچاننے میں مدد ملے گی، جسے لوگ صدیوں سے حقیقت
 سمجھ بیٹھے تھے اور اس کے عادی ہو چکے تھے، اب آئندہ نسلیں اس

بارے میں وسیع انظری، کے ساتھ حقائق سے آشنا ہو کر بحث و مباحثہ کریں گی۔

یہاں پر میرا یہ کہنا مناسب ہو گا کہ:

”اسلاف کی بزرگی و احترام اپنی جگہ محفوظ و مسلم ہے۔“

ہمیں اس بات پر تعجب ہے کہ ایک پڑھا لکھا اور محقق شخص، جس نے قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی سے علم حدیث میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے، نے محمد بن عثمان ذہبی کی کتاب ”المغنی فی الضعفاء“ جس میں سیف کو زندیق کہا گیا ہے پر ایک مقدمہ کے ضمن میں لکھا ہے:

”سیف کے زندیقی ہونے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے، بلکہ دستیاب اخبار و روایات اس کے برعکس مطالب کو ثابت کرتے ہیں۔“

گویا ڈاکٹر صاحب کی نظر میں رسول خدا ﷺ اور صدر اسلام کی فتوحات کے مجاہدین پر چھوٹے الزامات لگانا اور ان پر ظلم و دہشتگردی کی تہمتیں لگانا کوئی ناروا کام نہیں ہے!!

خدا کے حضور آپ کا یہ کام محترم و معزز قرار پائے! اور پروردگار آپ کے اس اہم کام اور آپ کے نتیجہ خیز افکار و نظریات پر مبنی دیگر تحقیقاتی کاموں کو سہل و آسان فرمائے اور ہم عنقریب دیکھیں کہ علم و دانش کی موجودہ دنیا کا ہر محقق آپ کی گراں قدر اور قابل تحسین زحماتوں کے سامنے سر تسلیم خم کر کے آپ کی شب و روز کی انتہک جدوجہد کی قدر کرے گا۔

درو و سلام ہو ان بلند ہمت افراد پر جنہوں نے آپ کی اس گراں قدر تالیف کی اشاعت میں آپ کا تعاون کر کے ہمیں اس قیمتی تحفے سے نوازا ہے۔

امید ہے اپنی اس تالیف کی باقی جلدیں بھی چھپتے ہی مجھے ارسال کر کے
مشکور فرمائیں گے...
اپنے اس عزیز بھائی کا سلام قبول فرمائیے۔

دستخط

محمد سعید دحدوح

۲۷ شوال ۱۳۹۴ھ - ۱۱/۱۱/۱۹۷۷ء

ایک جامع خلاصہ

چونکہ اس قسم کے علمی مباحث کی گزشتہ بحثوں کا ایک جائزہ لینا قارئین کرام کو مطالب کے سمجھنے اور ہمارے مقصد کو درک کرنے میں مدد دے گا، اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ یہاں پر لبنان کے معاصر مفکر و دانشور اور قابل قدر استاد جناب رشاد دارغوث کا وہ خلاصہ پیش کریں جو انہوں نے اس کتاب کی پہلی جلد کی ایک مفید و اہم بحث کے ضمن میں تحریر فرمایا ہے:

کتاب کی شکل و صورت

”اصول دین کالج“ بغداد کے پرنسپل جناب استاد عسکری کی کتاب ”۱۵۰ جلی اصحاب“، شکل و صورت، مطالب اور موضوع کے لحاظ سے انتہائی گراں بہا و دلکش علمی کتابوں میں سے ایک ہے، جو ابھی کچھ دنوں پہلے دنیائے علم و دانش میں منظر عام پر آئی ہے۔ مذکورہ کتاب بغداد کے ”اصول دین کالج“ کے پرنسپل جناب مرتضیٰ عسکری کی تالیف ہے اور یہ کتاب بیروت کے ”درار الکتاب

پبلیشنز“ کی طرف سے ۴۲۰ صفحات پر مشتمل درجہ ذیل صورت میں شائع ہوئی ہے:

اس کے ۷۰ صفحات مختلف فہرستوں پر مشتمل ہیں۔ ان فہرستوں کے مطالعہ سے کتاب میں موجود مختلف مطالب کا آسانی کے ساتھ اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ جن مصادر و اسناد پر کتاب میں تکیہ کیا گیا ہے اور ان سے استناد کیا گیا ہے وہ اس فہرست میں مشخص کئے گئے ہیں۔ اس طرح اس کتاب میں ذکر کئے گئے قبائل و خاندان کے نام، معروف حکومتوں کے نام، ہر مذہب کے پیروؤں اور ہر گروہ کے طرفداروں کے نام حدیث کے راویوں، شعراء، مؤلفین نیز قرآن مجید کی آیات، پیغمبر اسلام کی احادیث، دلیل و شواہد کے طور پر پیش کئے گئے اشعار، شہروں کے نام، گاؤں کے نام، جغرافیائی مقامات اور ممالک، تاریخی واقعات، خطوط، عہد ناموں اور فرمان ناموں کو اس کتاب میں علمی روش کے تحت اپنی اپنی جگہ پر حروف تہجی کی ترتیب سے منظم اور مرتب فہرست کی صورت میں پیش کیا گیا ہے

کتاب کے مطالب

یہ کتاب سیف بن عمر تیمی کے گڑھے ہوئے ”۱۵۰ جعلی اصحاب“ میں سے ۳۹ (الف) جعلی اصحاب کے تعارف پر مشتمل ہے، جنہیں سیف نے ذاتی طور پر جعل کر کے ان کے خیالی وجود کو واقعی صورت میں پیش کیا ہے، ان سے حدیث روایت کی ہے اور عظیم تاریخی واقعات کو جو کہ حقیقت میں وجود ہی نہیں رکھتے، ان سے منسوب کیا ہے۔

مؤلف محترم اس تلخ حقیقت تک پہنچنے کے لئے سیف کی زندگی کے مطالعہ کے دوران اس حقیقت سے آگاہ ہوتے ہیں کہ: سیف پر جھوٹ بولنے اور حدیث گڑھنے میں شہرت رکھنے کے علاوہ زندگی ہونے کا بھی الزام تھا۔ لیکن ہمارے گزشتہ مصنفین اور مؤلفین نے صرف اس لئے کہ اس نے

(الف) طبع اول ان ۳۹ صحابہوں میں سے ۱۲ افراد خاندان تیمی کے ذکر ہوئے تھے لیکن دوسری طبع میں ان کی تعداد ۲۳ تک

بڑھ گئی ہے۔

”الفتوح الکبیرہ“ و ”الجمل و میر علی و عائشہ“ نام کی دو کتابیں تالیف کی ہیں، سیف کو نہ صرف ایک نامور واقعہ نگار جانا ہے بلکہ اس کی روایتوں اور باتوں کو صدر اسلام کے بہترین تاریخی اسناد کے طور پر پہچانا ہے۔

زندہ یقیوں کا مسئلہ

اس کے بعد مؤلف، ”زندہ یق“ اور ”زندہ یقیت“ کے عام معنی کی تشریح کرتے ہیں پھر اس کے اصلی معنی و مفہوم پر بحث کرتے ہیں اور سیف بن عمر کے زمانے کے چند نامور زندہ یقیوں جیسے ”ابن مقفع، ابن ابی العوجاء اور مطیع بن ایاس“ کا ذکر کرتا ہے۔ اور اس سلسلے میں ایک مفصل بحث کے بعد نتیجہ حاصل کرتا ہے کہ اس زمانے میں زندہ یقیت نے ان لوگوں کے درمیان پوری طرح رواج پالیا تھا جو دین مانی اور مانوی گری سے۔۔۔ دلوں میں ایمان پیدا کئے بغیر۔ اسلام کی طرف مائل ہوئے تھے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:

”یہ زندہ یقیوں کے چند نمونے تھے، جن کا عمل و کردار سیف کے زمانے کے مانویوں کی سرگرمیوں کا مظہر ہے۔ ان میں سے ایک شخص زندہ یقیوں کی کتابوں کا ترجمہ کرتا ہے اور مسلمان معاشرے میں انھیں رائج کرتا ہے۔ دوسرا، بے باکی اور بے شرمی و بے حیائی، اور کھلم کھلا فسق و فجور، بدکاری، بد اخلاقی اور غیر انسانی عادات کا نمونہ ہے اور ان افعال کو مسلمان نوجوانوں میں پھیلاتا ہے، اور تیسرا اپنے دو پیشروں سے زیادہ سرگرمی، پشتکار کے ساتھ ہر شہر و دیہات میں ایک عجیب ثابت قدمی سے مسلمانوں کے ایمان و عقائد میں شک و شبہ اور تشویش پھیلانے میں سرگرم ہوتا ہے اور فتنوں و بغاوتوں کو برپا کرنے اور لوگوں کے اسلامی اعتقادات کو مست کرنے کی سر

توڑ کوشش کرتا ہے اور اپنے دو پیشرو ساتھیوں کی طرح زندہ بقیوں کے عقائد و افکار کی ترویج میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتا ہے حتیٰ جلاد کی تلوار کے نیچے بھی مسلمانوں میں شک و شبہ پیدا کرنے سے گریز نہیں کرتا ہے اور اعتراف کرتا ہے کہ اس نے اکیلے ہی چار ہزار احادیث جعل کی ہیں اور انھیں لوگوں میں اس طرح رائج کر دیا ہے کہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا ہے!! اگر اس شخص ابن ابی العوجاء نے اُس کے لئے ہی چار ہزار جھوٹی حدیث جعل کی ہیں... تو سیف نے ہزار ہا ایسی احادیث جعل ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کے پاک ترین اور با ایمان ترین صحابیوں کو پست، کمینہ اور بے دین ثابت کر کے ان کے مقابلے میں ظاہری اسلام لانے والوں اور جھوٹ بول کر اسلام کا اظہار کرنے والوں کو پاک دامن، دین دار اور قابل احترام بنا کر پیش کیا ہے! اس طرح دنیائے علم و تحقیق کو حق و حقیقت کے خلاف ان دو موضوعوں کے مد مقابل حیرانی و پریشانی سے دوچار کر دیا ہے۔

وہ اسلام میں خرافات سے بھرے ہوئے افسانے وارد کرنے میں کامیاب ہوا ہے تاکہ مسلم حقائق کو شک و شبہات کے پردے کے پیچھے مخفی کر دے اس طرح وہ مسلمانوں کے عقائد و افکار پر بُرا اور ناپسند اثر ڈالنے اور اس دین الہی کے بارے میں غیرواں کے افکار کو دھندلا اور مکدر بنانے میں کامیاب ہوا ہے۔“

جذبات کو بھڑکانا

سیف کی خراب کاریوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے جاہلیت کے تعصب کو پھر سے

زندہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ قبائل نزار — جوزر و زور اور اقتدار و قانون کے مالک تھے اور خلفائے راشدین نیز اموی اور عباسی خلفاء سب کے سب اسی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ کے بارے میں اپنے تعجب خیز تعصباتی لگاؤ کا اظہار کرتا ہے، یہاں پر محترم و دانشور مولف قبائل نزار و مضر اور قبائل قیس و یمنی کے درمیان اسلام سے پہلے کے خشک خاندانی تعصبات اور اپنے تئیں فخر و مباہات کے اظہار نیز دوسرے قبائل کے خلاف دشنام، توہین اور برا بھلا کہنے اور اسلام کے سائے میں بھی اس تعصب و دشمنی کے استمرار کے سلسلے میں تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

”پیغمبر خدا ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمائی، وہاں پر اوس و خزرج نامی دو قبیلے رہتے تھے، دونوں قبیلے یمنی تھے۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہجرت کرنے والے جنھوں نے ”مہاجر“ کا لقب پایا تھا قبیلہ مضر سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ دو دشمن قبیلے جو آپس میں دیرینہ دشمنی رکھتے تھے، شہر مدینہ میں اپنی باہم زندگی کے دوران دو بار ایک دوسرے کے مقابلے میں ایسے قرار پائے کہ قریب تھا جنگ کے شعلے بھڑک اٹھیں۔ پہلی بار رسول خدا ﷺ نے ذاتی طور پر مداخلت فرمائی اور ان بھڑکنے والے شعلوں کو جو خاندانوں کو اپنی لپیٹ میں لینے والے تھے، اپنی تدبیر، حکمت عملی اور اسلام کی طاقت سے بجھا دیا۔ دوسری بار جب پیغمبر اسلام ﷺ کی رحلت کے بعد اس خاندانی جذبات اور جاہلیت کے تعصبات نے پیغمبر خدا کی خلافت کے مسئلے پر پھر سے سراٹھایا تو حالات ایسے رونما ہوئے کہ نزدیک تھا خوں ریزی برپا ہو جائے اور تازہ قائم ہوا اسلام نابود ہو جائے۔ یہاں پر خاندانی تعصب و دشمنی کے شعلے پیغمبر اسلام کے چچا زاد بھائی اور داماد حضرت علیؓ کی فہم و فراست کے نتیجہ میں بجھ گئے“

محترم مؤلف نے بہترین انداز میں تشریح کی ہے کہ بنیادی طور پر تعصب مردود و منفور اور قابل نفرت ہے اور دنیائے شعر و ادب کے لئے افراط و زیادتى کا سبب ہے لیکن سیف ان میں سے کسی ایک کی طرف توجہ کئے بغیر جو کچھ انجام دیتا ہے اپنے تعصب کے بنا پر انجام دیتا تھا۔ اسی لئے اس نے شعراء کی ایک جماعت کو خلق کیا ہے تاکہ وہ اپنے اشعار کے ذریعہ قبیلہ مضر، خاص کر خاندان تمیم کے لئے سیف کے جعل کردہ فخر و مباہات کا تحفظ کریں۔ اس کے علاوہ اپنے خاندان ”تمیم و مضر“ سے رسول خدا ﷺ کے لئے اصحاب جعل کئے ہیں اور ان کے بارے میں ثابت کیا ہے کہ وہ اسلام کو قبول کرنے میں پیش قدم ہونے کی وجہ سے صاحب فضیلت و اعتبار ہیں۔ مزید یہ کہ خاندان مضر سے ایک گروہ کو فوج کے سپہ سالار اور حدیث کے راویوں کے طور پر جعل کیا ہے۔ اس نے قبیلہ مضر اور اپنے خاندان تمیم کے بارے میں اس قدر فضیلت و برتری پر ہی اکتفا نہیں کی ہے بلکہ اس نے اپنے تعصب اور احساس برتری کی بناء پر اپنے قبیلہ کے افتخارات کو محکم و پائیدار کرنے کے لئے جنوں سے بھی کام لیا ہے اور ایسے جنات تخلیق کئے ہیں جو تمیم اور مضر کے خاندان کے بہادروں اور دلاوروں کی فضیلتوں کے اشعار کو فضا میں گاتے ہیں تاکہ دنیا والوں کے کانوں تک ان کی فضیلتوں کو پہنچادیں! اس کے علاوہ اس نے اپنے خاندان مضر سے باہر بھی چند افراد خلق کئے ہیں جو اس کے قبیلے کے خیر خواہ، طرفدار کی حیثیت سے خاندان تمیم اور مضر کا نام روشن کرنے کے لئے ان کے پرچم تلے جنگوں میں شرکت کرتے ہیں تاکہ خاندان تمیم و مضر کے فضل و شرف سے دوسرے درجے کی فضیلت کے مالک بن جائیں۔

علم و لغت کے مصادر میں سیف کا رول

اس طرح، سیف کی تخلیق کی بناء پر جھوٹے اور افسانوی اصحاب اور تابعین کی ایک بڑی جماعت رسول خدا ﷺ کے حقیقی اصحاب و تابعین کی صف میں شامل ہو جاتی ہے اور یہ لوگ تاریخ

اسلام میں اپنے لئے ایک مقام بنالیتے ہیں!! سرانجام مولف محترم ثابت کرتے ہیں کہ سیف کے اس جھوٹ، افسانوں، حقائق میں ترمیم اور مجاز کے منحوس سائے بعد میں اصحاب و تابعین کے حالات کے بارے میں لکھی جانے والی کتابوں پر وسیع پیمانے پر نظر آتے ہیں اور ان میں سیف کے جعل کردہ اصحاب و تابعین مخصوص مقام پر دکھائی دیتے ہیں، جیسے:

بغوی (وفات ۳۱۷ھ) کی ”معجم الصحابہ“

ابن اثیر (وفات ۶۳۰ھ) کی ”اسد الغابہ“

ابن حجر (وفات ۸۵۲ھ) کی ”الاصابہ“

ان کے علاوہ حالات زندگی بیان کرنے والے اور بہت سے مآخذ بھی ہیں ان ہی مقاصد کو فتوحات سے مربوط فوجی سرداروں کے حالات کی تشریح کرنے والی کتابوں میں مد نظر رکھا گیا ہے، جیسے:

”طبقات ابو زکریا“ (وفات ۳۳۳ھ)

”تاریخ دمشق“ ابن عساکر (وفات ۵۷۵ھ)

اور دوسری کتابیں۔

اس حد تک کہ سیف کے جعل کردہ اس قسم کے افسانوی پہلوانوں کے خاندان اور شہرت، مقامات اور جھوٹے فرضی کیمنوں کے بارے میں ابہام و اشکالات کو دور کرنے کے لئے مجبوراً کتابیں لکھی گئی ہیں اور ان پر شرح و تفسیریں بھی لکھی گئی ہیں یہ افسانے اور جھوٹ، کابوس بن کر تاریخ کی گراں سنگ اور معتبر کتابوں، جیسے: تاریخ طبری، ابن اثیر، ذہبی، ابن کثیر اور ابن خلدون پر چھا گئے ہیں۔ حتیٰ ادب کی کتابیں، جیسے: اصفہانی کی ”اغانی“ لغت کی کتابیں، جیسے ”لسان العرب“ ابن منظور اور حدیث کی کتابیں جیسے: ”صحیح ترمذی“ بھی سیف کے تصرف اور اس کے جھوٹ اور افسانوں کے نفوذ سے محفوظ نہیں رہی ہیں۔

خلاصہ:

یہ کہ استاد عسکری نے اپنی کتاب کی اس جلد میں ۱۵۰ جھوٹے اصحاب میں ۳۹ اصحاب (جو برسوں اور صدیوں تک حقیقت اور عینی وجود کے پردے کے پیچھے خود کو مخفی کئے ہوئے تھے اور ان کا وجود ناقابل انکار بن چکا تھا) کی شناسائی کر کے انھیں تشت از بام کیا ہے۔ ان افسانوی اصحاب میں سے بیس اصحاب خاندان تمیم یعنی سیف کے اقربا ہیں اور مولف نے ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک الگ فصل مخصوص کی ہے۔ اور دقت نظر اور علمی روش کے تحت ان کے بارے میں بحث و تحقیق کی ہے اس کے بعد ان کے بارے میں سیف اور دیگر مورخین کے نظریات کا موازنہ کر کے قطعی اور ناقابل انکار دلائل کے ذریعہ ان میں سے ہر ایک کا افسانوی، خیالی، و فرضی ہونا ثابت کیا ہے۔

ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ اس قسم کی موضوعی تحقیق و بحث جو صرف علمی پہلو کی حامل ہے، اس پر خطر اور نشیب و فراز والی راہ میں جس کا آغاز، استاد عسکری نے اپنی تحقیق اور اس کتاب کے ذریعہ کیا ہے، علمائے دین اور حقائق کے متلاشیوں کی ہمت و کوشش سے۔ جو اس سلسلے میں دوسروں سے زیادہ سرگرمی دکھانے کے مستحق ہیں۔ گراں قیمت اسلامی آثار کو آلودگیوں سے۔ نہ صرف اعتقادی لحاظ سے بلکہ۔ ہر دو لحاظ سے، یعنی فقہی و دینی لحاظ سے پاک کرنے کی ضرورت ہے کہ ممکن ہے کہ ان موارد کے پیچھے جھوٹ یا دخل و تصرف دونوں کے کتنے ہی چہرے پوشیدہ اور مخفی ہوں۔ اس قسم کے حقائق کو رائج اور ایسی سرگرمیوں کا آغاز کر کے استاد عسکری نے اپنی شمر بخش اور نتیجہ خیز کوششوں کو دنیائے علم و دانش خاص کر عالم اسلام۔ جو تہذیب و تمدن اور دنیا و آخرت کی بھلائی کو وجود میں لانے والی عظیم طاقت ہے۔ کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

رشاد دادرغوث

مقدمہ مؤلف

اس کتاب کی پہلی جلد ۱۳۸۷ھ میں پہلی بار چھپ کر منظر عام پر آگئی، لیکن اس میں درج کئے گئے اشعار کے بارے میں تحقیق کرنے کی فرصت پیدا نہ ہو سکی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ میں نے مذکورہ اشعار کو بدخط قلمی نسخوں سے نقل کیا تھا کہ غالباً الفاظ اور عبارتوں کے لحاظ سے ان میں بہت سی غلطیاں موجود تھیں۔

کتاب کی طباعت میں یہ عجلت اور اشعار کے بارے میں عدم تحقیق و دقت اس لئے تھی کہ بغداد میں (الف) ”اصول دین کالج“ کی جو بنیاد ہم نے ڈالی تھی، انہی دنوں اس کی عملی سرگرمیاں شروع ہو چکی تھیں، اس لئے ہم مجبور تھے کہ ایک علمی کتاب شائع کر کے دیگر اداروں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اس کا تعارف کرائیں۔

اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ کتاب کو اس صورت میں کالج کی مطبوعات میں سے ایک

الف۔ ”اصول دین قومی کالج“ کی بنیاد ۱۳۷۷ھ کو بغداد میں ڈالی گئی۔ طالب علموں کو اس کالج سے علوم قرآن، حدیث، عربی، ادبیات..... میں گریجویشن کی ڈگری دی جاتی تھی۔ ہم ان دنوں اس کوشش میں تھے کہ اس کالج کے پہلے گروپ کے فارغ التحصیل ہونے سے پہلے ہی اس کی اسناد کو بغداد یونیورسٹی اور دنیا کی دوسری یونیورسٹیوں سے رجسٹریشن کرائیں۔

کتاب کے طور پر شائع کر کے منظر عام پر لائیں۔ شعر و شاعری حتیٰ حوادث و واقعات، جو ایسی رجز خوانیوں اور رزم ناموں کو وجود میں لانے کا سبب بنے تھے، کے جعلی ثابت ہونے کے بعد ان کی عبارتوں اور اشعار کے تلفظ کے بارے میں تحقیق نہ فقط غیر ضروری تھی بلکہ اس سے کتاب کے بنیادی مقصد اور اس کے علمی مطالب کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا تھا۔

اس کے علاوہ طے یہ پایا تھا کہ اس کتاب کی پہلی جلد، خاندان تمیم سے مربوط جعلی اصحاب سے مخصوص ہو۔ لیکن ہم نے دروغ بانی کے تنوع اور غیر تمیمی صحابیوں کی تخلیق ثابت کرنے کے لئے یہ مناسب سمجھا کہ کتاب کی آخر میں چند غیر تمیمی افسانوی اصحاب کا بھی اضافہ کریں اس طرح اس کتاب کی پہلی جلد (عربی میں) بیروت سے شائع ہوئی۔

اس کتاب کی طباعت کے فوراً بعد اس کا پر جوش استقبال کیا گیا، حتیٰ بعض ناشرین نے مجھ سے درخواست کی کہ اس کتاب کو دوبارہ آفسٹ پرنٹنگ میں چھاپنے کی اجازت دیدوں۔ میں نے اپنے گزشتہ تجربہ کے پیش نظر انھیں اس چیز کی اجازت نہیں دی لیکن میری عدم موافقت کے باوجود یہ کتاب دوبارہ چھاپی گئی اور اس کے ہزاروں نسخے چاہنے والوں تک پہنچے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ میں ان دنوں زیر بحث اشعار کی تحقیق و تصحیح میں لگا ہوا تھا۔ اس کام سے فراغت پانے کے بعد میں نے اس کتاب کی آخر سے دو غیر تمیمی اصحاب کو حذف کر کے ان کی جگہ پر سیف کے دو دیگر جعلی تمیمی اصحاب کی زندگی کے حالات کا اضافہ کر کے اس کی دوبارہ طباعت کا اقدام کیا۔ اس طرح حقیقت میں اب کہا جاسکتا ہے کہ کتاب ”جعلی اصحاب“ کی پہلی جلد مکمل اور تصحیح شدہ صورت میں ۱۳۸۹ھ میں بعد ازاں سے شائع ہوئی ہے۔

خدائے تبارک و تعالیٰ اس کام کو جاری رکھنے اور ان عملی مباحث کو مکمل کرنے میں میری مدد

فرمائے!

مرتضیٰ عسکری

پہلا حصہ:

بحث کی بنیادیں

- گزشتہ بحثوں پر ایک نظر
- سیف بن عمر کے جھوٹ اور افسانے پھیلنے کے اسباب
- دس اور کتابیں جن میں سیف سے اقوال نقل کئے گئے ہیں

www.sirat-e-mustaqeem.net

گزشتہ بحثوں پر ایک سرسری نظر

ہم نے کتاب ”عبداللہ ابن سبا“ اور ”ایک سو پچاس جعلی اصحاب“ میں مشاہدہ کیا کہ سیف کی بے بنیاد اور جھوٹی احادیث اور باتوں نے اسلامی معارف اور لغت کی معتبرا اور اہم کتابوں میں اس طرح نفوذ کیا کہ ہر محقق عالم کو حیرت و سرگردانی کا سامنا ہوتا ہے۔

ہم نے اس کتاب کی پہلی جلد میں سیف کے جھوٹ کے پھیلنے کے چند اسباب تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ یہاں پر ان کی طرف ایک مختصر سا اشارہ کیا جاتا ہے؟

۱۔ سیف نے اپنی باتوں کو ہر زمانہ کے حکام اور ہر زمانہ کے اہل اقتدار کے ذوق اور ان کی خواہش و پسند کے مطابق مرتب کیا ہے کہ ہر زمانہ کا حاکم طبقہ اس کی تائید کرتا ہے!

۲۔ سیف نے سادہ لوح عوام کی کمزوری کا خوب فائدہ اٹھایا ہے کہ یہ لوگ اپنے اسلاف کے بارے میں حیرت انگیز کارنامے اور ان کی مناقبتیں سننے کے مشتاق ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ ان سادہ لوح اور جلدی یقین کرنے والوں کے لئے اسلاف کی بہادریاں اور کرامتیں خلق کر کے ان کی خواہشیں پوری

کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔

۳۔ سیف نے ش شعر و رجز خوانیوں کے دلدادوں اور ادبیات کے عاشقوں کو بھی فراموش نہیں کیا ہے بلکہ ان کی پسند کے مطابق اشعار کہے ہیں اور رزم نامے و رجز خوانیاں لکھی ہیں اور ان اشعار و رجز خوانیوں سے ان کی محفلوں کو گرمی و رونق بخشی ہے۔

۴۔ تاریخ نویسوں، راویوں، واقعہ نویسوں اور جغرافیہ دانوں نے بھی سیف کے حق نما جھوٹ کے دسترخوان سے کافی حد تک فائدہ اٹھایا ہے اور کبھی واقع نہ ہونے والے تاریخی اسناد، حوادث اور روئیداد اور ہرگز وجود نہ رکھنے والے مقامات، دریا اور پہاڑوں سے اپنی کتابوں کے لئے مطالب فراہم کئے ہیں۔

۵۔ عیش پرست، ثروتمند اور آرام پسندوں کے لئے بھی سیف کے افسانے اور دروغ بافیاں عیش و عشرت کی محفلوں کی رونق ہیں۔ سیف نے اس قسم کے لوگوں کی مستانہ شب باشیوں کے لئے اپنے پر فریب ذہن سے تعجب انگیز شیریں اور مزہ دار داستانیں اور قصے بھی گڑھے ہیں۔

۶۔ ان سب چیزوں کے علاوہ دوسری صدی ہجری کے اس افسانہ گو سیف بن عمر تمیمی کی قسمت نے اس کی ایسی مدد کی ہے کہ وہ عالم اسلام کے مولفین میں سرفہرست قرار پایا ہے۔ سیف کا زمانے کے لحاظ سے مقدم ہونا اور دیگر علماء و مولفین کا مؤخر ہونا سیف کے جھوٹ اور افسانوں کے نقل ہونے کا سبب سے بڑا سبب بنا ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ انہی مولفین کی اکثریت سیف کو جھوٹا، حدیث گڑھنے والا، حتیٰ زندیق ہونے کا الزام بھی لگاتی ہے۔

سیف کا یہی امتیاز کہ وہ ایک مولف تھا اور اس نے دوسری صدی ہجری کی پہلی چوتھائی میں (افسانوی اور حقائق کی ملاوٹ پر مشتمل افسانوی) تاریخ کی دو کتابیں تالیف کی ہیں اس کا سبب بنا ہے کہ اسلام کے بڑے بڑے مولفین نے، وقت کے اس عیار کی دھوکہ بازی اور افسانوں سے بھری تحریروں سے خوب استفادہ کیا اپنی گراں قدر اور معتبر کتابوں کو، حقیقی اسلام کو مسخ کرنے والے اس تخریب کار کے افسانوں اور جھوٹ سے آلودہ کر بیٹھے۔

بعض سرفہرست مولفین، جنہوں نے اسلامی تاریخ و لغت کی کتابوں میں سیف بن عمر سے روایتیں نقل کی ہیں، حسب ذیل ہیں:

۱۔ ابو مخنف، لوط بن یحییٰ (وفات ۱۵۷ھ)

۲۔ نصر بن مزاحم بن یحییٰ (وفات ۲۰۸ھ)

۳۔ خلیفہ بن خیاط بن یحییٰ (وفات ۲۴۰ھ)

۴۔ بلاذری بن یحییٰ (وفات ۲۷۵ھ)

۵۔ طبری بن یحییٰ (وفات ۳۱۰ھ)

اس کے علاوہ دسیوں دیگر نامور اور محترم مولفین بھی ہیں۔

یہ اور ان جیسے مولفین سبب بنے کہ سیف کی جھوٹی اور افسانوی باتیں اسلام کے اہم اور قابل اعتبار مصادر میں درج ہو گئیں۔ ہم نے ان میں سے ۶۸ مصادر و مآخذ کی طرف اس کتاب کی پہلی جلد میں اشارہ کیا ہے اور اب ان مصادر میں چند دیگر افراد کا ذیل میں اضافہ کرتے ہیں جنہوں نے سیف بن عمر سے مطالب نقل کئے ہیں:

۶۹۔ ابوالقاسم، عبدالرحمان بن محمد اسحاق منہ (وفات ۴۲۷ھ)، کتاب ”التاریخ

المستخرج من كتب الناس فی الحدیث“ میں۔

۷۰۔ الصاغی، حسن بن محمد القرشی، العدوی العری (وفات ۶۵۰ھ) کتاب ”در

السحابہ، فی بیان مواضع و فیات الصحابہ“ میں۔

۱۔ عبد الحمید، ابن ابی الحدید معتزلی (وفات ۶۵۵ھ یا ۶۵۶ھ) کتاب ”شرح نہج البلاغہ“ میں۔

۲۔ مقریزی، تقی الدین احمد بن علی بن عبد القادر (وفات ۸۴۸ھ) کتاب ”الخطط“ میں۔

مشاہدے کے مطابق سیف بن عمر کے افسانے اور جھوٹ (ہماری دست رس کے مطابق) ہماری درپیش بحث سے مربوط، اسلام کی ۸۷ معتبر اور گراں سنگ کتابوں میں درج ہوئے ہیں۔ اب ہم محققین محترم کی مزید اطلاع، معلومات اور راہنمائی کے لئے مواخر الذکر مطالب کے صفحات کے حوالے بھی حسب ذیل ذکر کرتے ہیں:

گزشتہ بحث کے اسناد

۱۔ تاریخ المستخرج من کتب الناس فی الحدیث عبید بن صخر کے باپ بن لوذان کے حالات زندگی میں

۲۔ صاغی کی در السحابہ، ص ۱۴، سعد بن یربوع کے حالات میں

۳۔ ”شرح نہج البلاغہ“ ابن ابی الحدید معتزلی (۱۸۶/۴)

۴۔ ”الخطط مقریزی“ طبع مصر ۱۳۲۴ھ صفحات (۱۵۱/۱ و ۱۵۶/۴) و (۱۴۶/۴)

۵۔ فتح الباری (۵۶، ۵۸، ۷)

۶۔ تاریخ خلفا سیوطی (۸۱ و ۹۷)

۷۔ کنز العمال (۱۱/۳۲۳ و ۱۲/۱۵۵ و ۲۳۹ و ۱۵ و ۶۹ و ۲۳۲)

دوسرا حصہ:

جعلی صحابی کو کیسے پہچانا جائے؟

- ایک مختصر تمہید
- سیف کی سوانح حیات اور اس کے زمانے کا ایک جائزہ
- جعلی صحابی کی پہچان
- جعلی اور حقیقی روایتوں کا موازنہ
- سیف کے چند جعلی اصحاب کے نام

ایک مختصر تمہید

کتاب ”عبداللہ ابن سبا“ اور اس کتاب کے مختلف مباحث کی بنیاد اسی پر ہے کہ ہم یہ ثابت کریں کہ سیف ابن عمر تمیمی ان افسانوں، پہلو انوں، اماکن اور اس کی خیالی جگہوں کا جعل کرنے والا ہے۔ اس سلسلے میں ہماری دلیل حسب ذیل ہے:

اسلام اور علمائے اسلام کے نزدیک روایت (نقل قول) مختلف علوم، مانند تاریخ، فقہ، تفسیر اور دیگر فنون ادب اور لغت کی بنیاد ہے اور وہ اس کے علاوہ خبر حاصل کرنے کے کسی اور منبع کو نہیں جانتے جب کہ دوسروں نے اپنے معلومات کی تکمیل کے لئے مثال کے طور پر اتفاقاً آثار و علما اور دیگر امور کی طرف بھی رجوع کیا ہے اور ان سے استفادہ کرتے ہیں۔

چوں کہ علمائے اسلام کا طریقہ یہی رہا ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا، اس لئے وہ مورد نظر روایت کو نسل بہ نسل اپنے متقدمین سے حاصل کرتے ہیں تاکہ اس طرح خبر واقع ہونے کے زمانے اور روایت کے مصدر تک پہنچ جائیں۔ ان کے نزدیک خبر کے سرچشمہ تک پہنچنے کی صرف یہی ایک راہ ہے اور وہ اس سے نہیں ہٹتے نہ کسی اور جگہ سے الہام لیتے ہیں۔

اب اگر ہم مذکورہ علوم کے بارے میں علمائے اسلام کی کتابوں کی طرف رجوع کریں تو

جو کچھ انہوں نے روایت کی ہے اس کے بارے میں انہیں مندرجہ ذیل دو گروہوں میں سے کسی ایک میں پاتے ہیں:

ان علماء میں سے ایک گروہ مثلاً طبری، خطیب بغدادی اور ابن عساکر نے جس خبر و روایت کو اپنی تاریخوں میں ذکر کیا ہے اور اس کی سند کو بھی ثبت و مشخص کیا ہے۔
 علماء کا ایک دوسرا گروہ مثلاً مسعودی مروج الذهب میں، یعقوبی، ابن اثیر، اور ابن خلدون نے اپنی تاریخ کی کتابوں میں ذکر کی گئی روایتوں کی سند کا ذکر نہیں کیا ہے۔
 اب ہم مذکورہ وضاحت کے پیش نظر کہتے ہیں:

اگر کسی متأخر مؤلف کے ہاں ہم دیکھتے ہیں کہ جس روایت کو اس نے ذکر کیا ہے اس کی سند کو ذکر نہیں کیا ہے۔ حتیٰ یہ بھی معین و مشخص نہیں کیا ہے کہ اس خبر کو اس نے کہاں سے لیا ہے تو ہم اس مطلب کی تحقیق کرتے ہیں اور دوسری کتابوں کا مطالعہ کر کے یہ نتیجہ پاتے ہیں کہ یہی خبر من و عن حالت میں کسی قدیمی عالم کی تحریر میں موجود ہے اور بحث و تحقیق کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس متأخر عالم کی خبر کا سرچشمہ یہی قدیمی عالم مؤلف تھا۔ یہاں پر ہم فیصلہ کرتے ہیں کہ مذکورہ خبر کو فلاں متأخر عالم نے فلاں قدیمی عالم سے نقل کیا ہے۔

درج ذیل مثال مذکورہ مطالب کی مکمل وضاحت کرتی ہے:

ہم نے جہاں پر سبائیوں کا افسانہ اپنی کتاب ”عبداللہ ابن سبا“ کی پہلی جلد میں ذکر کیا ہے وہیں پر یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اس افسانہ کو گزشتہ تاریخ نویسوں، مؤلفوں و محققوں حتیٰ مشتشرقین نے بھی اپنے طور پر ایک دوسرے سے نقل کیا ہے، اور اس داستان میں ان کی سند درج ذیل مصادر میں سے کسی ایک پر منتہی ہوتی ہے:

۱۔ تاریخ طبری (وفات ۳۱۰ھ)

۲۔ تاریخ دمشق، ابن عساکر (وفات ۵۷۵ھ)

۳۔ اتمہید والیبیان، ابن ابی بکر (وفات ۴۱ھ)

۴۔ تاریخ اسلام، ذہبی (وفات ۴۸ھ)

ہم جب اس مطلب کا سلسلہ تلاش کرتے ہیں اور سبائیوں کی داستان کی سند کو مذکورہ چار مصادر میں جستجو کرتے ہیں تو نتیجہ کے طور پر متوجہ ہوتے ہیں کہ ان سب نے یہ مطلب صرف سیف بن عمر تمیمی سے لے کر اپنی تاریخوں میں درج کیا ہے اور اپنی اسناد کے سلسلے کو سیف بن عمر تک پہنچاتے ہیں۔ یہاں پر اس جستجو کے بعد ہم پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان افسانوں کو بیان کرنے والا منفرد شخص سیف ہے اور سبائیوں کی داستان اس پورے آب و تاب کے ساتھ صرف سیف کی ذہنی تخلیق ہے کسی اور نے اس کی روایت نہیں کی ہے۔

سیف کی سوانح حیات اور

اس کے زمانے کا ایک جائزہ

یہاں پر ہم سیف کی شخصیت کا مطالعہ کرتے ہوئے اس تحقیق کے دوران متوجہ ہوتے ہیں

کہ:

۱۔ سیف نے اپنی ادبی سرگرمیوں کا آغاز دوسری صدی ہجری کی ابتدائی چوتھائی میں کیا ہے۔ یہ وہ صدی تھی جس کے دوران عرب دنیا میں خاندانی تعصب کی دھوم تھی۔ جزیرہ نمائے عرب کے شمال میں قبیلہ عدنان کے شعراء اور سخن ور اور جنوب میں قبیلہ قحطان اپنی مدح و ثنا میں اور دوسرے کی ہجو اور انھیں بدنام کرنے میں ایک دوسرے کے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ شمالی، جنوبیوں کے خلاف اور جنوبی جزیرہ نما کے شمال میں رہنے والوں کو دشنام دیتے اور برا بھلا کہتے تھے اور اپنی فضیلتیں، عظمتیں اور فخر و مباہات بیان کرتے تھے۔ ان ہی میں سیف ایک عدنانی اور سخت متعصب شخص تھا خاندانی تعصبات کا اظہار کرنے میں اس نے قبیلہ عدنان کے مختلف خاندانوں خاص کر تمیم اور اپنے خاندان ”اسید“ کے لئے افسانے اور خیالی سورما جعل کئے ہیں اور اشعار و رزم نامے گڑھ کر دوسروں پر سبقت حاصل کی ہے۔ اس طرح اس نے خاندان عدنان کے فخر و مباہات اور شرافت و فضیلتیں تخلیق

کی ہیں، اور فحطانیوں پر بزدلی، ذلالت، فتنہ انگیزی اور شرارت کی تہمتیں لگائی ہیں۔

سبائیوں کے بارے میں سیف کا افسانہ اسی امر کی وضاحت کرتا ہے۔ وہ اس افسانہ کو جعل کر کے قبائل عدنان کے بعض سرداروں کے آلودہ دامن کو پاک و صاف کرتا ہے اور سبے گناہ فحطانیوں پر فتنہ انگیزی اور دیگر ہزاروں برائیوں کی تہمتیں لگاتا ہے۔

۲۔ دوسری جانب ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ عراق، جو سیف کا اصلی وطن ہے، ان دنوں زندگیوں کی سرگرمیوں کا مرکز تھا اور وہ پوری طاقت کے ساتھ مسلمانوں کو اسلام سے منحرف کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہے تھے وہ اس سلسلے میں جھوٹی احادیث گھڑنے اور انھیں پھیلانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتے تھے اور اپنے اس مقصد تک پہنچنے کے لئے ہر وسیلہ کا سہارا لیتے تھے۔

یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ سیف بھی جھوٹ اور افسانے گڑھ کر، تاریخ اسلام کے ساتھ ظلم و جفا کرنے میں اپنے ہم عقیدہ زندگیوں سے پیچھے نہیں رہا ہے۔ اور یہ اس صورت میں ہے کہ علمائے متقدمین نے سیف کو نہ صرف ایک جھوٹا اور غیر قابل اعتماد جانا ہے بلکہ اس پر زندگی ہونے کا الزام بھی لگایا ہے۔ ان تمام تحقیقات کے پیش نظر ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہ سیف بن عمر ہے جس نے سبائیوں کا افسانہ جعل کر کے اسے پھیلا دیا ہے۔

۳۔ ہم نے اپنی کتاب ”عبداللہ بن سبا“ میں سیف کی روایتوں کو واقعات اور حوادث کے تقدم کی بنیاد پر، یعنی اسامہ کی ماموریت، سفیہ بنی ساعدہ، ارتداد اور فتوح کی جنگوں کے سلسلے میں اس کی روایتوں کا ترتیب سے سیف کے علاوہ دوسرے راویوں کی روایتوں سے موازنہ و مقابلہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ:

علماء نے سیف کی توصیف اور اس کی احادیث کے بارے میں جو کچھ کہا ہے، وہ صحیح ہے، کیونکہ سیف بن عمر تمیمی کی باتیں بالکل جھوٹ اور افسانہ ہیں یا تہمت و افترا ہیں یا تاریخ اسلام کے حقائق میں تحریف ہیں۔

اسناد جعل کرنا

سیف اپنے افسانوں کے لئے تاریخ لکھنے والوں کے شیوہ کے مطابق سند جعل کرتا ہے تا کہ اپنے افسانوں اور جھوٹ کو سچ اور حقیقی ظاہر کر سکے۔ وہ اپنی بات کو ایسے راویوں کی زبانی دہراتا ہے جو حقیقت میں وجود ہی نہیں رکھتے اور سیف کے علاوہ ان کا نام کہیں نہیں پایا جاتا اور دوسرے علماء نے ان کا نام تک نہیں لیا ہے۔ سیف نے اپنے سوراؤں کے لئے شجاعتیں اور بہادریاں جعل کی ہیں اور مقامات کو خلق کر کے ان کی دلاوریوں کو ان جگہوں پر واقع ہوتے ہوئے دکھایا ہے۔

وہ مؤلفین، جنہوں نے سیف کے خیالی اداکاروں کو درج کیا ہے

یہاں پر ایک ہلاہم ہادینے والے مطلب سے دوچار ہوتے ہیں، وہ یہ کہ ہمیں ایسے علماء اور دانشمندوں کا سراغ ملتا ہے جو سیف کے بارے میں مکمل شناخت رکھتے ہیں، اسے جھوٹا جانتے ہوئے اس پر زندگی ہونے کا الزام بھی لگاتے ہیں، لیکن اس کے باوجود انہوں نے سیف کے جعلی اور افسانوی سورا کے لئے اپنی رجال کی کتابوں میں سوانح حیات لکھی ہے اور جغرافیہ دانوں نے بھی اپنی جغرافیہ کی کتابوں میں سیف کے جعلی اور فرضی مقامات، شہروں اور دریاؤں کو درج کیا ہے اور ان علماء کے ثبت کئے گئے مطالب کی سند صرف اور صرف سیف کی جعلی روایتیں ہیں۔ اس طرح سیف کے خیالی مقامات اور شہروں کے نام اسلامی جغرافیہ کی کتابوں میں درج ہو گئے ہیں اور اس کے خیالی اشخاص، افسانوی سورا، فرضی راوی، جعلی سپہ سالار، خیالی شعراء و سخنور اور اس کے علاوہ خطوط، تاریخی اسناد کہ جن میں سے کسی ایک کی کوئی حقیقت نہیں ہے، اور سب کے سب دوسری صدی ہجری کے افسانہ گو سیف کے تخیلات کی پیداوار ہیں، کو ان علماء کی کتابوں میں مناسب جگہوں پر واقعی اور ناقابل انکار حقیقت کے طور پر درج کیا گیا ہے!!

یہ وہ تلخ حقائق ہیں جو ساہا سال زندگی صرف کرنے اور دقت نظر و تحقیق کے بعد۔ جس کا

نتیجہ آپ آئندہ بحثوں میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ ہمیں حاصل ہو سکے ہیں تاکہ حق و حقیقت کے راہیوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں اور اسلام اور اس کی حقیقی تاریخ کے رخ سے پردہ اٹھا کر اسلام کے حقائق کو دنیا کے لوگوں اور مسلمانوں کے سامنے واضح کر سکیں۔

جعلی صحابی کی پہچان

سیف کے افسانوی صحابی کو پہچاننے کے لئے ضروری ہے کہ، جب ہم کسی روایت یا خبر کے مطالعہ کے دوران کسی ایسے صحابی سے روبرو ہوتے ہیں جو مشکوک لگے تو ہم سب سے پہلے اس خبر کے اسناد کا اسی کتاب میں دقت سے مطالعہ کرتے ہیں۔ چونکہ ہم نے سیف کو پہلے ہی پہچان لیا ہے۔ اگر اس خبر کی روایت سیف پر منتہی نہ ہو تو مذکورہ صحابی کے بارے میں تحقیق و جستجو سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں اور اسے سیف کا تخلیق کردہ راوی محسوب نہیں کرتے۔

لیکن اگر روایت کی سند سیف پر منتہی ہو تو یہاں پر ہماری وسیع تحقیق و جستجو کا آغاز ہوتا ہے اور ہم مختلف مصادر اور متعدد اسلامی ماخذ کی طرف رجوع کر کے تحقیق شروع کرتے ہیں اور سیف کی روایت میں ذکر ہوئے مطالب کو اس موضوع کے سلسلے میں دوسروں کی روایت میں ذکر ہوئے مطالب سے موازنہ، و مقابلہ کرتے ہیں۔ یہاں پر اگر مذکورہ مشکوک صحابی کا نام سیف کے علاوہ کسی اور راوی کی روایت میں ملے، تو اس کے بارے میں تحقیق ترک کر دیتے ہیں اور اسے جعلی نہیں جانتے۔ لیکن اگر اس صحابی کا نام سیف کی روایتوں کے علاوہ کسی اور جگہ پر نہیں ہوتا تو اس وقت فیصلہ کرتے ہیں کہ: چونکہ یہ مطلب یا اس شخص کا نام، یا اس جگہ کا نام، اور ایسے راویوں کی خصوصیات کو

صرف سیف بن عمر نے بیان کیا ہے اور ان کا کسی دوسری جگہ اور کسی ماخذ میں سراغ نہیں ملتا، اس لئے یہ صحابی، راوی یا جگہ حقیقت میں وجود نہیں رکھتے اور بالکل جھوٹ اور سیف بن عمر کے افکار و خیالات کے پیداوار ہیں۔ اس سلسلے میں درج ذیل مثال پیش کی جاتی ہے:

ایک تہمی گھرانہ

ہمیں مکتب خلفاء کی معتبر کتابوں میں مالک تہمی نام کے ایک معروف خاندان سے مربوط بہت سی اخبار و روایات نظر آتی ہیں، ان میں مشہور چہرے اور معروف صحابی بھی نظر آتے ہیں جن میں مالک تہمی کے بہادر نواسے بھی ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام قعقاع اور دوسرے کا نام عاصم ہے یہ دونوں عمرو کے بیٹے تھے۔ اسی طرح ان کے چچیرے بھائی اور مالک تہمی کے دوسرے نواسے جیسے اسود بن قطبہ اور اس کا بیٹا اور صحابی نافع بن اسود یعنی مالک کا پرپوتا اور اس نامور خاندان یعنی بنی تہیم کے تمام محترم اور نامور افراد نظر آتے ہیں۔

ہم اس خاندان، خاص کر ان کے غیر معمولی کارناموں کی وجہ سے ان کے بارے میں مشکوک ہوتے ہیں۔ اس بناء پر ہم اپنی تحقیق کے مطابق جو کچھ اس خاندان کے ہر فرد کے بارے میں بیان ہوا ہے، اسے ایک ایک کر کے مختلف اسلامی مصادر سے جمع کرتے ہیں۔ اس کے بعد تمام باسند اور بدون سند روایتوں کے بارے میں تحقیق کرتے ہیں اور آخر کار متوجہ ہوتے ہیں کہ وہ تمام روایتیں جو قعقاع کے بارے میں بیان ہوئی ہیں، سیف سے روایت ہوئی ہیں اور ان کی تعداد ۶۸ تک پہنچتی ہے اور وہ تمام روایتیں جو اس کے بھائی عاصم سے مربوط ہیں، ان کی تعداد ۴۰ تک پہنچتی ہے۔ اسود بن قطبہ اور اس کے بیٹے نافع کے بارے میں روایتوں کی تعداد ۲۰ تک پہنچتی ہے، اور یہ سب کی سب صرف سیف بن عمر سے نقل ہوئی ہیں!

قعقاع کے بارے میں سیف کی روایتوں کے اسناد

اب ان روایتوں کے اسناد کے بارے میں تحقیق کی نوبت آتی ہے جو قعقاع کے بارے میں گویا ہیں۔ ہمیں اس تحقیق میں تیس ایسے راوی کے نام ملتے ہیں جو سیف کی احادیث کے علاوہ دوسروں کی احادیث میں نظر ہی نہیں آتے۔ ان روایتوں کے راویوں میں خاص طور پر ایک ایسا راوی بھی ہے جس کا نام، قعقاع سے مربوط سیف کی ۳۸ احادیث میں دہرایا گیا ہے۔ دوسرے راوی کا نام، ۱۵ احادیث میں، تیسرے راوی کا نام ۱۰ احادیث میں اور چھوٹے راوی کا نام قعقاع سے مربوط سیف کی ۱۸ احادیث میں دہرایا گیا ہے۔

ان راویوں میں سے چار کا نام قعقاع کے بارے میں سیف کی دو احادیث میں ایک ہی جگہ پر آیا ہے۔ بعض اوقات ایک حدیث میں ان ہی راویوں میں سے ایک سے زائدہ کا نام لیا گیا ہے۔ یہ سب راوی سیف بن عمر تمیمی کے خیالی اور جعل کردہ ہیں۔

عاصم کے بارے میں سیف کی روایتوں کے اسناد کی تحقیق

عاصم کے بارے میں سیف کی روایتوں کی تحقیق کے دوران ہمیں اس کے بارہ راویوں کے نام ملتے ہیں، جن کو ہم سیف کے علاوہ کسی اور کے ہاں نہ پاسکے۔ ان راویوں میں سے ایک کا نام عاصم کے بارے میں سیف کی ۲۸ روایات میں دہرایا گیا ہے۔ ایک دوسرے راوی کا نام ۶ روایات میں دہرایا گیا ہے۔ لیکن بعض اوقات عاصم کے بارے میں سیف کی ایک ہی روایت میں ایک سے زائد راویوں کا نام ذکر کیا گیا ہے۔

مذکورہ نام و خصوصیات کے مالک بارہ راویوں کے علاوہ سیف نے بعض دیگر اسناد مثلاً: ”بنی بکر سے ایک مرد“ یا ”بنی سعد سے ایک مرد“ یا ”شوش کی فتح کے بارے میں خبر دینے والا“ جیسے موارد بھی پیش کئے ہیں کہ یہ انتہائی مجہول و بے نام اسناد ہیں۔

اسود اور اس کے بیٹے کے بارے میں سیف کی روایات کے اسناد

اسود اور اس کے بیٹے نافع کے بارے میں سیف کی روایتوں کے اسناد میں، عاصم کے سلسلے میں ذکر ہوئے راویوں کے علاوہ، ۹ جعلی راوی اور چند مجہول شخصیت راویوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ یہ سب کے سب مجہول اور بے نام و نشان ہیں۔

خاندان مالک سے مربوط سیف کے روایات کے اسناد کی یہ حالت ہے اور سیف ان ہی کی وساطت سے اپنے سوراؤں اور جعلی صحابیوں کی سرگرمیوں کو رسول خدا ﷺ کے زمانے سے، داستان سقیفہ بنی ساعدہ، جزیرۃ العرب میں ارتداد اور فتوح کی جنگوں، خلافت ابو بکرؓ کے زمانے میں عراق و شام کی فتوحات اور نبرد آزمائیوں خلافت عمرؓ و عثمانؓ اور امام علیؓ کے دوران حتیٰ معاویہ کے زمانے تک سرزمین عراق، شام اور ایران کی فتوحات کا ذکر کرتا ہے۔

سیف اس خاندان کے افراد کے لئے اپنی خیالی اور فرضی جنگوں میں شجاعتیں بیان کرتا ہے اور رزمی شعر کہتا ہے، مختلف صوبوں کی حکومتیں انھیں تفویض کرتا ہے، کرامتوں اور غیر معمولی کارناموں کو ان سے نسبت دینے کے علاوہ دیگر ایسے مطالب بیان کرتا ہے، جو صرف سیف کے ہاں نظر آتے ہیں۔ دوسری جانب ان روایتوں کی تحقیق اور چھان بین کے بعد جن میں صحابیوں اور بہادروں کا ذکر ہوا ہے ہم پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمام روایتیں جن میں ان دلاوروں کا ذکر آیا ہے اور جو بے سند ہیں، حقیقت میں وہی پہلے درجہ کی سند دار روایتیں ہیں جن کی سندیں سیف پر منتہی ہوتی ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں پر ان کی سندیں حذف کر دی گئی ہیں!

اس سلسلے میں مزید اطمینان حاصل کر کے قطعی فیصلہ تک پہنچنے کے لئے ہم نے ان سوراؤں کی شجاعتوں اور ان سے مربوط روایتوں کے جعلی اور افسانہ ہونا ثابت کرنے کے لئے مختلف علوم کے موضوعات کو مد نظر رکھتے ہوئے دوسرے اسلامی منابع و ماخذ کی طرف رجوع کر کے حسب ذیل صورت میں عمیق تحقیق شروع کی:

۱۔ ہم نے پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت، رفتار و کردار پر لکھی گئی کتابوں کی طرف رجوع کیا

جن میں اس زمانے کے گمنام ترین مسلمان شخص کے ساتھ آپؐ کی ملاقات اور برتاؤ کو درج کیا گیا ہے، مانند:

”سیرہ ابن ہشام“ (وفات ۲۱۳ھ)

”عیون السیرہ“ ابن سیدہ الناس (وفات ۲۲۳ھ)

اور سیرت کی دوسری کتابیں۔

لیکن ان میں سے کسی ایک میں بھی سیف کے جعلی اور افسانوی سوراؤں کا کہیں نام و نشان تک نہیں پایا۔ اس طرح سے کہ نہ ان کتابوں میں نہ روایتوں کے اسناد میں اور نہ ان کے متن میں کہیں بھی ان کا نام ذکر نہیں ہوا ہے۔

۲۔ ہم نے رسول خدا ﷺ سے مربوط احادیث کی کتابوں کی طرف رجوع کیا، جن میں آنحضرتؐ کی چھوٹی سی چھوٹی بات کو بھی درج کیا گیا ہے، مانند:

”مسند طیالسی“ (وفات ۲۰۴ھ)

”مسند احمد“ (وفات ۲۴۱ھ)

”مسند ابوعوانہ“ (وفات ۳۱۶ھ)

”صحیح بخاری“ (وفات ۲۵۶ھ)

”موطأ مالک“ (وفات ۱۷۹ھ)

”سنن ابن ماجہ“ (وفات ۲۴۳ھ)

”سنن بختانی“ (وفات ۲۷۵ھ)

”سنن ترمذی“ (وفات ۲۷۹ھ)

ان کے علاوہ ہم نے دیگر مسانید اور صحاح میں بھی ڈھونڈا اور جستجو کی، لیکن ان میں سے کسی ایک میں بھی سیف کے جعلی اصحاب کا کہیں نام و نشان نہ پایا اور نہ ان کے متن و سند میں ان کا کہیں

سراغ ملا۔

۳۔ ہم نے طبقات کی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا جن میں اصحاب اورتا بعین کے بارے میں ان کی سوانح حیات درج کی گئی ہیں، مانند:

”طبقات ابن سعد“ (وفات ۲۳۰ھ)

جس میں اصحاب اورتا بعین کی، ان کی جائے پیدائش کے مطابق طبقہ بندی کی گئی ہے۔

”طبقات خلیفہ بن خیاط“ (وفات ۲۴۰ھ)

”النبلاء ذہبی“ (وفات ۴۸۸ھ)

اور اس سلسلے کے دیگر منابع کی طرف بھی رجوع کیا لیکن ان میں بھی کہیں سیف کے مذکورہ سورماؤں میں سے کسی ایک کا نام نہیں پایا نہ ان کے متن میں اور نہ سند میں۔

۴۔ اس تحقیق کو جاری رکھتے ہوئے ہم نے احادیث و اخبار سے مربوط راویوں کے تعارف میں لکھی گئی کتابوں کی طرف رجوع کیا، جیسے:

”علل احمد حنبل“

”جرح و تعدیل رازی“ (وفات ۳۲۰ھ)

”تاریخ بخاری“ اور اس قسم کی دوسری کتابیں۔

۵۔ اس کے علاوہ ہم نے مختلف عرب قبیلوں کے شجرہ نسب کے بارے میں لکھی گئی کتابوں کا مطالعہ کیا، مانند:

”جمہرہ نسب قریش“ از زبیری (وفات ۲۳۶ھ)

”انساب سمعانی“ (وفات ۵۶۲ھ)

۶۔ اسی طرح اصحاب رسول ﷺ کے حالات پر لکھی گئی کتابیں، مانند:

”اسد الغابہ“ اور

”اصابہ“ اور جہاں تک ممکن ہو سکا دیگر مطبوعہ قلمی نسخوں کا بھی مطالعہ کیا۔

۷۔ اس کے علاوہ اس تحقیق و جستجو میں ہم نے عمومی تاریخوں۔ مانند:

”تاریخ خلیفہ بن خیاط“ (وفات ۲۴۰ھ)

”تاریخ طبری“ (وفات ۳۲۰ھ) وغیرہ اور ان کے علاوہ ان عمومی تواریخ کا بھی مطالعہ کیا

جن میں تاریخ کے مخصوص واقعات کی تشریح کی گئی ہے، مانند:

”صفین، ابن مزاحم“ (وفات ۲۱۲ھ)

”تاریخ دمشق“ تالیف ابن عساکر (وفات ۱۷۵ھ)

اور دیگر معتبر منابع و مآخذ۔

۸۔ ہم نے اس تحقیق و جستجو کے دوران ادبی کتابوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا بلکہ ان سے بھی

استفادہ کیا، جیسے:

دورہ کتاب ”اغانی اصفہانی“ (وفات ۳۵۶ھ)

”المعارف ابن قتیبہ“ (وفات ۲۷۶ھ)

”العقد الفرید“ ابن عبد ربہ (وفات ۳۲۸ھ)

اور اس موضوع سے مربوط دیگر کتابوں کی طرف سے بھی رجوع کیا۔

اس قدر تحقیق و تلاش کے نتیجے پر ہم نے ایک طرز اسناد کا سبب یہ نتیجہ حاصل کیا ہے کہ وہ تمام

روایات جن میں اس قسم کے صحابیوں کے نام ذکر ہوئے ہیں ان کی سندیں صرف اور صرف سیف ہیں

عمر تسمی پر مبنی ہوتی ہیں۔

سیف کی روایات کے اسناد کی اتنی تحقیق کے علاوہ ہم نے ایسے صحابیوں کے بارے میں

روایت کی گئی سیف کی ہر خبر کے متن پر بھی غور و خوض اور تحقیق کی اور اس کا دوسرے اور حقیقی راویوں کی

روایت کے متن سے موازنہ و مقابلہ کیا۔ اس تحقیق سے مندرجہ ذیل دو صورتوں میں سے ایک حاصل ہوئی:

۱۔ یا یہ کہ سیف کی روایت کردہ خبر، مضمون اور متن کے لحاظ سے بالکل جعلی اور جھوٹی ہے، خواہ یہ اس کا خطبہ اور معجزہ ہوا، جنگ ہو یا صلح، اس کا سورما ہو یا ہیرو، مکان ہو یا زمان، اس کے رزمی اشعار ہوں یا اس کے اسناد اور راوی۔ اس کا نمونہ اسی کتاب میں ایک افسانوی شخص ”طاہر ابوہالہ تمیمی بن خدیجہ“، جسے سیف نے پیغمبر اکرم ﷺ کے منہ بولے بیٹے کے عنوان سے جعل کرنے کے بعد اسے ارتداد کی جنگوں، جیسے جنگ ”خابث“ میں شرکت کرتے ہوئے دکھایا ہے۔ ”خبراط بن ابوطامی“ اور اس دریا کا نام جو اس سے منسوب کیا گیا ہے۔ اور اس طرح کی دوسری روایتیں جو بالکل جعلی اور جھوٹی ہیں اور ان کا کوئی بھی تانا بانا حقیقت سے مطابقت نہیں رکھتا۔

۲۔ یا یہ کہ سیف نے ایک حقیقی واقعہ کی خبر میں کسی نہ کسی صورت میں تحریف کی ہے۔ مثلاً کسی واقعہ کے مرکزی کردار یا کرداروں کو بدل کے رکھ دیا ہے اور ہر کارخیر میں کسی یمانی فحطانی صحابی یا تابعین میں سے کسی ایک کے کردار کو بدل کر اسے عدنانی مضری خاندان کے کسی فرد سے منسوب کر دیا ہے یا برعکس کسی عدنانی و مضری شخص کے کسی نامناسب اور ناروا کام کو ایک فحطانی فرد سے نسبت دیدی ہے! یا زمان و مکان تبدیل کیا ہے یا کسی روایت میں تحریف کی کوئی دوسری صورت انجام دی ہے کہ کتاب ”عبداللہ بن سبا“ اور اسی کتاب (۱۵۰ جعلی اصحاب) کی مختلف جلدوں کا مطالعہ کئے بغیر آسانی کے ساتھ سیف کی تحریف کے اقسام اور تاریخ اسلام کے سلسلہ میں اس کے جرم کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

جی ہاں! اتنی طولانی بحث و تحقیق کے بعد حتی سیف کی ایک روایت و خبر کو بھی سیف کے علاوہ دوسروں کی صحیح اسناد میں نہ پائے جانے اور ہمارے مورد شک صحابی کے نام یا خبر کے ان میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے ہم یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہیں کہ اس قسم کے اصحاب سیف کے جعل کردہ ہیں اور ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

جعلی اور حقیقی صحابی میں فرق!

سیف کے جعلی صحابی اور دیگر حقیقی صحابیوں میں فرق یہ ہے کہ: جعلی اور جھوٹے صحابی وہ ہیں، جن کے نام اور اخبار صرف اور صرف سیف کے ہاں پائے جاتے ہیں۔ جب کہ حقیقی صحابی وہ ہے جس کی خبر و نام مختلف طریقوں اور متعدد اشخاص اور متعدد راویوں اور منابع کے ذریعہ ہمیں دستیاب ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں:

خالد بن ولید ایک ایسی شخصیت ہے جس کا نام اور روایت ایک راوی سے مختص نہیں ہے، بلکہ جس کسی نے بھی پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت اور کردار پر کچھ لکھا ہے اس نے جنگ احد میں مشرکین پر تیر اندازی کرنے والے ایک ماہر اور معروف تیر انداز کے عنوان سے خالد کا نام لیا ہے اور اسے اس جنگ میں فوج کے ایک دستہ کے کمانڈر کی حیثیت سے یاد کیا ہے۔

جس نے بھی صلح حدیبیہ کے بعد قریش کے بعض افراد کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں کوئی مطلب بیان کیا ہے، بیشک اس نے خالد کے اسلام قبول کرنے کا بھی ذکر کیا ہے اور اس کا نام لیا ہے۔

اور جس نے بنی خدیجہ کے واقعہ اور اس قبیلہ کی جنگ کے بارے میں کوئی بات کہی ہے، اس

نے ناگزیر اس جنگ کے سپہ سالار اور اس قبیلہ کے افراد کو قتل کرنے والے کی حیثیت سے خالد بن ولید کا نام لیا ہے۔

جس نے مالک نویریہ کے قتل کے دردناک واقعہ کی روایت کی ہے، بے شک اس نے خالد بن ولید کا نام لیا ہے کہ کس طرح اس نے مالک کے قتل کا حکم صادر کیا اور اسی شب اس کی بیوی کے ساتھ ہمبستری کی!!

اور جس نے مسیمہ کذاب کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ کے حالات لکھے ہیں، بے شک اس نے اس جنگ کے سپہ سالار کی حیثیت سے خالد بن ولید کا نام لیا ہے۔

جس نے بھی عراق و شام میں اسلامی فوج کی فتوحات کی تاریخ لکھی ہے، لازمی طور پر اس نے ان جنگوں کے سپہ سالار کی حیثیت سے خالد بن ولید کا نام لیا ہے۔ اور ان جنگوں میں اس کی مہارتوں کا ذکر کیا ہے۔

ان تمام اخبار کے علاوہ دیگر واقعات — جو بہر صورت خالد بن ولید سے مربوط ہیں — میں خالد بن ولید کا نام سیکڑوں روایات میں مختلف طریق و متعدد راویوں سے نقل ہوا ہے۔

خالد کا ذکر سیرت، حدیث اور طبقات کی ان تمام کتابوں میں آیا ہے جو سیف کے جھوٹ اور افسانوی باتوں سے کسی صورت میں آزاد نہیں ہوئی ہیں۔

ان سب ناموں میں جوابی کے پاس سے اس بحث و تحقیق سے گزرتے ہیں ان دو بددشمنوں کا ہونا ہے اور مذکورہ تمام مراحل کا پانچویں کے بعد اپنی بحث کے آخر میں روایت کے اسناد اور بیٹے کے متن کو مد نظر رکھتے ہوئے نتیجہ کا اعلان کرتے ہیں۔

گزشتہ بحث کے پیش نظر اور اس کتاب کے مباحث کی طرف رجوع کرنے کے بعد اس میں کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہیں رہتا ہے کہ جن بعض اصحاب اور بہادروں کی طرف ہم نے اشارہ کیا وہ سب کے سب سیف بن عمر غمی کے خیالات کی تخلیق، جعلی اور افسانوی ہیں اور ان کا حقیقت میں

کوئی وجود نہیں ہے۔

لیکن یہی قطعی نتیجہ علمی بحث و تحقیق سے سروکار نہ رکھنے والے لوگوں کے لئے تعجب اور ناقابل یقین بن گیا ہے۔

اور وہ مثال کے طور پر کہتے ہیں:

”کیا یہ ممکن ہے کہ سیف نے اتنے لوگوں کو جعل کیا ہوگا؟! اور اپنے تخیلات پر مبنی پوری ایک تاریخ لکھ ڈالے؟! انسان اتنے تخیلی افراد اور سوراخوں کی تخلیق پر حیرت اور تعجب میں پڑ جاتا ہے!!“

ہم جواب میں کہتے ہیں:

اس میں کیا مشکل ہے؟ جبکہ آپ اس سے ملتی جلتی باتیں ”جرجی زیدان کی داستانوں“، ”مقامات حریری“، ”عنترہ کی داستانوں“، ”ایک ہزار اور ایک شب“ اور ”کلیلیہ و دمنہ“ جیسی ہزاروں ادبی اور حکمت کی داستانوں میں ہر زبان کے قصہ اور افسانے لکھنے والوں کے ہاں مشاہدہ کرتے ہیں کہ ان ہادو کی قلم کے مالک مولفوں اور افسانہ نویسوں نے اپنے فکر و نظر کی بناء پر ایسے پرکشش اور دلچسپ افسانوں کے ہیں اور شاہکار خالق کہے ہیں جو ہرگز دیوانہ نہیں رہ سکتے تھے؟ کیا مشکل ہے اگر سیف ہی ان افسانہ نویسوں جیسا کہ؟ اس میں کوئی حیرت اور تعجب نہیں ہے، بلکہ تعجب اور حیرت کی بات یہ ہے کہ بعض مورخین نے سیف کے افسانوں پر اعتماد اور یقین کر کے ان کے مقابلے میں مسلم حقائق بیہودہ جان کر انہیں ترک کیا ہے اور انہی افسانوں کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے!

وہ یہ کہتے ہیں:

یہ کیسے ممکن ہو سکا ہے کہ سیف کے یہ سب افسانے اور خیالی ہیرو بارہ صدیوں سے آج تک علماء اور دانشمندوں کی نظروں سے مخفی اور پوشیدہ رہے ہیں؟
تو ہم جواب میں کہتے ہیں کہ:

ممکن ہے گزشتہ زمانے میں سیف کے افسانوں پر بحث و تحقیق کرنے کے وسائل موجود نہ

ہوں۔

اور خدائے تعالیٰ نے اس مشکل کو ہمارے ہاتھوں حل کر کے ہمیں یہ توفیق بخشی ہے کہ سیف کے جرائم پر سے پردے اٹھا کر علماء کیلئے راہ ہموار کریں۔
وہ مزید کہتے ہیں کہ:

یہ انتہائی بے ادبی اور بے انصافی ہے کہ شیخ طوسی جیسے دانشمند کی اس بناء پر عیب جوئی کی جائے کہ اس نے قعقاع جیسے صحابی کا نام اپنی کتاب میں درج کیا ہے!
اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ:

علماء اور دانشوروں کا احترام کرنا ہرگز ان کے نظریات سے اتفاق کرنے پر منحصر نہیں ہے۔

دھمکی اور دباؤ

ہمارے ان مباحث کے شائع ہونے کے بعد جو مولفین کی حیرت اور بے یقینی کا باعث ہوئے ان کے علاوہ ہم یونیورسٹیوں، اداروں، دینی مدرسوں اور بعض اشخاص کی طرف سے علمی ظلم و ستم یا دھمکی اور دباؤ کے شکار ہوئے، اور بعض فرقوں نے ہماری کتاب کا پڑھنا حرام قرار دے دیا! اور بعض حکومتوں نے اپنے ملک میں اس کتاب کے داخلہ پر پابندی لگا دی۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اس قسم کے مباحث کے شائع ہونے کے سبب ان تمام سختیوں اور دھمکیوں کا سرچشمہ ان کے یہودہ اور بے بنیاد فخر و مباہات کا درہم برہم ہونا ہے۔ کیونکہ جو لوگ ایک ہزار سال

سے آج تک تاریخ و سیرت وغیرہ کی اپنی مورد اعتماد اور قابل اطمینان کتابوں سے اپنے اسلاف کی کرامتوں اور مناقب کے قابل افتخار معلومات وراثت میں حاصل کر چکے ہیں، اس پر ہرگز آمادہ نہیں ہو سکتے کہ اپنے ان اعتقادات کو آسانی کے ساتھ تعجب خیز اور حیرت انگیز صورت میں سرنگوں ہوتے دیکھیں اور کسی قسم کا رد عمل ظاہر نہ کریں!

اس قسم کی علمی اور کاری ضرب کے مقابلے میں تہمت و افتراء ایک قدرتی امر ہے اور خلاف توقع نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کسی نے اپنے اعتقادات کی بنیاد پر عمدہ، گراں قیمت اور قدیم اشیاء کا ایک مجموعہ جمع کیا ہو اور ان جمع کردہ تمام اشیاء کے اصلی ہونے کا ایمان رکھتا ہو اور اچانک ایک تجربہ کار اور آثار قدیمہ کا ماہر آ کر یہ کہے کہ یہ سب چیزیں نقلی اور مصنوعی ہیں، تو قدرتی طور پر اس کا مالک ہرگز خاموش نہیں بیٹھے گا بلکہ اس ماہر کے نظریہ کے مقابلے میں ضرور رد عمل دکھائے گا۔

گزشتہ کا خلاصہ

ہم نے بیان کیا کہ علم تاریخ اور دیگر اسلامی مصادر و مآخذ کی بنیاد روایت پر ہے۔ اس صورت میں کہ کسی مطلب کے اظہار کے لئے ہر نسل اپنی پیشرو نسل اور ہر راوی اپنے گزشتہ زمانے کے راوی سے استناد کرتا ہے تاکہ خبر کے زمانے اور اس کے سرچشمہ تک پہنچ جائے۔

اس راہ میں ”طبری“ جیسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو اپنی روایت کے منبع یا منابع کا نام لے لیتے ہیں۔ اور ”مسعودی“ جیسے بھی ہیں جو روایت کے اسناد و منابع کا نام نہیں لیتے۔

جیسا کہ بیان ہوا روایت کو متاخر اپنے متقدم سے حاصل کرتا ہے۔ اگر ہم متقدم اور متاخر کے ہاں ایک روایت یا خبر کو ایک دوسرے سے مشابہ پائیں تو اگرچہ اس متاخر نے اپنی روایت کی سند کو مشخص نہ کیا ہو پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ اس خبر کو متاخر شخص نے اپنے متقدم سے لیا ہے۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ تقریباً دس صدیوں سے دانشوروں نے سبائیوں کے افسانہ کو ہمارے زمانے تک دست

بدست منتقل کیا ہے، حالانکہ ان سب کی سند صرف سیف پر منتہی ہوتی ہے جو زمانے کے لحاظ سے ان سب کا مقدم تھا۔ چونکہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ سیف کی سرگرمیوں کے آغاز کا زمانہ دوسری صدی ہجری کا ابتدائی چوتھائی دور تھا اس لئے اس کے بعد آنے والے تمام اسلامی مؤلفین نے ان افسانوں کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے اور اپنی بات کو سیف سے نقل کیا ہے۔

اسی طرح ہم نے دیکھا کہ اس قابلِ مذمت خاندانی تعصب نے سیف کے زمانے میں ہنگامہ برپا کر رکھا تھا، حتیٰ قبائل ”عدنان و مضر“ کے متعصب لوگوں کو اس تعصب نے قبائل ”قحطان و یمنی“ کو بدنام کرنے کے لئے اشعار کہنے پر آمادہ کیا اور وہ اپنی تعریف و تجلیل کر کے اپنے فخر و مباہات بیان کرتے تھے۔ ”قحطانی“ بھی اسی رویہ پر چل کر مضر یوں اور زاریوں کی مذمت میں کسی قسم کی کسر باقی نہیں رکھتے تھے۔

تعصب کی اس نبرد آزمائی میں سیف نے عدنانیوں کی مدح و ستائش اور یمنی قحطانیوں کی مذمت و ناسزا گوئی میں افسانے گڑھ کر دونوں قبیلوں کے درمیان اس تعصب کی جنگ میں سبقت حاصل کی ہے۔

سیف کا پیدائشی وطن عراقی زمینداریوں کی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ وہ سرگز کو کوشش کر رہے تھے کہ حدیث و خبر جعل کر کے ”علم تاریخی و دینی حقائق کو مسلمانوں سے مخفی رکھیں اور انھیں گمراہ و منحرف کریں۔ جہاں پر سیف نے افسانے گڑھ کئے اس فریضہ کو انجام دیا اور حقیقت میں اس نے ”اسرائیلیں کو کامیابی کے ساتھ انجام دے کر سب پر سبقت حاصل کی ہے۔“

”کتابہ“ بدنامہ ”سیرت“ کی پہلی جلد میں جہاں ہم نے سیف کی باتوں کی وقعت کے بارے میں چھان بین کی ہے، وہاں ہم نے دیکھا کہ مخلص اور غیر جانبدار علماء اور دانشوروں نے سیف کو جھوٹا، حدیث گڑھنے والا اور ناقابلِ اعتبار شخص بتایا ہے۔ ہم نے مزید تحقیقات کے نتیجہ میں پایا کہ سیف نے اپنی حدیثوں میں تاریخی حقائق اور واقعی حوادث میں تحریف کی ہے اور بہت سے

افسانے جعل کئے ہیں اور ان سب افسانوں کو، روایت کی بنیاد پر لکھا ہے اور اپنی ہر روایت کے لئے خیالی شخصیتوں پر مشتمل اسناد، جو خود ان افسانوں کے تخلیق کار ہیں اور جنہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

اس نے افسانوں میں پہلوان اور سورما خلق کئے ہیں اور ان سے حیرت انگیز کارنامے اور غیر معمولی کرامتیں منسوب کی ہیں۔ بعض علماء نے سیف اور اس کی باتوں پر اعتماد کر کے اس کی خیالی اور افسانوی شخصیتوں کو سیف کے ذریعہ شخص کی گئی حیثیت، منصب اور عہدہ کے مطابق اپنی کتابوں میں، ”اصحاب رسول ﷺ، احادیث کے راوی، سپہ سالار، گورنر، ڈپٹی کمشنر، شعرا اور رجز خوانوں“ کی حیثیت سے تشریح کر کے سیف کے افسانوں کے پھیلاؤ میں مدد کی ہے۔ ہم نے ان مطالب کی، اپنی کتاب ”عبداللہ ابن سبا“ اور اس کتاب (۱۵۰ جعلی اصحاب) کی بحثوں کے ضمن میں تحقیق کی ہے ہم نے سیف کے چند جعلی اصحاب کا ذکر اس کتاب کی پہلی جلد میں اور بعض دیگر کا ذکر اس کی (دوسری) جلد میں کیا ہے۔ گزشتہ بیان اور طریقہ کار کے مطابق ہم مشکوک وجود والے صحابی کی تمام روایتیں ایک جگہ پر جمع کرتے ہیں تاکہ متقدمین کے ہاں اس کی سند پاسکیں۔ اگر اس تحقیق کے دوران اس صحابی کا نام یا اس کی کوئی روایت سیف کے علاوہ کہیں اور پائی جاتی، تو ہم شک و شبہ سے نکل کر اسے سیف کی تخلیق محسوب نہیں کرتے اور اس کے سلسلے میں تحقیق و جستجو سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔ لیکن اگر اس قسم کے صحابی کی روایت سیف ہی کے یہاں منحصر ہو تو اس صورت میں سیف کی اس روایت کو کسی دوسرے راوی کی اس سے مشابہ روایت کے ساتھ مقابلہ و موازنہ کرتے ہیں اور تحقیق کے خاتمہ پر نتیجہ کا اعلان کرتے ہوئے زیر بحث صحابی کو سیف کے جملہ افسانوی اور جعلی صحابیوں میں شمار کرتے ہیں۔

اس سلسلے میں ہم نے خاندان مالک تميمی کے ”قعقاع“ اس کے بھائی ”عاصم“ اور ”اسود بن نافع“ کو مثال کے طور پر ذکر کیا ہے، جنہیں سیف نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی کے طور پر پیش

کیا ہے۔ ان کے بارے میں باسند یا بدون سند روایتوں کو مختلف منابع سے جمع کرنے کے بعد ہم متوجہ ہوئے کہ ان سے متعلق تمام ایک سو تیس روایات سیف بن عمر تسمی پر منتهی ہوتی ہیں۔ اس طرح ان روایتوں کے اسناد اور دسیوں دیگر مذکورہ راویوں سے نقل کی گئی تمام کی تمام روایات سیف کے خیالات کی تخلیق ہیں!

ان کے بارے میں سیف نے جو روایات نقل کی ہیں وہ پیغمبر اسلام ﷺ کے زمانے سے معاویہ کی حکومت کے زمانے تک پھیلی ہوئی ہیں۔ یہ اخبار و روایات جنگوں میں ان کی شجاعتوں، ان کی کرامتوں اور معجزوں اور ان کی رجز خوانیوں اور پیغمبر خدا ﷺ سے حدیث نقل کرنے سے متعلق ہیں اور سب کی سب سیف کی نقل کردہ ہیں!

ان کی تحقیق کے لئے ہم نے رسول خدا ﷺ کی تاریخ اور آپ کے زمانے کے بارے میں لکھی گئی سیرت کی کتابوں، رسول خدا ﷺ کے اصحاب کی زبانی ثبت کی گئی آپ کی احادیث کی کتابوں اور اصحاب و تابعین کے گروہوں ان کی جائے پیدائش کے مطابق ترتیب دی گئی طبقات کی کتابوں کی طرف رجوع کیا۔ لیکن ان میں سے ایک میں بھی سیف کی روایتوں کا نام و نشان نہیں پایا۔ ہم نے، اخبار کے راویوں کا ذکر کرنے والی کتابوں، انساب کی کتابوں، اصحاب کی سوانح حیات کی کتابوں اور تاریخ و ادبیات کی کتابوں کی طرف رجوع کیا اور مشاہدہ کیا کہ وہ تمام روایتیں یا اخبار جن میں اس خاندان (مالک تسمی) کا کوئی نام ذکر ہوا ہے، ان کی تمام سندیں سیف بن عمر تسمی پر منتهی ہوتی ہیں۔ سیف کی ان روایتوں اور احادیث کے اسناد کی تحقیق کے علاوہ ہم نے سیف کی ان سے منسوب کی گئی ہر خبر و روایت کا دوسرے راویوں کی نقل کردہ اس سے مشابہ خبر اور حدیث کے ساتھ موازنہ و مقابلہ کیا اور نتیجہ کے طور پر ہمیں درج ذیل دو صورتوں میں سے کسی ایک کا سامنا ہوا:

۱۔ خبر یا حدیث سرتاپا، سند و متن سے لے کر اشخاص اور مقامات تک، افسانہ اور جھوٹ

۲۔ صحیح خبر و حدیث میں تحریف کی گئی ہے، خبر کے مرکزی کردار کے طور پر کسی جعلی سورما کو قرار

دیا گیا ہے!

اس طرح ہمیں معلوم ہوا کہ سیف کے جعلی صحابی اور حقیقی صحابی میں یہ فرق ہے کہ حقیقی صحابی کی خبر کی سند، خالد بن ولید اور اس جیسے دیگر اصحاب کے مانند ہوتی ہے، جب کہ جعلی صحابی کی روایت کی سند صرف ایک مصدر (سیف) سے مخصوص ہے۔

حقیقی اصحاب کے نام اور ان کی زندگی کے حالات سیکڑوں احادیث میں دسیوں راویوں سے نقل ہوئے ہیں۔ ان کے نام سیرت، حدیث اور طبقات کی ان کتابوں میں آئے ہیں جن میں سیف کے جھوٹ پر مبنی روایات کو درج کرنے سے اجتناب کیا گیا ہے۔ جب کہ سیف کے جھوٹ اور اس کے افسانے ”جیسے اصحاب کے حالات، جنگوں کے سپہ سالار۔ شعراء، شجرہ نسب، جغرافیہ، تاریخ، ادب اور حدیث وغیرہ“ اس کی اپنی کتابوں کے علاوہ ان کتابوں میں درج ہوئے ہیں، جنہوں نے سیف کی باتوں پر اعتماد کر کے ان پر یقین کیا ہے اور اس سلسلے میں سیف کے افسانوں سے فائدہ اٹھایا ہے اور ہم نے گزشتہ بحثوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

سیف کے جعل کردہ چند اصحاب کے نام

ہم نے اس کتاب کی پہلی جلد میں سیف کے جعلی اصحاب میں سے دو یعنی:

۱۔ عتقار بن عمرو تمیمی اور

۲۔ عاصم بن عمرو تمیمی

کی زندگی کے حالات، ان کی شجاعتوں، کرامتوں اور ان کے غیر معمولی کارناموں کی تفصیل بیان کی ہے۔ سیف نے ان کو تخلیق کر کے اپنے خاندان (بنی تمیم) کے لئے فخر و مباہات جعل کئے ہیں اور ان کے وجود پر ناز کیا ہے۔ یہاں پر ہم اس کتاب میں ذکر ہوئے سیف کے چند دیگر جعلی اصحاب کا نام لیتے ہیں:

۳۔ اسود بن قطبہ، مالک تمیمی کا پوتا

۴۔ ابو مضر تمیمی

۵۔ نافع بن اسود، قطبہ تمیمی کا پوتا۔ اسے اس نے شیعہ امیر المؤمنین علیؑ کے عنوان سے

ذکر کیا ہے۔

۶۔ عقیف بن منذر تمیمی

۷۔ زیاد بن حنظلہ تمیمی۔ اسے بھی اس نے شیعہ امیر المومنین علیؑ کے طور پر پیش کیا ہے۔

۸۔ حرملة بن مریطہ تمیمی

۹۔ حرملة بن سلمی تمیمی

۱۰۔ ربیع بن مطر بن ثعلج تمیمی

۱۱۔ ربیع بن افکل تمیمی

۱۲۔ اظ بن ابی اظ تمیمی

۱۳۔ سعیر بن خفاف تمیمی

۱۴۔ عوف بن علاء جشمی تمیمی

۱۵۔ اوس بن جذیمہ تمیمی

۱۶۔ سہل بن منجاب تمیمی

۱۷۔ وکیع بن مالک تمیمی

۱۸۔ حصین بن نیار حنظلی تمیمی

۱۹۔ زربن ابن عبداللہ فقیہی تمیمی

۲۰۔ اسود بن ربیعہ تمیمی

۲۱۔ حارث بن ابی ہالہ تمیمی۔ جسے اس نے حضرت خدیجہؓ کا بیٹا اور حضرت رسول خداؐ کے

ہاتھوں تربیت یافتہ بتایا ہے۔

۲۲۔ زبیر بن ابی ہالہ تمیمی۔ اسے بھی ام المومنین حضرت خدیجہؓ کا بیٹا اور رسول خداؐ کا تربیت

یافتہ بتایا ہے۔

۲۳۔ طاہر بن ابی ہالہ تمیمی کہ اسے اس نے خدیجہ کا بیٹا اور رسول خدا ﷺ کے ہاتھوں تربیت یافتہ شمار کیا ہے۔

تیسرا حصہ :

خاندان مالک تمیمی سے چند اصحاب

اس کتاب کی پہلی جلد میں خاندان مالک تمیمی کے دو اصحاب ”قعقاع بن عمرو“ اور ”عاصم بن عمرو“ کے حالات زندگی کی تشریح کی گئی ہے۔
یہاں پر ہم اس خاندان کے مزید تین افراد، اسود، ابومفرر، اور نافع کے حالات پر روشنی ڈالیں گے۔

- ۳۔ اسود بن قطبہ تمیمی
- ۴۔ ابومفرر تمیمی
- ۵۔ نافع بن اسود تمیمی

سیف کا تیسرا جعلی صحابی

اسود بن قطبہ تمیمی

ابن ماکولہ نے اپنی کتاب ”الاکمال“ میں لکھا ہے:

سیف بن عمر کہتا ہے کہ: اسود نے فتح قادسیہ اور اس کے بعد والی جنگوں میں شرکت کی ہے۔ اس نے سعد وقاص کی طرف سے فتح جلولا کی نوید عمر کو پہنچائی ہے۔ دارقطنی نے کتاب ”المؤتلف“ میں اسود کے حالات بیان کرتے ہوئے آخر میں لکھا ہے:

یہ وہ مطالب ہیں جنہیں سیف بن عمر نے اسود کے بارے میں اپنی کتاب ”فتوح“ میں ذکر کیا ہے۔

ابن عساکر نے بھی اسود کے حالات میں لکھا ہے:

وہ ایک نام آور شاعر ہے۔ اس نے یرموک، قادسیہ اور دیگر جنگوں میں شرکت کی ہے اور ہر ایک جنگ میں حسب حال اشعار بھی کہے ہیں اور ان میں اپنی اور اپنے خاندان کی شجاعتوں کا ذکر کیا ہے۔

اس کے بعد ابن عساکر نے اسود کے اشعار کے ضمن میں سیف کی روایتوں کو اپنی تاریخ میں درج کیا ہے اور جو کچھ ہم نے کتاب ”اکمال“ اور کتاب ”المؤتلف“ سے نقل کیا ہے اس نے ان

ہی سے اپنے مطالب کو اعتقاد بخشا ہے۔

ابن حجر نے اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں گزشتہ منبع سے نقل کرنے کے علاوہ سیف کی کتاب ”فتوح“ سے اسود کے حالات نقل کئے ہیں۔

اس طرح ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ اسود بن قطیبہ تمیمی کے بارے میں تمام باتوں کا منبع و سرچشمہ صرف اور صرف سیف بن عمر ہے۔

اب ہم بھی سیف کے افسانوی افراد ابو مفرر اور اسود بن قطیبہ تمیمی کو خود اس کی باتوں سے ثابت کریں گے کہ وہ جعلی شخصیتیں ہیں۔

سیف کی نظر میں اسود کا خاندان

سیف نے ابو بجدہ نافع بن اسود، یعنی اپنے اس افسانوی شخص کے بیٹے سے نقل کی گئی روایتوں میں اسود کے شجرہ نسب کو اس طرح تصور کیا ہے:

اسود، جس کی کنیت ابو مفرر ہے، قطیبہ کا بیٹا اور مالک عمری کا پوتا ہے جو قبیلہ تمیم سے تعلق رکھتا تھا۔

سیف نے اسود کے لئے اس کا ایک بھائی بھی فرض کیا ہے اور اس کا نام اعور رکھا ہے۔

اسود خالد کے ساتھ عراق میں

سیف کی باتوں کو نقل کرنے والے، اسود کے حالات کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ابو بکر کی خلافت کے زمانے میں اسود بن قطیبہ نے خالد بن ولید کے ہمراہ جنگوں میں شرکت کی ہے۔

اس مطلب کو ہم درج ذیل روایتوں میں پڑھتے ہیں:

امغیشیا کی جنگ

طبری نے ۱۲ھ کے حوادث کے ضمن میں امغیشیا کی جنگ کے بارے میں لکھا ہے:

الیس کی جنگ کے بعد خالد بن ولید نے امغیشیا کی طرف فوج کشی کی۔ یہ ”حیرہ“ بیسی سرزمین تھی اور فرات ”بازقلی“ اس زمین کو سیراب کرتی تھی۔ وہاں کے باشندے خالد کے بے امان حملوں کے خوف سے اپنا تمام مال و متاع چھوڑ کر عراق کے دوسرے شہروں کی طرف بھاگ گئے تھے۔ خالد جب محافظوں سے خالی شہر میں داخل ہوا تو اس نے حکم دیا کہ شہر کو تباہ کر کے اسے نیست و نابود کر دیں۔ خالد کے سپاہیوں کو شہر امغیشیا کو اپنے قبضے میں لینے کے نتیجے میں ایسا مال ملا کہ اس دن تک ایسی ثروت کبھی ان کے ہاتھ نہیں آئی تھی۔ ہر ایک سوار کے حصے میں صرف مال غنیمت کے طور پر ایک ہزار پانچ سو ملا۔ یہ مال اس انعام و اکرام کے علاوہ تھا جو عموماً جنگجوؤں کو انعام کے طور پر دیا جاتا تھا۔

جب امغیشیا کی فتح کی خبر ابو بکر کو پہنچی تو اس خبر کے پہنچانے والے نے یہ شعر کہا:

”آپ کے شیر خالد نے ایک شیر پر حملہ کر کے اس کو چیر پھاڑ کر رکھ دیا ہے
اور اس کا تر و تازہ گوشت اس کے ہاتھ آیا ہے! بے شک، عورتیں خالد جیسے
کسی اور پہلوان کو ہرگز جنم نہیں دیں گی!!“

یا قوت حموی نے اپنی کتاب ”معجم البلدان“ میں طبری کی مذکورہ داستان کو امغیشیا کے حالات میں خلاصہ کے طور پر یہاں تک بیان کیا ہے کہ سپاہیوں کو غنیمت کے طور پر بہت سا مال ملا اس کے بعد وہ اضافہ کرتا ہے: ”ابومفرز“ نے اس جنگ میں چند اشعار کہے ہیں اس کے بعد اس کے چار شعر ذکر کئے ہیں:

اسود، ”الثنیٰ“ اور ”زمیل“ کی جنگوں میں

طبری ۱۲ھ کے حوادث کے ضمن میں سیف سے نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”ربیعہ ابن بکیر تغلبی“ اپنے لشکر کے ہمراہ سرزمین ”الثنی“ و ”بشر“ میں داخل ہوا یہ وہی سرزمین ”زمیل“ ہے اور قبیلہ ”ہذیل“ والے وہاں کے ساکن تھے۔ خالد جب جنگ ”صحیح“ سے فارغ ہوا تو وہ ”الثنی“ و ”زمیل“ کی طرف روانہ ہوا۔ یہ علاقہ آج کل ”رصافہ“ کی مشرق میں واقع ہے۔ خالد نے دشمن کو تین جانب سے محاصرہ میں لے لیا اور رات کی تاریکی میں تین طرف سے ان پر حملہ کر کے ایسی تلوار چلائی کہ اس جنگ میں ان کا ایک آدمی بھی صحیح و سالم بھاگ نہ سکا کہ اس خوفناک قتل عام کی خبر دوسروں تک پہنچائے۔ خالد نے وہاں کے جنگی غنائم کا پانچواں حصہ (فمس) ابو بکر کی خدمت میں مدینہ بھیج دیا۔

طبری اس داستان کو جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے:

قبیلہ ہذیل والے اس جنگ سے بھاگ گئے اور انھوں نے زمیل میں پناہ لے لی۔ سیف اس جگہ کو ”بشر“ کہتا ہے۔ اور ”عتاب بن فلان“ کا سہارا لیا۔ عتاب نے ”بشر“ میں ایک بڑا لشکر تشکیل دیا تھا، خالد نے اسی جنگی چال کو یہاں پر بھی عملی جامہ پہنایا، جس سے اس نے ”الثنی“ کی جنگ میں استفادہ کیا تھا اور ”عتاب“ کی فوج پر رات کی اندھیری میں تین جانب سے حملہ کیا اور دشمن کے ایسے کشتوں کے پشتے لگا دئے کہ اس دن تک کسی نے ایسا قتل عام نہیں دیکھا تھا خالد اور اس کے سپاہیوں نے اس جنگ میں کافی مال غنیمت پایا۔

یہ وہ مطالب تھے جنہیں طبری نے سیف سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کیا ہے اور دوسرے مؤلفین نے بعد میں یہی مطالب اس سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں۔

حموی نے بھی سیف کی روایت پر اعتماد کر کے ”الثنی“ کی تشریح میں لکھا ہے:

”الثنی“۔ اول پرفتحہ دوسرے پر کسرہ اور یائے مشدد۔ ”رصافہ“ کے مشرق میں ایک معروف سرزمین ہے ”تغلب“ اور ”بنو بکیر“ کے خاندان خالد بن ولید سے لڑنے کے لئے وہاں پر جمع

ہوئے تھے اور ایک لشکر گاہ تشکیل دی تھی۔ لیکن خالد نے اپنی جنگی چال سے ان پر فتح پائی اور سب کو قتل کر ڈالا۔ یہ جنگ ابوبکر کی خلافت کے زمانے میں ۱۲ھ میں واقع ہوئی ہے اور ابومضمر نے اس جنگ سے متعلق اشعار کہے ہیں۔

اس کے بعد حموی ان مطالب کے شاہد و گواہ ابومضمر کے پانچ اشعار اپنی کتاب میں نقل کرتا ہے۔

یہی دانشور لفظ ”زمیل“ کے بارے میں سیف کی کتاب ”فتوح“ سے نقل کر کے لکھتا ہے:

”زمیل“ رصافہ کی مشرق میں ”بشر“ کے نزدیک ایک سرزمین ہے۔ خالد بن ولید نے ۱۲ھ میں ابوبکر کی حکومت کے زمانے میں اس علاقہ کے ”تغلب“ و ”نمیر“ اور دیگر قبیلوں پر حملہ کر کے ان سے جنگ کی ابومضمر نے اس جنگ کے بارے میں کچھ اشعار کہے ہیں۔

مذکورہ مطالب کے ضمن میں حموی نے ابومضمر کے پانچ اشعار شاہد کے طور پر سیف سے نقل کئے ہیں۔ ان اشعار میں ابومضمر نے ”الثنی“ اور اس جگہ کی جنگ کا تصور پیش کیا ہے اور ”زمیل“ و ”بشر“ کا نام لیا ہے۔ اس کے علاوہ ”ہذیل“، ”عتاب“، ”وعمر“ اور دیگر پہلوانوں کا ذکر کیا ہے کہ انھوں نے کس طرح اپنے بے امان حملوں سے ان کے فوجیوں کو تھس نہس کر کے رکھ دیا اور ان کے مال و متاع حتی عورتوں کو بھی اپنے قبضے میں لے لیا!

عبدالمؤمن نے بھی حموی کے مطالب کا خلاصہ اپنی کتاب ”مرصد الاطلاع“ میں نقل کیا ہے۔

ابن عساکر ابومضمر کے بارے میں سیف سے نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

ابومضمر نے خلافت ابوبکر کے زمانے میں ”حیرہ“ کی فتح کے بعد اپنے چند اشعار کے ضمن میں یوں کہا ہے:

”ہماری طرف سے — ابوبکر — کو یہ پیغمبر پہنچاؤ اور یہ کہہ دو کہ: ہم نے

ساسانی بادشاہوں کی نصف سے زیادہ سرزمینوں اور شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ جو کچھ ہم نے یہاں تک ذکر کیا یہ سیف کے وہ مطالب ہیں جو اس نے ”امغیشا“، ”بشر“ اور تیرہ کی فتوحات اور خالد کی کارکردگیوں اور اس کی جنگی چالوں کے بارے میں لکھے ہیں۔ جبکہ بلاذری نے صدر اسلام کی جنگوں اور حوادث کے بارے میں اپنی کتاب میں انتہائی باریک بینی سے کام لیتے ہوئے ان واقعات کے تمام جزئیات کو قلم بند کیا ہے اور ان میں چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہے، لیکن سیف کے مذکورہ مطالب میں سے کسی ایک کی طرف بھی اپنی کتاب ”فتوح البلدان“ میں اشارہ تک نہیں کیا ہے۔

سیف کی روایات کی تحقیق

”امغیشا“ کے بارے میں سیف کی ۹ روایتوں کی ایک سند کے طور پر طبری نے ”محمد بن نویرہ“ کا نام لیا ہے اور ہم نے فقہاء کی داستان میں کہا ہے کہ وہ سیف کا جعلی راوی ہے اور حقیقت میں وجود ہی نہیں رکھتا۔ دوسرا ”بحر بن فرات عجلی“ ہے کہ ہم نے اس راوی کو بھی سیف سے ہی پہچانا ہے کہ اس کی دو روایتوں میں اس کا نام لیا گیا ہے اور اس کے علاوہ یہ نام حدیث کی ان تمام کتابوں میں کہیں نہیں پایا جاتا جن میں حدیث کے راویوں کے نام اور ان کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس لحاظ سے ہم اسے بھی سیف کی تخلیق شمار کرتے ہیں۔

تحقیق کا نتیجہ

اصوی اپنی کتاب ”معجم البلدان“ میں سیف سے نقل کر کے ”امغیشا“ نام کے ایک شہر کا ذکر کرتا ہے اور سیف کے افسانوی شاعر ابو مفرر کی زبانی اپنے مطالب کی تائید میں اشعار ذکر کرتا ہے۔ لیکن طبری نے اپنی روش کے مطابق ابو مفرر کے بارے میں اپنے مطالب کے آخر میں ان اشعار کو حذف کر دیا ہے۔

جس شہر ”امغیشیا“ کی بڑی عظمت اور اہمیت کے ساتھ سیف نے تعریف کی ہے۔ ممکن تھا کہ سیف کے زمانہ سے نزدیک ہونے اور ابو بکرؓ کے زمانہ میں اس جنگ کے واقع ہونے کی وجہ سے لوگ سیف کے جھوٹ کو شک و تردید کی نگاہ سے دیکھتے، لہذا اس نے بڑی چالاکی و شیطنت سے اس کا بھی حل نکال لیا، لہذا وہ اپنے افسانوی شہر امغیشیا کی روئیداد کو اس حد تک پہنچاتا ہے کہ خالد نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ شہر کو ایسا ویران اور نیست و نابود کر دیں کہ زمین پر اس کا نام و نشان باقی نہ رہے۔ اس طرح سیف اطمینان کا سانس لیتا ہے اور ”امغیشیا“ کے نام سے جعل کئے گئے اپنے شہر کے وجود کے بارے میں اٹھنے والے ممکنہ سوالات سے اپنے آپ کو بچالے جاتا ہے۔

۲۔ سیف نے اپنے افسانوی شہر ”امغیشیا“ کو خالد مضری کے ہاتھوں ویران اور نابود کر کے ایک طرف خاندان قریش و تمیم کے لئے فخر و مباہات کا اظہار کر کے اپنے خاندانی تعصبات کی پیاس بجھائی ہے اور دوسری طرف اپنے زندگی مقصد کے حصول کے لئے ایسے بے رحمانہ اور وحشتناک قتل عام کو اسلام کے سپاہیوں کے سر تھوپتا ہے کہ ایک ہزار دو سو سال تک دہشت گردی اور بے رحمی کا یہ قصہ تاریخ کی کتابوں میں نقل ہوتا رہے اور اسلام کے دشمنوں کو بہانہ ہاتھ آئے! جبکہ اسلام کے سپاہیوں کا دامن ایسے جرائم سے پاک اور منزه ہے۔

۳۔ ”الشی“ و ”زمیل“ کی جنگوں کی داستان کو طبری نے سیف سے رجز خوانیوں کے بغیر نقل کیا ہے۔ لیکن حموی نے سیف کی باتوں پر اعتماد کرتے ہوئے اس کے مصدر یعنی سیف کی کتاب ”فتوح“ کی طرف اشارہ کیا ہے اور اسے صرف ”زمیل“ کے بارے میں نقل کیا ہے۔

سیف نے ان دور وایتوں میں خاندان تمیم کے لئے افتخار حاصل کیا ہے اور اپنے دیرینہ دشمن ربیعہ پر یکچڑا چھالتے ہوئے کہتا ہے: وہ اپنی عورتوں کو تمیم کے طاقت و مردوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے دیکھ کر سوا ہو گئے۔

سیف کی روایتوں کا ماحصل

- ۱۔ اس نے تین جگہیں تخلیق کی ہیں تاکہ جغرافیہ کی کتابوں میں ان کا نام درج ہو جائے۔
- ۲۔ ایک مختصر جملہ میں خالد کی تعریف کی ہے تاکہ اسے شہرت بخشے: ”عورتیں خالد جیسے سورما کو ہرگز جہنم نہیں دے سکتیں“۔
- ۳۔ اس نے خاندان تمیم کے لئے افتخارات جعل کئے ہیں اور قبائل ربیعہ پر مذمت اور طعنہ زنی کی بوچھاڑ کی ہے۔
- ۴۔ اس نے اشعار کہے ہیں تاکہ شعر و ادب کی کتابوں میں درج ہو جائیں۔
- ۵۔ سرانجام اس نے تاریخ اسلام میں قبائل تمیم سے ”اسود بن قطبہ“ نامی ایک صحابی، سپہ سالار اور حرم اسی شاعر کا اضافہ کیا ہے جو سیف بن عمر تمیمی کے خیالات کی تخلیق ہے اور حقیقت میں وجود ہی نہیں رکھتا۔

اسود بن قطبہ، سرزمین شام میں

جو کچھ ہم نے یہاں تک بیان کیا ہے وہ ابو مفرر کے رزمیہ اشعار اور خالد کے ساتھ عراق کی جنگ میں اس کے بارے میں سیف کے بیان کردہ مطالب تھے۔ اس سلسلے میں اس کے بہت سے اشعار ہم نے ذکر نہیں کئے ہیں۔

اب ہم سیف کے اس جعلی صحابی کو شام کی جنگوں میں اپنے رزمیہ اشعار کے ساتھ تاریخ ابن عساکر میں ملاحظہ کرتے ہیں کہ یہ عالم ”اسود“ کے حالات میں صراحت کے ساتھ سیف کا نام لے کر کہتا ہے:

سیف بن عمر کہتا ہے کہ اسود بن قطبہ نے یرموک کی جنگ میں شرکت کی ہے اس کے بعد اس نے قادسیہ کی جنگ میں شرکت کی ہے۔ وہ جنگ یرموک کے بارے میں اپنے اشعار میں یوں

تعریف کرتا ہے:۔۔۔

اس کے بعد ابن عساکر، اس کے اشعار میں سے تقریباً ۱۶ اشعار کو تین حصوں میں اپنی کتاب میں درج کرتا ہے کہ ابو مفران اشعار میں یرموک کی جنگ، ہراکلیوس کی شکست اور اسلامی سپاہیوں کے ہاتھوں رومیوں کے بے رحمانہ قتل عام کا ذکر کرتا ہے۔ اور قبیلہ بنی عمرو کے مقابلے میں دشمن کی فوج کی کثرت اور ان کی بے لیاقتی کا مذاق اڑاتا ہے۔ ان کے کشتوں کے پشتے لگا دینے، ان کے تمام افراد کو خاک و خون میں لت پت کرنے اور زمین کو رومیوں کے خون سے سیراب کر کے اپنے دلوں کو آرام بخشنے پر داخن دیتا ہے۔ ہر انجام نحویوں کی روش کے مطابق ”عمرو وزید“ کو اپنے مطالب پر گواہ قرار دیتا ہے لیکن ”عمرو وزید کو گواہ قرار دینا بذات خود مذکورہ رزمیہ اشعار کا ان جنگوں کی روئداد کی تاریخ کے بعد کبے جانے کی واضح اور قطعی دلیل ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شہر کوفہ و بصرہ کے عملی مراکز قرار پانے کے بعد عربی ادب کے گروہ اور اس زبان کے صرف و نحو کے قواعد نے شہرت پائی اور اسی زمانے سے لفظ ”زید و عمرو“ کو عربی زبان کے نحو کے قواعد میں مثال کے طور پر لانا رائج ہوا جیسے کہتے تھے:

”ضرب زید عمراً“ یا ”جاء زید ثم عمرو“ یا ان اکرمت زیداً“ لاکرمتم عمراً“۔ اس طرح ”زید و عمرو“ کو فاعل و مفعول اور مبتداء و خبر کے لئے وسیلہ قرار دیتے تھے۔ تدریس کے اس طریقہ کار نے عام مقبولیت حاصل کر کے نمایاں شہرت پائی اور عربی زبان کی کتابوں میں مثبت اور تدریس میں مورد استفادہ قرار پایا۔

لیکن صدر اسلام کی فتوحات میں یہ رسم نہیں تھی کہ ”زید و عمرو“ کا نام لیا جاتا۔ بلکہ خن کے مخاطب ان کی اپنی کنیزیں، قبیلہ یا خاندان ہوتے تھے۔

ابن عساکر نے یرموک کی جنگ سے مربوط مذکورہ رزمیہ اشعار کے تیسرے قطعہ کو اپنی تاریخ کی کتاب ”تاریخ دمشق“ میں نقل کیا ہے اور ابن کثیر نے بھی انہی مطالب کو اپنی تاریخ میں ثبت

کیا ہے۔

ہم نے ان مطالب کو اس کیفیت میں سیف کے علاوہ کہیں نہیں پایا جبکہ دوسرے راویوں سے جنگ یرموک کے بارے میں صحیح اور متواتر روایتیں دستیاب ہیں اور ابن عساکر نے بھی ان روایتوں کو اپنی تاریخ میں، اور بلاذری نے اپنی کتاب ”فتوح البلدان“ میں درج کیا ہے اور یہ سب سیف کی روایتوں سے اختلاف رکھتی ہیں۔

طبری نے یرموک کی خبر کے بارے میں سیف کی روایتوں کو نقل کیا ہے لیکن اس کے رزم ناموں کو اپنی روش کے مطابق درج نہیں کیا ہے۔

جستجو

ابومفرج جیسے شخص کے رزمی اشعار صرف سیف کے ہاں پائے جاتے ہیں، جبکہ دوسرے راوی نہ ابومفرج کو جانتے ہیں نہ انھیں اس کے رزمیہ اشعار کی کوئی خبر ہے۔ اگر سیف کے ان اشعار پر غور و خوض کیا جائے تو بڑی آسانی کے ساتھ یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ سیف اسی کوشش میں ہے کہ اپنے آپ کو ایک داخلی و نفسیاتی رنجش و غم و غصہ سے نجات دے اور اپنے خاندانی تعصبات کو اس قسم کے اشعار کہہ کر ٹھنڈا کرے اور اپنے دل کو تسکین بخشنے اور اپنے قبیلہ ”خاندان بنی عمرو“ کے لئے فخر و مباہات کے نمونے تخلیق کرے ملاحظہ ہو، کہتا ہے:

عمر و زید جانتے ہیں کہ جب عرب قبائل ہمارے جاہ و جلال سے خوف زدہ ہوتے ہیں تو ڈر کے مارے بھاک کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر ہم آسانی کے ساتھ ان کی سرزمینوں پر قبضہ جمالیاتے ہیں۔

ہم نے یرموک میں اس قدر تاخیر کی تاکہ رومی ہمارے ساتھ لڑنے کے لئے خود کو آمادہ کر سکیں، پھر ہم نے ان پر حملہ کر کے انھیں تہ تیغ کیا اور اپنی پیاسو

ان کے خون سے بجھائی!

کیا تم نہیں جانتے کہ ہم نے یرموک میں ہر کلیوس کے جنگی دستوں کا کوئی پاس نہیں کیا اور انھیں مکمل طور پر تھس نہس کر کے رکھ دیا؟

یہاں پر سیف اس احتمال سے کہ کہیں ان اشعار کے بارے میں قارئین یہ تصور نہ کریں کہ اسلام کے یہ سپاہی مہاجر و انصار تھے اور انھوں نے تجربہ کار اور جنگ آزمودہ رومیوں کا کوئی خوف نہ کیا! لہذا اس شبہ کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ابو مفرز کی زبانی یہ شعر کہتا ہے:

یہ خاندان بنی عمرو اور قبیلہ تمیم کے افراد — سیف خود بنی عمرو سے تھا — تھے جو رومیوں کے مقابلے میں نبرد آزما ہوئے کیوں کہ وہ میدان جنگ کے ماہر جنگجو تھے۔ ایسے جنگجو جو میدان کارزار میں کبھی تلواروں کی جھکاؤ اور خوں ریزی سے خائف نہیں ہوتے تھے، بلکہ مشکلات اور سختیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں۔

بنی عمرو کے خاندان میں قوی ہیکل اور دلیر سردار پائے جاتے ہیں جو خطرات کے مقابلے میں پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہتے ہیں۔
ہم — خاندان بنی عمرو — نے میدان کارزار میں بارہا دشمن کے مرکز پر حملہ کر کے ان پر خوف و وحشت طاری کی ہے۔

یہ ہم — خاندان بنی عمرو — تھے جنھوں نے یرموک کی جنگ میں دشمن کی منظم صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ کر رومیوں کے جنگل میں پھنسے اسلام کے سپاہیوں کو رہائی دلائی۔

اس کے بعد دعا کی صورت میں کہتا ہے:

خدا ایسا دن نہ دکھلائے جب ہر کلیوس کے سپاہی اپنے مقابلے میں خاندان

تیم کے بہادروں اور دلاوروں کو نہ یائیں، تاکہ وہ ہماری تاریکیوں کو
کبھی فراموش نہ کر سکیں!

سیف کے افسانہ کا نتیجہ

یہ شعلہ باربرز خوانیاں اور رزم ناسے ہیں جو سیف کے جعلی پہلوانوں کی شجاعتوں اور
دلاوریوں کی تائید کرتے ہیں۔ اس طرح سیف قارئین کو خاندانِ تمیم کے ابو مضر، اسود بن قطہ جیسے
رومی شاعر اور رجز گو کے وجود کو قبول کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

ابو مضر، عراق اور ایران میں

طبری ۱۳ھ کے حوادث کے ضمن میں سیف سے نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:
خلیفہ عمر نے قادیسیہ کی جنگ کے بعد اس جنگ کے مامور جنگجوؤں کو انعام و
اکرام سے نوازا اور ابو مضر کو ”دار الفیل“ نام کا ایک گھریا زمین کا ٹکڑا عطا کیا
مزید ۱۶ھ کے ضمن میں ہریر (یا ویرد شیر) کی فتح کی خبر کو سیف سے نقل کر کے خلاصہ
کے طور پر لکھا ہے:

اسلام کے سپاہیوں نے ہریر (یا ویرد شیر) کے اطراف میں — جو مدائن
کسریٰ کے نزدیک سے اور پادشاہ ایران جہاں رہتا ہے — پڑاؤ ڈالا۔
شہر کو مسلمانوں کی دسترس سے محفوظ رکھنے کے لئے اس کے چاروں طرف
ایک گہری خندق کھودی گئی تھی اور محافظ اس کی حفاظت کرتے تے، لشکر
اسلام نے اس شہر کا محاصرہ کیا، بیس عدد سنگ انداز منجیقوں کے ذریعہ شہر پر
زبردست پتھراؤ ہو رہا تھا۔

اسلامی سپاہیوں کی طرف سے شہر ویرد شیر پر دباؤ اور محاصرہ کے طولانی

ہونے کی وجہ سے محاصرہ میں پھنسے لوگ بری طرح قتل و زنا ہو گئے اور لوہا

یہاں تک پہنچی کہ کتے اور بلیوں کو کاٹ کاٹ کر کھانے پر مجبور ہوئے۔

سیف، انس بن جلیس سے نقل کر کے کہتا ہے:

جب وہ ایردشیر پر ہمارا محاصرہ جاری تھا اسی حالت میں ایران کے پادشاہ کی طرف سے ایک ایچی ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا: پادشاہ کہتا ہے: کیا تم لوگ اس شرط پر صلح کرنے پر راضی ہو کہ وجلہ ہماری مشترک سرحد ہو، وجلہ کے اس طرف کی زمین اور پہاڑ ہمارے اور وجلہ کے اس طرف کی زمین تمہاری ہو؟ اگر اس پر بھی سیر نہیں ہوتے تو خدا تمہارے شکموں کو کبھی سیر نہ کرے!!

ایران کے پادشاہ کے ایچی کی باتوں کے سننے کے بعد مسلمان فوجیوں میں سے ابومفر اسود بن قطبہ آگے بڑھا اور پادشاہ کے ایچی کے سامنے کھڑا ہوا اور اس سے ایک ایسی زبان میں بات کی کہ نہ وہ خود جانتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہے اور نہ اس کے ساتھی! حقیقت میں وہ فارسی زبان نہ جاننے کے باوجود پادشاہ کے ایچی سے فارسی میں بات کر رہا تھا!!

پادشاہ کا ایچی ابومفر کی باتوں کو سننے کے بعد واپس چلا گیا اور تھوڑی ہی دیر میں لوگوں نے دیکھا کہ ایرانی سپاہی تیزی کے ساتھ دریائے وجلہ کو عبور کر کے اس کے مشرقی علاقہ میں مدائن کی طرف پیچھے ہٹے۔ مسلمانوں نے ابومفر سے سوال کیا: آخر تم نے پادشاہ کے ایچی سے کیا کہا؟ کہ خدا کی قسم وہ سب فرار کر گئے!! ابومفر نے جواب میں کہا: قسم اس خدا کی جس نے محمدؐ کو بھیجا ہے، مجھے خود بھی معلوم نہیں کہ میں کیا کہہ رہا تھا! صرف اس قدر جانتا ہوں کہ خود بخود میری زبان پر کچھ کلمات جاری ہوئے۔ امید رکھتا ہوں جو کچھ میں نے کہا ہو گا وہ ہمارے فائدے میں ہو گا۔

سعد و قاص اور دیگر لوگوں نے بھی ابومفر سے پادشاہ کے ایچی سے اس کی باتوں کے معنی پوچھے لیکن ابومفر خود ان کے معنی سے بے خبر تھا!

اس کے بعد سعد نے حملہ کا حکم جاری کیا۔ لیکن اس بڑے شہر سے ایک آدمی بھی اسلامی سپاہ

سے لڑنے کے لئے آگے نہیں آیا، صرف ایک آدمی نے فریاد بلند کی اور امان کی درخواست کی۔ مسلمانوں نے اسے امان دے دی۔ اس کے بعد اس مرد نے کہا: شہر میں داخل ہو جاؤ، یہاں پر کوئی فوجی موجود نہیں ہے جو تمہارا مقابلہ کرے۔

اسلامی فوج شہر میں داخل ہوئی۔ چند بے پناہ افراد کے علاوہ وہاں پر کسی کو نہ پایا، جنہیں انہوں نے اسیر بنایا۔ اسیروں سے پادشاہ اور اس کے لشکر کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کیوں فرار کر گئے۔ انہوں نے جواب میں کہا: پادشاہ نے تم سے جنگ کی راہ ترک کر کے صلح کرنے کا پیغام بھیجا تھا۔ لیکن تم لوگوں نے جواب میں کہا تھا ”ہمارے درمیان تب تک ہرگز کوئی معاہدہ نہیں ہو سکتا جب تک ہم افریڈون علاقہ کا شہد اور سرزمین کوٹی کا چکو ترانہ کھالیں!“ پادشاہ نے آپ کا پیغام سننے کے بعد کہا: افسوس ہو ہم پر! ان کی زبان سے فرشتے بولتے ہیں!! اس کے بعد وہ یہاں سے دور ترین شہر کی طرف بھاگ گئے۔

یہ وہ مطالب ہیں جنہیں طبری نے سیف سے نقل کیا ہے۔ البتہ سیف نے جو اشعار اپنے افسانوی سورما اسود کی زبانی بیان کئے ہیں ان کو طبری نے نقل نہیں کیا ہے۔ ابن اثیر اور ابن کثیر نے بھی انہی مطالب کو طبری سے نقل کیا ہے۔ ابن عساکر نے بھی ان مطالب کو ابو مفرز کی تشریح کے سلسلے میں صراحت کے ساتھ سیف کے نام لے کر اپنی تاریخ میں درج کیا ہے اور آخر میں ابو مفرز کی زبانی سیف کے رزمیہ اشعار کے تین قطعے بھی نقل کئے ہیں۔

ان اشعار میں سیف نے ابو مفرز کی زبانی وہ ارد شیر کی فتح کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے:

یہ شہر صرف چند فارسی کلمات کے ذریعہ فتح ہوا ہے، جنہیں خدائے تعالیٰ نے ابو مفرز نامی ایک عرب کی زبان پر جاری کیا!

اور خدا نے صرف مجھے۔ ابو مفرز۔ کو صرف اس ذمہ داری کی انجام دہی کے لئے پیدا

کیا ہے۔

دشمن خوف و وحشت سے اپنی زبان دانتوں تلے دباتے ہوئے اپنے سامنے موت کے سائے منڈلاتے دیکھ کر ہلاکت و رسوائی کے گڑھے میں گر گئے۔

اس کے بعد ابو مفرز اسی جگہ سے یعنی مدائن، وہ اردشیر کے فتح شدہ شہر سے مکہ و مدینہ والوں خاص کر خلیفہ وقت اباحفص عمر کو نوید بھیجتے ہوئے کہتا ہے:

خلیفہ مطمئن رہیں، یہ میں ہوں! — ابو مفرز — جو ہمیشہ دشمنوں کے ساتھ پیکار کے لئے آمادہ ہے۔

یہ میں ہوں! جوان کی صفوں کو چیرنے کا افتخار حاصل کرتا ہوں۔

یہ میں ہوں! جس نے خدا کی طرف سے زبان پر جاری کئے گئے کلمات کی بناء پر وہ اردشیر کو فتح کر کے کسریٰ کا موت کے گھاٹ تک پیچھا کیا اور.....

حموی لفظ ”بہر سیر“ کے بارے میں لکھتا ہے:

ابو مفرز بہر سیر کی فتح کے بارے میں یوں کہتا ہے....

اس کے بعد ابن عساکر کے نقل کئے گئے اشعار میں سے تین اشعار کو نقل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ: اس سلسلے میں اس نے بہت سارے اشعار کہے ہیں اس کے بعد وہ اردشیر کی داستان کو اس طرح شروع کرتا ہے:

سیف کی کتاب ”فتوح“ میں آیا ہے.....

حمیری نے بھی اپنی کتاب ”الروض المعطار“ میں لفظ ”مدائن“ کے بارے میں سیف سے روایت نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

قعقاع بن عمرو نے اپنے اشعار میں کہا ہے:

ہم نے شہر وہ اردشیر کو صرف اس کلام کے ذریعہ فتح کیا جسے خدا نے ہماری زبان پر جاری

کیا تھا.....

اسی طرح اشعار کو آخر تک بیان کرنا ہے جنہیں ہم نے قفقاز کے حالات میں اس کتاب کی پہلی جلد میں درج کیا ہے۔

اس کے بعد قمری مزید کہتا ہے:

اسود بن قطبہ نے دریائے جہلم سے مخاطب ہو کر کہا:

اے دجلہ! خدا تجھے برکت دے۔ اس وقت اسلام کے سپاہی تیرے ساحل پر لشکر گاہ تشکیل دے چکے ہیں۔ خدا کا شکر ادا کر کہ ہم تیرے لئے عطا کئے گئے ہیں۔ لہذا مسلمانوں میں سے کسی ایک کو بھی نہ ڈرانا۔ وہ لفظ ”افریدون“ کے بارے میں لکھتا ہے:

”افریدون“ عراق میں مدائن کے نزدیک ایک جگہ ہے۔ انس بن حلیس نے کہا ہے کہ ہم نے اس زمانے میں ویہ اردشیر کو اپنے محاصرے میں لے لیا تھا.....

اور داستان کو آخر تک بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

جب تک علاقہ افریدون کا شہد نہ کھالیں.....

سیف کی روایتوں کا دوسروں سے موازنہ

جو کچھ یہاں تک کہا گیا وہ سیف بن عمر کے ابو مفرور اور اس کے کلام کے ذریعہ شہر ویہ اردشیر کی فتح کے بارے میں جعل کئے گئے مطالب ہیں۔ اور اس کے یہی افسانے مسلمہ سند اور تاریخی متون کے عنوان سے شعر و ادب، تاریخ اور اسلام کے سیاسی اسناد کی کتابوں میں درج ہو گئے ہیں کہ ہم نے چند نمونوں کی طرف اشارہ کیا، جب کہ دوسرے مؤرخین، جو سیف پر اعتماد نہیں کرتے، جیسے بلاذری اور ابن قتبہ دینوری نے ویہ اردشیر کی فتح کو اس سے مختلف صورت میں ذکر کیا ہے جو سیف کی روایتوں سے مطابقت نہیں رکھتے، انہوں نے لکھا ہے کہ ویہ اردشیر کی فتح ایک شدید جنگ اور طولانی محاصرہ کے

بعد ساہل ہوئی ہے کہ محاصرے کے دوران خرماسکے درختوں نے دوبارہ میوے دیدے اور دوبارے قربانی کی گئی، یعنی مسلمان فوجوں نے شہر ویہ اردشیر کی دیواروں کے پاس دو عید قربان منائیں اور اس مدت تک وہاں پر رہے کہ رہے۔ یہی اس بات کا اشارہ ہے کہ محاصرہ کی مدت دو سال تک جاری رہی۔ دینوری لکھتا ہے:

جب اسلام کے سپاہیوں کے ذریعہ شہر کا محاصرہ طولانی ہوا تو شہر کے باشندے تنگ آ گئے، سرانجام اس علاقے کے بڑے زمینداروں نے مسلمانوں سے صلح کی درخواست کی، جب ایرانی پادشاہ یزدگرد نے یہ حالت دیکھی تو اس نے سرداروں اور سرحد بانوں کو اپنے پاس بلا کر اپنا خزانہ اور مال و متاع ان میں تقسیم کیا اور ضروری قبائلی انھیں لکھ کے دئے اور ان سے کہا:

اگر یہ طے ہو کہ ہمارا یہ مال و متاع ہمارے ہاتھ سے چلا جائے تو تم لوگ اجنبیوں سے زیادہ مستحق ہو۔ اگر حالات دوبارہ ہمارے حق میں بدل گئے اور ہم اپنی حکومت کو پھر سے اپنے ہاتھ میں لے سکے تو اس وقت جو کچھ ہم نے آج تمھیں بخش دیا ہے، ہمیں واپس کر دینا۔

اس کے بعد اپنے نوکر چاکر، خاص افراد اور پردہ نشینوں کو لے کر ”حلوان“ کی طرف روانہ ہوا اور جنگ قادسیہ میں کام آنے والے رستم فرخ زاد کے بھائی خرداد بن هرمز کو اپنی جگہ پر حاکم مقرر کر گیا۔

سند کی تحقیق

بہر سیر (یا ویہ اردشیر) کے افسانے کو سیف نے سائک بن فلان نسبی سے اور اس نے اپنے باپ محمد بن عبد اللہ لویہ اور انس بن حلیمس سے نقل کیا ہے۔ ہم نے محمد بن عبد اللہ کو قفقاز و عاصم کی داستانوں میں پہچان لیا کہ یہ سیف کا جلی راوی ہے اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتا، دلچسپ بات یہ ہے کہ سیف نے انس بن حلیمس کو محمد بن عبد اللہ کا چچا بتایا ہے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس قسم

کاراوی کس حد تک حقیقی ہو سکتا ہے!

اس کے باوجود ہم نے سماک بن فلان، اس کے باپ اور انس بن حلیس کے سلسلے میں تمام مصادر کی طرف رجوع کیا۔ لیکن انھیں سیف کے علاوہ کہیں اور نہیں پایا۔ اس بناء پر ہم ان تینوں راویوں کو بھی سیف کے جعلی راویوں میں شمار کرتے ہیں۔

دور وایتوں کا موازنہ

بہر سیر (یا دیہ اردشیر) کی فتح صرف ابو مفررتیمی کے ان کلمات سے حاصل ہوئی ہے جنہیں ملائکہ نے فارسی زبان میں اس کی زبان پر جاری کر دیا تھا۔ ایسے کلمات جن کے معنی وہ خود بھی نہیں جانتا تھا اور نہ اس کے ساتھی۔ اس دعوے کی دلیل ایک شعر سے جسے خود اسود بن قطبہ نے کہا ہے اور وہ اس میں کہتا ہے:

میں نے بہر سیر کو خدا کے حکم سے صرف فارسی میں چند کلمات کے ذریعہ فتح کیا۔
اس کا دوسرا شاہد یہ ہے کہ بڑے افسانوی سورما قعقاع نے بھی ایک شعر کے ضمن میں کہا ہے کہ:

بہر سیر کو ہم نے ان کلمات سے فتح کیا جنہیں خدا نے ہماری زبان پر جاری کیا تھا!
اس طرح وہ افسانہ کو آخر تک بیان کرتا ہے۔

دیگر مؤرخین، جنہوں نے دوسرے منابع سے روایتیں حاصل کی ہیں اور سیف کی باتوں پر اعتماد نہیں کیا ہے، کہتے ہیں:

بہر سیر (یا دیہ اردشیر) کی فتح ایک شدید جنگ اور دو سال کے طولانی محاصرہ کے نتیجہ میں حاصل ہوئی ہے۔ اس طولانی محاصرہ کے دوران بڑے اور عام زمینداروں نے تنگ آ کر مسلمانوں سے صلح کی درخواست کی اور اس طرح محاصرہ سے رہا پائی۔

سیف کا کارنامہ

قبیلہ تمیم کے خاندان بنی عمرو کے لئے ایک ایسی کرامت ثبت کرنا جس کے جیسی کوئی اور کرامت نہ ہو! کیونکہ وہ اس خاندان کے ایک ایسے معنوی فرد کو پیش کرتا ہے جس کی زبان پر ملائکہ ایسے کلمات جاری کرتے ہیں کہ ان کے معنی نہ وہ خود جانتا ہے اور نہ اس کے ساتھی۔ اس قسم کے کلام کے نتیجے میں ایک بڑا شہر مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوتا ہے اور اس طرح خاندان تمیم کے حق میں تاریخ کے صفحات میں ایک عظیم افتخار ثبت ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے کہ:

خاندان بنی عمرو تمیمی صرف تلوار سے ہی مشکل کشائی اور سر زمینوں کو فتح نہیں کرتے ہیں بلکہ اپنے کلام سے بھی یہ کارنامے انجام دیتے ہیں۔

زمین پر ”افریدون“ جیسے مقامات اور جگہوں کی تخلیق کرنا، تاکہ ان کا نام ”مجم البلدان“ اور ”الروض المعطار“ جیسی کتابوں میں درج ہو جائے۔

ابومفر را سود بن قطیبہ کی سرگرمیوں کے چند نمونے

طبری کی گراں قدر اور معتبر کتاب تاریخ کے مندرجہ ذیل موارد میں صراحت کے ساتھ سیف سے نقل کرتے ہوئے ابومفر را سود بن قطیبہ تمیمی کا نام لیا گیا ہے:

۱۔ جلولا کی جنگ اور اس کی فتح کے بعد سعد وقاص نے جنگی اسیروں کو اسود کے ہمراہ خلیفہ عمرؓ کے پاس مدینہ بھیجا ہے۔

۲۔ رے کی فتح کے بعد سپہ سالار ”نعیم بن مقرن“ نے جنگی غنائم کے پانچویں حصہ (خمس) کو ”اسود“ اور چند معروف کوفیوں کے ہمراہ خلیفہ عمر کی خدمت میں مدینہ بھیجا۔

۳۔ ۳۲ھ کے حوادث کے ضمن میں ”اسود“ تمیمی کا نام دیگر تین افراد کے ساتھ لیا گیا ہے جنہوں نے ایک خیمہ کے نیچے ایک انجمن تشکیل دی تھی۔

۴۔ اس کے علاوہ ۳۲ھ میں ابو مضر اسود بن قطیبہ نے ابن مسعود اور چند دیگر نیک نام ایرانی مسلمانوں کے ہمراہ جلیل القدر صحابی ابوذر غفاریؓ کی جلاوطنی کی جگہ ”ربذہ“ میں پہنچ کر اس عظیم شخصیت کی تجہیز و تکفین میں شرکت کی ہے۔

۵۔ قادسیہ کی جنگ میں ”اغواث“ کے دن ”اعور ابن قطیبہ“ نامی ایک شخص کی ”شہر براز“ کے ساتھ جنگ کی داستان بیان کی گئی ہے کہ طبری کے مطابق سیف نے روایت کی ہے کہ اس شہر میں دونوں پہلوان مارے گئے اور اعور کے بھائی نے اس سلسلے میں یہ شعر کہے ہیں:

ہم نے ”اغواث“ کا جیسا تلخ و شیریں کوئی دن نہیں دیکھا کیونکہ اس دن کی جنگ واقعا خوشی اور غم کا سبب تھی۔

اس کے باوجود ہم نہیں جانتے کہ آیا سیف نے اپنے خیال میں ابو مضر بن قطیبہ کے لئے اعور نام کا کوئی بھائی تخلیق کیا ہے کہ اسود نے اس طرح اس کا سوگ منایا ہے، یا یہ کہ اعور بن قطیبہ کا نام کسی اور شخص کے لئے تصور کیا ہے؟!

یہ پہنچگانہ موارد اور دوسروں کی روایتیں

طبری نے مذکورہ پہنچگانہ موارد کو اسود بن قطیبہ کے بارے میں نقل کر کے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے، جب کہ دوسرے مؤرخین جنہوں نے جلولا، قادسیہ، رے اور عثمان کے محاصرے کی روایتیں کی تشریح کی ہے، نہ صرف ”اسود“ اور اس کی سرگرمیوں کا کہیں نام تک نہیں لیا ہے بلکہ ان واقعات سے مربوط باتوں کو ایسے ذکر کیا ہے کہ سیف کے بیان کردہ روایتوں سے جنہیں طبری نے نقل کیا ہے سے مغایرت رکھتی ہیں۔

سیف نے اپنے افسانوی شخص ”اسود“ کو تمام جنگوں میں شرکت کرتے دکھایا ہے اور اسے خوب رو، معروف، موثق اور باطمینان حکومتی رکن کی حیثیت سے چھوایا ہے اسیروں اور جنگی غنائم کو

اس کی سرپرستی میں قرار دیا ہے اور خاص کر اسے جلیل القدر صحابی ابوذر غفاریؓ کی تجہیز و تکفین میں، مشہور و معروف صحابی اسود کے ساتھ دکھایا ہے۔ ہم اس آخری مورد پر الگ سے بحث و تحقیق کریں گے۔

اسود بن قطبہ کے افسانہ کی تحقیق:

طبری نے رے کی فتح کے بارے میں روایت کی سند ذکر نہیں کی ہے۔ لیکن دیگر جنگوں اور واقعات جیسے: قادسیہ، جلولاء، محاصرہ عثمان اور ابوذرؓ کی تجہیز و تکفین میں شرکت کے بارے میں سیف کی روایتوں کی سندیں حسب ذیل ہیں:

محمد، زیاد، مہلب، مستنیر بن یزید اپنے بھائی قیس اور باپ یزید سے، اور کلیب بن حلال، حلال بن ذری سے۔ ہم نے پہلے ثابت کیا ہے کہ یہ سب راوی سیف کی تخلیق ہیں اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتے۔

اسی طرح اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہوئے ”ایک مرد سے“ (عن رجل) روایت کی ہے اور اسے کسی صورت سے ظاہر نہیں کیا ہے اور ہم نہیں جانتے سیف کے خیال میں ”یہ مرد“ کون ہے؟ اس کے علاوہ مجہول الثبوت دو افراد سے بھی روایت کی ہے اور ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ سیف کی نظر میں یہ دو آدمی کون ہیں تاکہ ان کے وجود یا عدم کے سلسلے میں بحث و تحقیق کرتے !!

اس کے علاوہ ہم نے سیف کی داستان کے ہیرو ابو مفرز اسود بن قطبہ کا سیف اور اس کے افسانوی راویوں کے علاوہ کسی اور کے ہاں سراغ نہیں پایا۔

لگتا ہے کہ نقل کرنے والوں سے ”اسود“ کی کنیت لکھنے میں غلطی ہوئی ہو اور انھوں نے اسے ”ابو مقرن“ لکھا ہو۔ جیسا کہ ہم اس جیسے ایک مورد سے پہلے دو چار ہو چکے ہیں اور شاید اسی اندراج میں غلطی نے ہی ابن حجر کو بھی شک و شبہ سے دو چار کیا کہ اس نے ”ابو مقرن“ اور ”ابو مفرز“ کو دو اشخاص تصور کیا ہے۔ ان میں سے ایک ابو مقرن اسود بن قطبہ، کہ جس کا ذکر سیف کے افسانوں میں

گزارا اور دوسرا ”ابومفزر“ کے لقب سے نام ذکر کئے بغیر۔ ابن حجر نے ”اصابہ“ میں ”الکئی“ سے مربوط حصہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

چوتھا جعلی صحابی

ابومفر رتمی

ابن حجر نے اپنی کتاب ”اصابہ“ کے ”الکئی“ سے مربوط حصہ میں ابومفر رتمی کا ذکر یوں کیا

ہے:

سیف بن عمر نے اپنی کتاب ”فتوح“ میں ابوذر غفاری کی وفات کے سلسلے میں بعض راویوں، جیسے ”اسماعیل بن رافع نے محمد بن کعب سے نقل کرتے ہوئے ابومفر کے اس موقع پر موجود ہونے کی خبر دی ہے، اور ابوذر کی وفات کی داستان کے ضمن میں لکھا ہے:

.... جو افراد ”ربذہ“ میں ابوذر غفاری کی تدفین کے موقع پر ابن مسعود کے ہمراہ موجود تھے، ان کی تعداد (۱۳) تھی اور ان میں سے ایک ابومفر رتمی تھا۔ اس کے علاوہ کہتا ہے:

ابومفر ان افراد میں سے ہے جس پر خلافت عمر کے زمانے میں شراب پینے کے جرم میں خلیفہ کے حکم سے حد جاری کی گئی ہے، اور ابومفر نے ایک شعر میں اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے:

اگرچہ مشکلات اور رنجشوں کو برداشت کرنے کی ہمیں ہمت تھی، مگر شراب و
کباب کی محفلوں میں قدم رکھنے کے آغاز سے ہی صبر و حکیمانی کی راہ
اپنا چکے تھے۔

جیسا کہ ہم نے کہا کہ ابن حجر دو آدمیوں کو فرض کر کے شک و شبہ سے دوچار ہوا ہے ایک کو
”ابومقرن اسود بن قطبہ“ فرض کیا ہے اور اس کا نام اور اس کے حالات کو رسول اللہ ﷺ کے
صحابیوں کے حصے میں درج کیا ہے اور دوسرا ”ابومغیرہ“ کو فرض کیا ہے اور اس کی داستان کو کتاب
”اصابہ“ کے ”الکئی“ کے حصہ میں ذکر کیا ہے جو اصحاب کی کنیت سے مخصوص ہے۔

لیکن یہ امر قابل ذکر ہے کہ ابن حجر نے ابوذر غفاری کی تدفین کے موقع پر ابو مغیرہ کی
موجودگی کے بارے میں جو روایت سیف سے نقل کی ہے، وہ اسی موضوع پر طبری کی سیف سے نقل کی
گئی دوسری روایت سے سند اور ابوذر غفاری کی تدفین کے مراسم میں افراد کی تعداد کے لحاظ سے واضح
اختلاف رکھتی ہے اور ہم نے اسے نقل کیا ہے۔

اس کے علاوہ ابن حجر کے بیان میں یہ مطلب ذکر ہوا ہے کہ ابو مغیرہ تمیمی پر شراب پینے کے
جرم میں خلیفہ عمر کے حکم سے حد جاری کرنے کا موضوع سیف کی روایات میں تین الگ الگ
داستانوں میں ذکر ہوا ہے اور ان میں سے کسی ایک میں بھی اسود بن قطبہ یا اس کے شعر کا نام و نشان
نہیں ہے۔ شاید سیف کے لئے اس قسم کے صحابی کو جعل کرنے، اس کی شجاعتیں اور کمالات دکھانے،
بہر شیر (یا ارد شیر) کے میدان کارزار میں فرشتوں کے ذریعہ اس کی زبان پر فارسی کلمات جاری کر کے
ایرانیوں کو میدان جنگ سے معجزاتی طور پر بھگانے کا سبب یہ ہوگا کہ سیف کے مذہب میں جس
پر زندگی ہونے کا الزام ہے۔ شراب پینا معمول کے مطابق ہے اور اسے ذکر کرنا کوئی اہم نہیں ہے

نسخہ برداری میں مزید غلطیاں

نمونی نے اپنی کتاب ”مجموع البلدان“ میں لفظ ”گرگان“ کی تشریح میں سیف سے نقل کرتے کے بعد اس کی فتح کے طریقے کے بارے میں ”سوید بن قطبہ“ کے مندرجہ ذیل دو اشعار کو شاہد کے طور پر پیش کیا ہے۔

اوگوا ہمارے قبیلہ بنی تمیم کے خاندان اسید سے کہہ دو کہ ہم سرزمین گرگان
کے سرسبز مرغزاروں میں لطف اٹھا رہے ہیں۔

اب کہ گرگان کے باشندے ہمارے ائمہ اور جنگ سے خوف زدہ ہوئے اور
ان کے حکام نے ہمارے سامنے سر تسلیم خم کیا!

”سوید بن قطبہ“ دراصل ”اسود بن قطبہ“ ہے کہ نقل کرنے والے سے
کتاب سے نسخہ برداری کے وقت یہ غلطی سرزد ہوئی ہے۔

طبری نے بھی سیف بن عمر سے ایک داستان نقل کرتے ہوئے ”سوید بن مقرن“ اور
گرگان کے باشندوں کے درمیان انجام پانے والی صلح کے ایک عہد نامہ کا ذکر کیا ہے اس کے آخر میں
”سواد بن قطبہ“ نے گواہ کے طور دستخط کئے ہیں یہ ”سواد“ بھی دراصل ”اسود“ ہے جو حرف کے ہیر
پھیر کی وجہ سے غلط لکھا گیا ہے۔

اسناد کی تحقیق

سیف کی احادیث میں مندرجہ ذیل راویوں کے نام نظر آتے ہیں:

محمد، بحرین فرات عجل، سماک بن فلاں، یحییٰ اپنے باپ سے، انس بن حلیس، زیاد، مہلب،
مستنیر بن یزید اپنے بھائی اور باپ سے، کلیب بن حلال ذری نے اپنے باپ سے خصوصیات کے
بغیر ایک مرد سے اور مزید دو مجہول افراد اور عامر، مسلم، ابی امامہ، ابن عثمان عطیہ اور طلحہ۔ ان افراد کے
بارے میں ہم اس کی روایات میں کسی قسم کا تعارف اور خصوصیات نہیں پائے کہ ان کو پہچان سکیں مثلاً

ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ عامر سے اس کا مقصود شعی ہے یا کوئی اور؟ اور طلحہ سے اس کا مقصود طلحہ ابن عبد الرحمن ہے یا اور کوئی۔ بہر حال اس نے اپنی روایتوں میں ایسے راویوں کا نام لیا ہے کہ جن کے بارے میں ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ وہ اس کے جملی راوی اور اس کی ذہنی تخلیق ہیں!!

اس کی روایت کے ضمن میں چند دیگر راویوں کا نام بھی ذکر ہوا ہے کہ ہم سیف کی بیہودہ گویوں اور افسانہ سرائیوں کے گناہ کا مرتکب انھیں نہیں ٹھہراتے، خاص طور پر جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہ سیف تنہا شخص ہے جو ان افسانوں کو ایسے راویوں سے نسبت دیتا ہے۔

بحث کا خلاصہ

سیف نے ابو مضر اسود بن قطبہ کو بنی عمرو تہیمی کے خاندان سے ذکر کر کے انھیں فتوحات میں مسلمانوں کے مشہور شاعر اور ترجمان کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔

سیف نے اسے حیرہ کی فتوحات میں، جیسے: الیس، امغشیا، مقرر، الثنیٰ اور زمیل کی جنگوں میں خالد کے ساتھ شرکت کرتے دکھایا ہے اور اس سے چھ رزم نامے اور رجز بھی کہلوائے ہیں۔ اس نے یرموک اور قادسیہ کی جنگوں میں اس کی شرکت دکھائی ہے اور اس سلسلے میں اس کی زبان سے تین رزمیہ قصیدے بھی کہلوائے ہیں۔

”وہ اردشیر“ کی جنگ میں اس کی عظمت کو بڑھا کے پیش کیا ہے اور اس کو ایک معنوی مقام کا مالک بنا کر اطمینان و سکون کا سانس لیا ہے۔ ایرانی پادشاہ کے ایلچی کے جواب میں، اس کی زبان پر ملائکہ کے ذریعہ فارسی زبان کے کلمات جاری کئے ہیں، جبکہ نہ خود اس زبان سے آشنا تھا اور نہ اس کے ساتھی فارسی جانتے تھے۔

اس نے فارسی میں پادشاہ کے ایلچی سے کہا تھا:

ہم ہرگز تمہارے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں کریں گے جب تک علاقہ کفریدون کا شہد اور کوئی

کے مالٹے نہ کھالیں۔

مشرکین نے ان ہی کلمہات کے سبب ڈر کے مارے میدان کارزار سے فرار کیا اور شہر کو محافطوں سے خالی اور تمام مال و متاع کے سمیت مسلمانوں کے اختیار میں دیدیا اور سیف نے اپنے افسانوی شاعر کی زبانی اس سلسلے میں تین رجز کہلوائے ہیں۔

اسی طرح سیف نے ابو مفرح کے لئے جعل کئے گئے ایک بھائی۔ جو جنگ قادسیہ میں اغوا ث کے دن اپنے حریف کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ کے سوگ میں شعر کہکر اپنے افسانوی شاعر ابو مفرح سے منسوب کئے ہیں!

اور سرانجام اس نے اپنے خیالی سورما کو جلو لا اور رے کی جنگوں میں شریک کر کے اسے جنگی اسیروں اور مال غنیمت کو خلیفہ عمرؓ کے حضور مدینہ پہنچانے کی سرپرستی سونپی ہے۔

اور ان تمام افسانوں کو ایسے راویوں کی زبانی روایت کی ہے جو سیف کی داستان کے خیالی ہیرو کے ہی مانند خیالی تھے، جیسے: محمد، زیاد، صلب، مستنیر بن یزید اس کے بھائی قیس سے اور اس نے اپنے باپ سے، کلیب بن حلحال ذری نے اپنے باپ سے، بحرین فرات عجل، سماک بن فلان تجیمی اپنے باپ سے، انس بن حلیس اور ایک بے نام و نشان، اور دیگر مجہول راوی سے۔

یہاں پر یہ دیکھنا لطف سے خالی نہیں ہے کہ ابو مفرح کے بارے میں سیف کی روایات اور افسانوں کو کن اسلامی مصادر میں درج کیا گیا ہے اور کن مؤلفین نے دانستہ یا نادانستہ طور پر سیف کے جھوٹ اور افسانوں کی اشاعت کی ہے۔

اس افسانہ کو نقل کرنے والے علماء

ابو مفرح تمیمی کے بارے میں سیف کے مذکورہ افسانے مندرجہ ذیل منابع و مصادر میں پائے

جاتے ہیں:

۱۔ طبری نے اپنی تاریخ کی عظیم کتاب میں ۳۱۲ھ کے حوادث کے ضمن میں ذکر کیا ہے اور اس کے اسناد بھی درج کئے ہیں۔

۲۔ دارقطنی (وفات ۳۸۵ھ) نے اپنی کتاب ”موتلف“ میں ”اسود“ کے حالات کے ذیل میں، سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

۳۔ ابن ماکولا (وفات ۴۸۷ھ) نے اپنی کتاب ”اکمال“ میں ”اسود“ کے حالات کے ذیل میں، سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

۴۔ ابن عساکر (وفات ۵۷۵ھ) نے اپنی کتاب ”تاریخ دمشق“ میں ”اسود“ کے حالات کے ذیل میں سیف بن عمر، دارقطنی اور ابن ماکولا سے نقل کر کے سند کے ساتھ درج کیا ہے۔

۵۔ حموی (وفات ۶۲۶ھ) نے اپنی کتاب ”معجم البلدان“ میں شہروں اور علاقوں کے بارے میں لکھے گئے تفصیلات کے ضمن میں نقل کیا ہے۔

۶۔ حمیری (وفات ۹۰۰ھ) نے اپنی کتاب ”الروض المعطار“ میں شہروں اور علاقوں کے بارے میں لکھے گئے تفصیلات کے ضمن میں درج کیا ہے۔

۷۔ مرزبانی (وفات ۳۸۴ھ) نے اپنی کتاب ”معجم الشعراء“ میں شعراء اور رجز خوانوں کے حالات کی تشریح کے ضمن میں اپنے پیشروں سے نقل کرتے ہوئے سند کی طرف اشارہ کئے بغیر درج کیا ہے۔

۸۔ عبدالمؤمن (وفات ۳۹۷ھ) نے اپنی کتاب ”مراصد الاطلاع“ میں حموی سے نقل کر کے درج کیا ہے۔

۹۔ ابن اثیر (وفات ۶۳۰ھ) نے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔

۱۰۔ ابن کثیر (وفات ۷۷۴ھ) نے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔

۱۱۔ ابن خلدون (وفات ۸۰۸ھ) نے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔

۱۲۔ مقریزی (وفات ۸۴۵ھ) نے اپنی کتاب ”خطوط“ میں درج کیا ہے۔

۱۳۔ ابن حجر (وفات ۸۵۲ھ) نے اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں ”ابو مغرہ“ کی داستان کو وارقطنی سے اور بہر سیر و میں فارسی زبان میں بات کرنے کے افسانہ کو سند ذکر کے بغیر مرزبانی سے نقل کیا ہے۔

۱۴۔ ابن بدران (وفات ۳۴۱ھ) نے اپنی کتاب ”تہذیب تاریخ ابن عساکر“ میں ابن عساکر (وفات ۵۷۵ھ) سے نقل کیا ہے۔

مذکورہ اخبار و روایات سیف بن عمر تمیمی کے وہ مطالب ہیں جو اس نے اپنے جعلی صحابی اسود بن قطیبہ تمیمی کے بارے میں تخلیق کئے ہیں۔

لیکن جس ”اسود“ کو سیف نے جعل کیا ہے وہ اس ”اسود بن قطیبہ“ کے علاوہ ہے جسے امام علی علیہ السلام نے حلوان کا کمانڈر مقرر کیا تھا اور امام نے اس کے نام ایک خط بھی لکھا تھا امام کا یہ خط آپ کے دیگر خطوط کے ضمن میں نبج البلاغہ میں درج ہے حلوان میں امام کا مقرر کردہ سپہ سالار ”اسود“ خاندان قسیم سے تعلق نہیں رکھتا تھا۔ ابن ابی الحدید نے ”شرح نبج البلاغہ“ میں اسود کا ذکر کرتے ہوئے اسے سبائی قحطانی بتایا ہے۔ ابن ابی الحدید لکھتا ہے:

میں نے متعدد نسخوں میں پڑھا ہے کہ وہ۔ اسود بن قطیبہ، حلوان میں امام کا سپہ

سالار جس کے نام امام نے خط بھی لکھا ہے۔۔ حارثی ہے اور خاندان بنی حارث بن

کعب سے تعلق رکھتا ہے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ مذکورہ بنی حارث بن کعب کا شجرہ نسب چند پشت کے بعد سبائی قحطانی قبائل کے ”مالک بن اود“ سے ملتا ہے۔ اس کے حالات اور سوانح حیات کو ابن حزم نے ”جمہرہ انساب“ کے صفحہ ۳۹۱ میں درج کیا ہے۔

مؤخر الذکر ”اسود“ کے باپ کا نام نبج البلاغہ کے بعض نسخوں میں ”قطیبہ“ لکھا گیا ہے اور نصر

بن مزاحم کی کتاب ”صفین“ میں اس کا نام ”قطنہ“ ذکر ہوا ہے۔ اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ سینف نے اپنے جعلی صحابی یعنی اسود بن قطیبہ تمیمی کا نام امام کے نمائندہ کے نام کے مشابہ جعل کیا ہے۔ اور یہی شیوہ اس نے خزیمہ بن ثابت سماک بن خرشہ اور زر بن عبد اللہ کا نام رکھنے میں بھی اختیار کیا ہے انشاء اللہ ہم اس کتاب میں ان کے بارے میں بھی بحث و تحقیق کریں گے۔

سیف کا پانچواں جعلی صحابی نافع بن اسود تمیمی

سیف کی زبانی اسود کا تعارف

ابو بجید، نافع بن اسود، قطبہ بن مالک کا پوتا اور خاندان بنی عمرو تمیمی کا چشم و چراغ ہے سیف بن عمر نے نافع کے بارے میں یہ شجرہ نسب اپنے تصور کے مطابق جعل کیا ہے۔
ابن ماکولانے نافع کے حالات کے بارے میں اس طرح لکھا ہے:
سیف کہتا ہے: ابو بجید نافع بن اسود تمیمی نے ایرانیوں کے ساتھ جنگ میں دلاوریاں دکھانے اور رزمیہ اشعار کہنے کی وجہ سے کافی شہرت پائی ہے۔
ابن عساکر نے بھی اس کے حالات کی تشریح میں لکھا ہے:
نافع بن اسود تمیمی جس کی کنیت ابو بجید ہے رسول اللہ ﷺ کا ایک صحابی ہے اور اس نے عمر سے حدیث نقل کی ہے، نافع نے دمشق اور عراق کے شہروں کی فتوحات میں شرکت کی ہے اور ان جنگوں کے بارے میں بہت سے رزمیہ اشعار کہے ہیں۔

دلاوریاں

اس کے بعد ابن عسا کر نافع کے ساتھ سے زائد اشعار سیف ابن عمر سے روایت کر کے چھ قطعات میں نقل کرتا ہے اور اس کے پہلے قطعہ میں کہتا ہے:

سیف بن عمر نے روایت کی ہے کہ ابو جحید نافع بن اسود نے اس طرح شعر کہے ہیں:

مجھے اور میرے خاندان والوں کو ایسا تصور نہ کرنا کہ ہم جنگ کے شعلوں سے
ڈر کر آہ و زاری کرتے ہیں! ہم نے دمشق کو فتح کرنے کے بعد دشمن کے
لئے اسے آفت و بلا میں تبدیل کر دیا۔

لگتا ہے کہ تم نے دمشق اور بصری کی جنگ کو نہیں دیکھا ہے کہ اس دن
ہمارے دشمن خاک و خون میں کیسے غلطاں ہوئے؟

اس دن ہم میدان کارزار میں دشمن پر طوفانی ابر کی مانند موت کی بارش
برسا رہے تھے۔

ہم نے دشمن کے ہاتھ کو تمھارے دامنوں سے جدا کر دیا۔ کیونکہ پناہ لینے
والوں کی حمایت کرنا ہماری پرانی عادت تھی۔

اے میرے مغرور دشمن! اس وقت جب صرف خالی نعرے سے لوگوں کی
حمایت کرنا کافی نہ تھا، تم بیچارے اور ذلیل و خوار ہو کر خاک و خون میں لت
پھٹ پڑے تھے۔

سب جانتے ہیں کہ خاندان تمیم جنگوں میں فتح و کامرانی اور افتخارات اور
دلاوریاں حاصل کرنے میں قدیم زمانے سے معروف ہے اور جنگی غنائم کو
حاصل کرنا ہمارا حق ہوتا تھا۔

آزاد ہو کر ہماری پناہ میں آنے والے افراد عزیز و محترم اور دوست ہیں اور جنھوں نے تمھارے ہاں پناہ لے لی ہے، وہ ذلیل و خوار اور نابود ہیں۔

اس کے دوسرے رزمیہ اشعار میں یوں آیا ہے:

جس وقت گھمسان کی جنگ چل رہی تھی، اس وقت ہماری شجاعت، سر بلندی و افتخار کے برابر کسی نے شجاعت نہیں دکھائی۔

جنگ دمشق میں ہماری کاری کاریوں کے نتیجہ میں موت کے منڈلاتے ہوئے سایوں کے بارے میں رومیوں کے سپہ سالار ”سطاس“ سے پوچھو! اگر اس سے پوچھو گے تو وہ جواب میں کہے گا، ہم وہ بہادر ہیں جو ایرانیوں کے جوش و خروش کے باوجود سیلاب بن کر ان کی سرحدوں سے گزرے اور ان لوگوں پر حملہ آور ہوئے جو آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے اور وسیع زمینوں کے مالک تھے۔

خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ صرف تمیم کا خاندان — سیف کا قبیلہ — اپنی تلاش و کوشش سے جنگ کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لے۔
مذکورہ دو حماسی اشعار کو ابن عسا نے سیف سے نقل کر کے فتح دمشق میں ذکر کیا ہے۔

تیسرے رزمیہ اشعار کے حصہ کے بارے میں کہتا ہے کہ:

ابو بجید، نافع بن اسود نے اس طرح شعر کہے ہیں:

اور یہ ہم تھے جو دجلہ کی جنگ میں صبح سویرے اپنے سپاہیوں کے ایک گروہ کے ہمراہ تلوار اور نیزوں سے دشمن پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑے۔

اس دن جب تیروں کی بارش تھم گئی اور تلواروں کی باری آئی تو یہ ہماری تلواریں تھیں جو دشمنوں پر ٹوٹ پڑیں اور ان کا قتل عام کر کے رکھ دیا۔

ہم انھیں دجلہ اور فرات کے درمیانی بیابانوں میں نہروان تک پیچھا کر کے تہ تیغ کیا۔

چوتھے حماسی حصہ کے بارے میں ابن عساکر سیف سے نقل کر کے ابو بجد نافع بن اسود کے درج ذیل اشعار بیان کئے ہیں:

ہمارے درمیان ایسے لوگ بھی ہیں جو اندھے پن کے کاجل سے دشمنوں کی آنکھوں کا علاج کرتے ہیں اور ان کے درد بھرے سروں کو میان سے نکالی گئی نگلی تلواروں سے شفا دیتے ہیں۔

تم ہمارے گھوڑوں کو دیکھ رہے ہو جو مسلح سواروں کے ساتھ میدان کارزار میں جولانی کر رہے ہیں؟

خدائے تعالیٰ نے میرے لئے عزت، شرافت اور سر بلندی کا گھر عطا کیا ہے۔

میرے دوست و یاد رہی ایسے مہربان اور بخشش والے ہیں کہ ہرگز کسی پر ظلم نہیں کرتے اور ہمیشہ سخاوت و وفاداری کا دامن پکڑے رہتے ہیں۔ ہمارے گھر میں عظمت اور عزت نازل ہوئی ہے، جو ہرگز اس سے باہر نہیں جائے گی۔

دشمنوں کے لئے کون سا دن اس دن کے برابر سخت اور بد قسمتی والا گزرا، جب ہمارے جوانوں نے ان کو خاک و خون میں غلطاں کر کے رکھ دیا؟ ان کے علمدار کو ہم نے اس طرح موت کے گھاٹ اتار دیا کہ پتھروں کے نشان اس کے بدن پر نمایاں تھے!

بادشاہوں کے کتنے تاج اور قیمتی دست بند ہم نے غنیمت میں لے لئے؟

خاندان تمیم سے تعلق رکھنے والے ہمارے جنگجو ایسے قدر و منزلت کے مالک ہیں کہ جہاں جہاں پر قدم رکھیں گے وہاں پر خوشی و مسرت کی بہار لائیں گے۔

ہم نے دشمن کے قلب پر حملہ کیا۔ دشمن پر فتح پانے کے بعد میدان کارزار سے گزر گئے۔ اس مدت میں ہماری آنکھوں نے نیند نام کی کوئی چیز نہیں دیکھی۔

چھ دن کی نبرد آزمائی کے بعد دشمن پر ایسی کاری ضربیں لگائیں کہ وہ پھر سر اٹھانے کے لائق نہ رہے۔ اس کے بعد ان کے جنگی ساز و سامان کو مال غنیمت کے طور پر اپنے قبضے میں لے لیا۔

اس کے بعد ہم نے کسریٰ پر حملہ کیا اور اس کی سپاہ کو ہنس کر کے رکھ دیا۔ اس وسیع میدان کارزار میں ہم قبیلہ تمیم کے علاوہ کوئی ایسا اپنے وطن سے دور موجود نہ تھا جو دشمن کے جگر کونیروں کے ذریعہ ان کے سینوں سے چیر کر نکال لیتا۔

اس کے بعد ہم نے مدائن کی سرزمینوں پر حملہ کیا جن کے بیابان وسیع اور دلکش تھے۔ ہم نے کسریٰ کے خزانوں کو غنیمت کے طور پر اپنے قبضے میں لے لیا اور وہ شکست کے بعد بھاگ کھڑا ہوا۔

طبری نے بھی سیف سے نقل کرتے ہوئے مدائن پر مسلمانوں کی فتح کی صورت حال بیان کرنے کے بعد اس حماسہ کے دو شعر شاہد کے عنوان سے درج کئے ہیں۔ ابن اثیر اور ابن کثیر نے بھی انہی مطالب کو نقل کرنے میں طبری کی پیروی کی ہے اور اس سے نقل کیا ہے۔

پانچویں قطعہ کے بارے میں جو بذاتہ خود ایک طولانی قصیدہ ہے ابن عساکر یوں بیان

کرتا ہے: ابو جحید نافع بن اسود یوں کہتا ہے:

قبائل ”معد“ (الف) اور دیگر قبائل کے منصوبوں کا اعتراف ہے کہ تمہی بڑے بادشاہوں کے برابر تھے۔

وہ فخر و عزت، جاہ و جلال اور عظمت والے افراد ہیں خاندان ”معد“ میں ان کی سر بلندی پہاڑ کی چوٹی کے مانند ہے۔

وہ پناہ گاہ ہیں اور ان کے ہمسائے جب تک ان کی پناہ میں ہوں ہر قسم کی ضرورت و احتیاج سے بے نیاز ہوتے ہیں۔

جو بھی ان کا دوست و ہمد بن جائے اور ان کی سخاوت کے دسترخوان پر حاضر ہو جائے وہ فربہ اور چاق چوبند اونٹ کے گوشت سے اس کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔

کیسے ممکن ہے کہ غیر عرب خاندان تمیم سے برابری کا دعویٰ کریں جب کہ یہ لوگ ہر قسم کی سماجی سر بلندی اور بزرگواری کے لحاظ سے مشہور و معروف ہیں؟ وہ حاجتمندوں اور بیچاروں کو بذل و بخشش کر کے انھیں پنچہ مرگ سے نجات دلانے میں بے مثال ہیں۔

جب دوسروں کے ہاتھ عظمت و افتخار کی بلندی تک پہنچنے سے محروم ہوتے ہیں، اس وقت بھی خاندان تمیم پوری طاقت کے ساتھ عظمت و سر بلندی تک پہنچنے کے لئے دراز ہوتے ہیں۔

حاجتمندوں کی حاجت روائی اور دردمندوں کی دیکھیری میں تمام مال و متاع

(الف)۔ حجاز کے اعراب، جزیرہ نمائے عرب کے شمال کے باشندوں جو مختلف قبائل پر مشتمل ہیں کو ”معد“ کہتے ہیں قریش اور تمیم بھی انہی میں سے ہیں۔

بخش دینے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتے! یہ خاندان تمیم کے ہی شہسوار ہیں جو اپنے نجیب گھوڑوں کو پہاڑوں پر سے دوڑاتے ہوئے میدان کارزار میں پہنچا دیتے ہیں۔ ان کے گھوڑے راستے کی مشکلات کے باوجود سستی، کمزوری اور تھکاوٹ کا اظہار نہیں کرتے یہ گھوڑے خاندان تمیم کے شہسواروں کو مال غنیمت تک پہنچاتے ہیں اسی لئے تمیمی ہمیشہ مال غنیمت حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

ان کے بہت سے دلاوروں نے نخلستانوں اور باغوں کو غنیمت میں لے لیا ہے۔ مال غنیمت میں خاندان تمیم کا حصہ جنگ کے سرداروں کے برابر ہوتا تھا خدائے تعالیٰ نے پہلے سے ہی خاندان تمیم کو ان نیک خصوصیات سے نوازا تھا۔

اور جب اسلام آیا، تب بھی قبائل ”معد“ کی قیادت کی باگ ڈور خاندان تمیم کے ہی ہاتھوں میں رہی اور خدا نے انھیں ان جگہوں کی طرف ہجرت کرنے کی ہدایت کی جہاں پر ان کی دنیا و آخرت کی بھلائی تھی۔

ان مقامات اور مرغزاروں کی طرف اگر عرب ہجرت نہ کرتے تو وہ عجم کے بادشاہوں کے نشیمن بن جاتے!

تمیمی اس عظیم ہجرت میں منظم گروہوں اور صفوف کی شکل میں جنگی شیروں اور فتح و کامرانی کے ہر اول دستوں کی طرح آگے بڑھتے تھے۔

(تمیمی) شہسوار، بلند قامت اور تیز رفتار اور سرکش گھوڑوں پر پوری طرح مسلح ہو کر جنگ کے لئے آمادہ تھے، کہ

لاش کوڑھنی پر پھینک دیا جب کہ لنگڑی لومڑیوں نے اس کا محاصرہ کر رکھا

تھا۔

اس کی لاش روم کے مرغزار میں پڑی تھی نہ کہ اس کے باپ کی ملکیت میں
جہاں وہ چاہتا تھا۔

رومیوں کے ساتھ ہماری جنگ کا آغاز یہ تھا کہ عامر نے اس کے سر پر اپنی
تلوار کی ایک ضرب سے کمر تک اسے دو ٹکڑے کر کے رکھ دیا!

ابن عساکر یہ چند شعر ذکر کرنے کے بعد نافع کے حالات کو دارقطنی اور ابن ماکہ سے
سیف کے ذریعہ نقل کر کے اپنی بات تمام کرتا ہے۔

لیکن طبری سیف سے ایک روایت نقل کرتے ہوئے نافع کے اشعار سے صرف درج ذیل
دو شعر نقل کرتا ہے:

ہمارے سوار فوجیوں نے سمندر جیسی زیبا اور وسیع سرزمین ”مدائن“ پر قدم رکھا۔۔۔

اس کے بعد ۶۱ھ کے حوادث کے ضمن میں جلولا کی جنگ کے بارے میں سیف سے نقل
کرتا ہے۔ سیف سے ایک روایت میں جلولا کی جنگ کے بارے میں نافع سے منسوب چار شعر کو
حسب ذیل نقل کرتا ہے:

”جلولا“ کی جنگ میں ہمارے پہلوانوں نے قوی شیروں کی طرح میدان
کارزار میں حملے کئے۔

میں ایرانیوں کو چیر پھاڑ کے قتل کرتے ہوئے آگے بڑھتا تھا، اور کہتا تھا
،مجوسیوں کے ناپاک بدن نابود ہو جائیں۔

اس دن جب سرتن سے جدا ہو رہے تھے، ”فیروزان“ ہمارے چنگل سے بچ
ٹکلا اور بھاگ گیا لیکن ”مہران“ مارا گیا۔

جب ہمارے دشمن موت کے گھاٹ اتار دئے گئے تو رات کو بیابانوں کے

درندے ان کی راسخوں کے استقبال کے لئے آئے۔

ابن کثیر نے بھی انہی مطالب کو تاریخ طبری سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ ہم نے طبری کی کتاب میں مذکورہ اشعار کے چھ قطعات کے علاوہ نافع سے مربوط کوئی اور شعر نہیں پایا، جب کہ ابن ماکولا ”نافع“ کی تشریح میں کہتا ہے:

سیف نے کہا ہے کہ اس نے ایرانیوں کے ساتھ جنگ میں کافی شہرت حاصل کی ہے اور بہت سے شعر کہے ہیں...

ابن حجر کہتا ہے:

سیف نے اس سے بہت سے اشعار نقل کئے ہیں جن میں نافع نے اپنے خاندان پر ناز کیا ہے...

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیف نے اپنے افسانوی سورما کے نام پر بہت سے اشعار کہے ہیں اور طبری نے اپنی عادت کے مطابق ان اشعار کو درج کرنے سے اجتناب کیا ہے۔

ہم نے ”نافع“ کے کافی تعداد میں کہے گئے اشعار کی جستجو کی لیکن ان میں سے تھوڑے ہی اشعار حموی اور حمیری کے ہاں دستیاب ہوئے کہ ان دو عالموں نے اپنی بات کے اقتضا کے مطابق مقامات کی تشریح کرتے ہوئے شاہد کے طور پر ان سے استناد کیا ہے۔ ہم ہر ایک فتح کے بارے میں سیف سے نقل کر کے خلاصہ بیان کرنے کے بعد ان اشعار کی طرف بھی اشارہ کریں گے۔

شاعر نافع، ایران میں

طبری نے صراحت کے ساتھ سیف کا نام لے کر فتح ”ہمدان“ کرنے اور ”گرگان“ کے بارے میں اپنی تاریخ میں مفصل طور پر درج کیا ہے ہم یہاں پر اس کا خلاصہ ذکر کرتے ہیں:

خليفة عمرؓ نے ہمدان اور اس کے مشرق میں واقع دیگر سرزمینوں کو خراسان تک

فتح کرنے کا حکم ”نعیم بن مقرن“ کے نام جاری کیا اور اسے حکم دیا کہ ان علاقوں کو فتح کرے۔

نعیم نے اطاعت کرتے ہوئے ”رے“ کی طرف لشکر کشی کی، اس جنگ میں گرگان کے لوگ بادشاہ کی مدد کے لئے آئے دونوں لشکر کوہ رے کے دامن میں ایک دوسرے سے ہرد آ زما ہوئے نعیم اپنے فوجیوں کے ایک حصے کو چوری چھپے محاذ جنگ کے پیچھے بھیج چکا تھا۔ اس نے پوری طاقت کے ساتھ دشمن پر حملہ کیا۔ ایرانی چوں کہ آگے پیچھے دونوں طرف سے اسلامی فوج کی زد میں آچکے تھے اس لئے مقابلے کی تاب نہ لاتے ہوئے سخت شکست و حزیمت سے دوچار ہوئے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس گیر و دار میں بے شمار ایرانی کام آئے۔

نعیم نے فتح پانے کے بعد غنائم جنگی کا پانچویں حصہ ”اسود بن قطبہ“ کی سرپرستی میں چند دیگر معروف کوفیوں کے ہمراہ خلیفہ کی خدمت میں مدینہ روانہ کیا۔

جب عمر کو فتح کا پیغام پہنچا خلیفہ نے حکم دیا کہ ”نعیم“ اپنے بھائی ”سود بن مقرن“ کو ”قومس“ کی فتح پر مامور کرے۔

سود خلیفہ کے حکم سے ایک لشکر لے کر ”قومس“ کی طرف روانہ ہوا اور اس جگہ کو کسی قسم کی مزاحمت اور خون ریزی کے بغیر فتح کر لیا۔

اس کے بعد طبرستان کے علاقہ پر بھی ایک فوجی معاہدے کے تحت قبضہ کیا۔ وہاں سے گرگان کا رخ کیا اور ”بسطام“ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا اور وہیں سے بادشاہ ”رزبان صول“ کے نام خط لکھا اور اسے تسلیم و اطاعت کرنے کو کہا

”رزیان“ نے ثبت جواب دیا اور مسلمانوں کے گرگان پر حملہ نہ کرنے کی صورت میں جزیہ دے کر جنگ سے دوری اختیار کی۔ یہ عہد نامہ ۱۸ھ کو لکھا گیا اور طرفین میں رد و بدل ہوا۔

مذکور بالا باتیں طبری کے بیانات کا خلاصہ تھیں:

حمیری لفظ ”رے“ کی طرف اشارہ کر کے اسی داستان کو لکھتا ہے:

... اور ابو جحید نافع بن اسود نے ”رے“ کی جنگ میں یہ اشعار کہے تھے: کیا ہماری محبوبہ کو یہ خبر ملی کہ جو گروہ ”رے“ میں ہمارے مقابلے میں جنگ کے لئے اٹھا تھا، وہ موت کا زہر کھا کر ہلاک ہو گیا!۱۱

وہ دو محاذوں پر پوری قدرت کے ساتھ تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر ہمارے مقابلے میں

سے۔

ان کے گھوڑے یک رنگ، یا سیاہ تھے یا سرخ۔ ایسے گھوڑے تھے کہ بعض اوقات ہمارے حملوں کے مقابلے میں تاب نہ لاتے ہوئے فرار کو قرار پر ترجیح دیتے تھے ہم نے ان کو پہاڑ کے دامن میں ایک کر کے یا دو دو کر کے پکڑ کر موت کے گھاٹے اتار دیا اور ان کو قتل کر کے اپنی تمنا پوری کی۔ خدا جزائے نیر دے اس گروہ کو جس نے دشمن کے سر پر انتقام کی تلوار ماری اور اجر دے انھیں جہنم میں لے لیا۔

حموی نے بھی ”بسطام“ اور ”گرگان“ کی فتح کے بارے میں سیف کی باتوں پر استناد کر کے ”نفع بن اسود“ کا نام لیا ہے۔ مثلاً ”بسطام اور اس کی فتح کے بارے میں لکھتا ہے:

خالیفہ عمرؓ نے حکم جاری کیا تھا کہ ”نعیم بن مقرن“ ”رے“ اور ”قوس“ کی طرف لشکر کشی کرے۔ اور یہ لشکر کشی ۱۸ھ میں واقع ہوئی ہے۔

نعیم کا ہراول دستہ اس کے بھائی ”سوید بن مقرن“ کی سرپرستی میں ”رے“ اور ”قوس“

کی طرف روانہ ہوا۔ چونکہ ان دونوں علاقوں کے باشندوں میں لڑنے کی طاقت نہ تھی۔ اس لئے انہوں نے صلح کی تجویز پیش کی اور سرانجام ان کے درمیان صلح نامہ لکھا گیا۔ ابوبجید نافع بن اسود نے اس سلسلے میں یہ شعر کہے ہیں:

اپنی جان کی قسم! اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے کہ ہم میدان جنگ میں حاضر ہونے اور اس کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لینے میں دوسروں سے زیادہ سزاوار ہیں! جب صبح سویرے جنگ کا بگل بجتا ہے تو یہ ہم — خاندان تہمی — ہیں جو خوشی خوشی اس کا مثبت جواب دیتے ہیں۔

ہم نے ”بسطام“ کی سخت اور وسیع جنگ میں دشمن کو نابود کرنے کے لئے کمر ہمت باندھی۔ اس کام میں ہم نے اپنے نیزے گھمائے اور انھیں دشمن کے خون سے رنگین کیا۔

لفظ ”گرگان“ اور ”رے“ کے سلسلہ میں حموی کی دلیل

حموی اپنی کتاب ”تجمل البلدان“ میں لکھتا ہے:

جب سوید بن مقرن نے ۱۸ھ میں ”بسطام“ کی فتح سے فراغت پائی تو اس نے گرگان کے بادشاہ ”زربان صول“ کے نام ایک خط لکھا اور اسے اطاعت کرنے کا حکم دیا اور خود سپاہ لے کر گرگان کی طرف روانہ ہوا۔ زربان نے صلح کی درخواست کی اور مسلمانوں کے گرگان پر حملہ نہ کرنے کی صورت میں جزیہ دینے پر آمادہ ہوا۔ سوید صلح کو قبول کرتے ہوئے گرگان میں داخل ہوا اور صلح نامہ لکھا گیا۔ ابوبجید نافع بن اسود نے اس سلسلے میں یہ شعر کہے ہیں:

سود نے ہمیں گرگان کی طرف بلایا، جس سے پہلے رے ہے۔ اس کے بعد صحرا نشین گرگان

کی طرف روانہ ہوئے۔

حموی شہر ”رے“ کی تشریح میں لکھتا ہے کہ ابوبجید، جو لشکر میں شامل تھا ”رے“ کا یوں ذکر

کرتا ہے:

سود نے ہمیں گرگان کی طرف بلایا جس کے پہلے رے ہے۔ اس کے بعد حضرت انشین اس کی طرف بڑھے۔ ہمیں ”رے“ کی چراگاہ اور سبزہ زار۔ جو زینت و نعمت کے سبب ہیں۔ بہت پسند آئے۔

پو پھٹتے ان سبزوں میں عجیب رونق ہوتی ہے جو بڑے بادشاہوں کی شادیوں کی یاد تازہ کرتی ہے۔

حموی مذکورہ اشعار کو بیان کرنے کے بعد ”گرگان“ کے بارے میں تشریح کر کے اپنی بات ختم کرتا ہے۔

مذکورہ مطالب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حموی نے ”رے“ اور ”گرگان“ کی تشریح میں سیف کی باتوں اور اس کی داستانوں پر اعتماد کیا ہے۔ اس نے ان داستانوں کی سیف سے نقل کر کے اپنی عادت کے مطابق رزمیہ اشعار کو حذف کیا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ حموی نے سیف کی روایتوں سے ان ہی دلائلوں کو ذکر کیا ہے جو فرضی ابو بجد اور جعلی کمانڈر سوید سے مربوط ہیں، اور سوید کو ”صیغہ تکبیر“ سے ”سود“ نقل کیا ہے۔ اس کے بعد اسے بلا ذری اور دیگر دانشوروں کی روایتوں سے ربط دیتا ہے جنہوں نے سپاہ کی قیادت کا عہدہ دار ”عروہ طائی“ کو بتایا ہے۔

سیف کی روایت کا دوسروں سے موازنہ

بلا ذری نے ”رے“ اور ”قوس“ کی فتح کے بارے میں لکھا ہے کہ خلیفہ عمرؓ نے اپنے کارگز اور عمار یا سر کو حکم دیا کہ ”عروہ بن خیل طائی“ کو ”رے“ کو فتح کرنے پر مامور کرے۔ عروہ نے ”رے“ کی طرف لشکر کشی کی اور اسے فتح کیا۔ اس کے بعد خود مدینہ چلا گیا اور اس فتح کی نوید خلیفہ کی

خدمت میں پہنچائی۔

”رے“ کی فتح کے بعد خلیفہ کے حکم سے ”سلمۃ الضعی“ نے سپاہ کی کمانڈ سنبھالی اور فوج کے ساتھ ”قومس“ اور اس کے اطراف کے دیگر علاقوں کی طرف لشکر کشی کی ”قومس“ کے باشندوں نے صلح کی تجویز پیش کی اور سلمہ کے ساتھ معاہدہ کیا اور پانچ لاکھ درہم جزیہ کے طور پر ادا کئے۔ بلاذری نے گرگان کی فتح کے بارے میں لکھا ہے:

خلیفہ عثمان نے ۲۹ھ میں کوفہ کی حکومت پر ”سعید بن عاص اموی“ کو مقرر کیا سعید نے گرگان کو فتح کرنے کی غرض سے اس علاقہ کی طرف فوج کشی کی اور گرگان کے بادشاہ کے ساتھ دو لاکھ درہم پر صلح کی اور اس علاقے کو اپنے علاقوں میں شامل کیا اس کے بعد سرزمین طبرستان کو بھی اپنے قبضے میں لے لیا۔

ہم نے یہاں پر بلاذری کے مطالب کو خلاصہ کے طور پر بیان کیا ہے۔

موازنہ کا نتیجہ

سیف نے اپنی روایت میں سرزمین رے کے فاتح کے طور پر ”نعیم بن مقرن“ کا ذکر کیا ہے اور ”قومس“ ”طبرستان“ ”بسطام“ اور ”گرگان“ کے فاتح کے طور پر اس کے بھائی ”سوید“ کا نام لیا ہے اور ان تمام فتوحات کو ۱۸ اور ۱۹ھ میں انجام پانا بتاتا ہے، جبکہ دوسرے معروف اور نامور مورخین نے سرزمین ”رے“ کا فاتح ”عروۃ بن زید خیل طائی“ کو بتایا ہے اور ”قومس“ اور اس کے اطراف کے دیگر علاقوں کو فتح کرنے والے اس کے جانشین کا نام ”سلمۃ الضعی“ بیان کیا ہے اور گرگان اور طبرستان کا فاتح ”سعید اموی“ کو بنایا ہے خاص کر اس موخر الذکر فتح کی تاریخ خلافت عثمان کا زمانہ ۲۹ھ ثبت کیا ہے!! یہ سیف اور دیگر مورخین کی روایتوں میں نمایاں اختلافات کے نکات ہیں۔

ان روایتوں کا مذکورہ سرسری جائزہ اور مختصر موازنہ انجام دینے سے یہ آسانی کے ساتھ واضح ہو جاتا ہے کہ حموی نے سیف کی روایتوں پر کس قدر اعتماد کیا ہے اور ان روایتوں اور علاقوں کی فتح کو صحیح اور معتبر جانا ہے کہ اس طرح نظم و نشر کی صورت میں سیف کی روایتوں کو قطعی سند کے طور پر اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ یہاں پر ہم ایک بار پھر حموی کی تحریر پر غور کرتے ہیں۔

برجان = برگان!

حموی کی ”معجم البلدان“ میں لفظ ”برجان“ کے بارے میں یوں لکھا گیا ہے:

مسلمانوں نے ”برجان“ کو عثمان کی خلافت کے دوران فتح کیا۔ ابو بجد تمیمی نے اس فتح کے بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

پہلے ہم نے گرگان پر حملہ کیا، ہمارے سوار دستوں کو میدان کارزار میں دیکھ کر
اس کی حکومت متزلزل ہو کر سرنگوں ہو گئی۔

شام کے وقت جب ہم نے حملہ روکا، تو وہاں کے لوگ سرزمین روم اور برجان کے درمیان
سراسیمہ ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔

اسی کتاب میں لفظ ”رزق“ کے بارے میں آیا ہے:

ایران کے بادشاہ کسریٰ کے بیٹے، یزدگرد شہریار کے قتل کا واقعہ ایک پن چکی میں پیش آیا
ابو بجد نافع بن اسود تمیمی نے اس سلسلے میں یوں کہا ہے:

ہم تمیمیوں نے سراسیمہ بھاگتے ہوئے یزدگرد کے شکم کو خنجر سے چاک کر کے ہلاک کر دیا۔
”مرو“ کی جنگ میں ہم ان کے مقابلے پر آئے۔ کیا تم گمان کرتے ہو کہ وہ تیز پنجوں والے پہاڑی
چیتے ہیں!

ہم نے ”رزق“ کی جنگ میں ان کو تھس تھس کر کے ان کی ہڈیوں کو چکھنا چور کر ڈالا۔

سورج ڈوبنے تک ہم ان کے میمنہ اور میسرہ پر مسلسل حملے کرتے رہے۔
خدا کی قسم! اگر خدا کا ارادہ نہ ہوتا، تو ”رزق“ کی جنگ میں دشمنوں میں سے ایک فرد بھی زندہ نہ بچتا۔

رزق

طبری نے ”برجان“ کی فتح کے بارے میں۔ جس کا حموی نے نام لیا ہے۔ اور اسی طرح ”رزق“ میں یزدگرد شہریار کے تمیمیوں کے ہاتھوں قتل ہونے کے بارے میں سیف سے کچھ نقل نہیں کیا ہے کہ ہم اس کا مقابلہ موازنہ کرتے۔ مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ ساسانیوں کا آخری بادشاہ یزدگرد خود ایرانیوں کے ہاتھوں مارا گیا ہے۔

اگر طبری نے یزدگرد کے مارے جانے کے بارے میں سیف کی روایتوں کو اپنی کتاب میں درج کیا ہوتا، تو ہمیں پتہ چلتا کہ سیف نے آوارہ اور در بدر ہوئے ساسانی بادشاہ کے تمیمی دلاوروں کے خنجر کی ضربات سے مارے جانے کی کیسی منظر کشی کی ہے تاکہ اپنے افسانوی شاعر ابو بجد کے ذریعہ یزدگرد کے مارے جانے کے بارے میں شعر کہلو کر قبیلہ تمیم کے افتخارات میں ایک اور افتخار کا اضافہ کرتا۔

ابو بجد، کتاب ”صفین“ میں

یہاں تک بیان شدہ مطالب نافع کے بارے میں تھے، جو ہم نے ان علماء کے ہاں پائے۔
لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ نصر بن مزاحم نے بھی جنگ صفین میں ابو بجد کا نام لیا ہے اپنی کتاب ”صفین“ کے صفحہ ۵۶۳ میں لکھتا ہے:

ابو بجد نافع بن اسود تمیمی نے جنگ صفین میں درج ذیل اشعار کہے ہیں:

میری طرف سے ”علیٰ کو درود پہنچاؤ اور ان سے کہنا: جس نے آپ کا فرمان قبول کیا، اس

نے تختیوں کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھالیا ہے۔

علیؑ نے اسلام کے گنبد کو ویرانی کے بعد پھر سے تعمیر کیا۔ یہ عمارت پھر سے کھڑی ہو کر پائیدار ہو گئی ہے۔

گویا اسلام کی ویرانی کے بعد ایک نیا پیغمبر آیا اور اس نے نابود شدہ طریقوں کو پھر سے زندہ کیا۔

نصر اس داستان میں اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے:

اور جب علیؑ جنگ صفین سے واپس آ رہے تھے تو نافع نے یہ اشعار کہے:

ہم نے دمشق اور اس کے اطراف کی سرزمینوں کے کتنے بوڑھے مردوں، عورتوں اور سفید بال والوں کو ان کی اولاد کے سوگ میں بٹھادیا!

کتنی جوان عورتیں اس جنگ — صفین — میں اپنے شوہروں کے قتل ہونے کے بعد ان کے نیزوں کی وارث بن کر بیوہ ہو چکی ہیں!؟

وہ اپنے شوہروں کے سوگ میں بیٹھی ہیں، جو انھیں قیامت تک نہیں ملیں گے۔

ہم تمہی ایسے جنگجو ہیں کہ ہمارے نیزے دشمن کو اس طرح لگتے ہیں کہ ان کا چننا مشکل ہوتا ہے۔

ہمیں یہ دیکھنا پڑا ہے کہ نصر ابوہجید کے رزمیہ اشعار کہاں سے لایا ہے؟ کیا نافع کا نام اور اس کے اشعار سیف کے علاوہ کسی اور کی زبان پر بھی آئے ہیں؟

اس سلسلے میں ہم نصر بن مزاحم کی کتاب ”صفین“ کی طرف دوبارہ رجوع کرتے ہیں اور اس کے صفحہ ۶۱۲ پر اس طرح پڑھتے ہیں:

... ”عمر بن شمر“ سے متعلق گفتگو کے ضمن میں اس طرح آیا ہے:

جب علیؑ صفین کی جنگ سے واپس ہوئے، (تو عمرو بن شمر نے) اس طرح شعر کہے:

و کم قدر تر کنا فی دمشق و ارضہا...

کتنے بوڑھے مردوں، عورتوں اور سفید بال والوں کو ہم نے ان کی اولاد کے سوگ میں بٹھا دیا؟!... تا آخر۔

یہاں تک کہ وہ صفحہ ۶۱۳ پر لکھتا ہے:

اور سیف کی روایت میں آیا ہے کہ: ابو بکر نافع بن اسود نے اس طرح نغمہ سرائی کی ہے:

الا ابلغا عنی علیا تحیة ، فقد قبل ...

میرا اسلام علی کو پہنچاؤ اور ان سے کہو کہ جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے مشکلات کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھالیا ہے... تا آخر۔

یہاں پر نصر بھی اپنے مآخذ، یعنی سیف کا کھلم کھلا نام لیتا ہے۔

لہذا معلوم ہوتا ہے کہ سیف نے اسلام کی مشہور اور فیصلہ کن جنگوں کو بھی نہیں چھوڑا ہے اور ان جنگوں کو بھی اپنے خاندان تمیم کے افسانوی دلاوروں کے وجود سے محروم نہیں کیا ہے تاکہ اس طرح وہ ہر جنگ میں اپنے خاندان یعنی قبیلہ تمیم کے کسی طرح افتخارات کا اضافہ کرنے کی کوشش کرے۔ حقیقت میں سیف کے بارے میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ”کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں پر اس مکار لومڑی کے نقش قدم نہ پائے جائیں“!!

اس طرح علماء اور دانشوروں نے سیف کے افسانوں اور اس کی ذہنی مخلوقات کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔ بعض اوقات ان مطالب کو سیف سے نسبت دیکر مآخذ کو کھلم کھلا بیان کرتے ہیں اور بعض اوقات اپنی روایت کے راوی کا نام نہیں لیتے۔ یہی امر سبب ہوتا ہے کہ محقق ایسی روایتوں سے دوچار ہو کر پریشان ہو جاتا ہے۔ اور یہ امور تاریخی حقائق کی تلاش و تحقیق کرنے والوں کے لئے حیرت و تعجب کا سبب بنتے ہیں، ان ہی میں ابن حجر کے وہ مطالب بھی ہیں جو اس نے اپنی کتاب ”اصابہ“ میں نافع کے حالات کے بارے میں درج کئے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

دار ”قطنی“ نے اپنی کتاب ”مؤلف“ میں لکھا ہے کہ ابو جعید نافع بن اسود نے عراق کی سرزمینوں کی فتح میں شرکت کی ہے اور اس سلسلے میں اس نے چند اشعار بھی کہے ہیں، من جملہ وہ کہتا ہے:

اگر پوچھو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ میرا خاندان ”اسید“ ہے اور میری اصل، افتخارات کا منبع و سرچشمہ ہے۔

اس کے بعد ابن حجر اضافہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

... اور سیف نے اپنی کتاب ”فتوح“ میں نافع سے بہت سے اشعار نقل کئے ہیں۔

ہم اس بات کو نہیں بھولے ہیں کہ سیف کی نظر میں قبیلہ ”اسید“ جو افتخارات کا منبع اور شرافت کا معدن ہے، حقیقت میں وہی سیف کا خاندان یعنی قبیلہ تمیم ہے۔

جو کچھ بیان ہوا، اس کے پیش نظر ہم، ادیب اور نامور عالم ”مرزبانی“ کو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ سیف کے افسانوی شاعر اور صحابی رسول، نافع بن اسود کے لئے اپنی کتاب ”معجم الشعراء“ میں جگہ معین کرے اور اس کے وجود کو ایک مسلم حقیقت تصور کرے اور اس کی زندگی کے حالات پر روشنی ڈالے اور سیف نے اس سے نسبت دیکر جو اشعار لکھے ہیں ان کو اپنی کتاب میں درج کرے۔

کتاب ”معجم الشعراء“ تالیف مرزبانی (وفات ۳۸۴ھ) میں مؤلف کی حیات تک پانچ ہزار سے زائد عرب شعراء کی زندگی کے حالات درج ہیں۔ لیکن اس کتاب کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ ہمیں دستیاب ہوا ہے اور اس کا بڑا حصہ، مؤلف کی وفات کو ایک ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ گزرنے کی وجہ سے نیست و نابود ہو گیا ہے۔ اسی لئے اس میں نافع اور اس کے باپ، اسود کے حالات نہیں پائے جاتے۔

لیکن ابن حجر نے ”مرزبانی“ کی کتاب سے سیف کے ان دو جعلی اصحاب کے اشعار نقل کر کے ان دو افسانوی شاعروں کے بارے میں ہمارے لئے مذکورہ کتاب میں موجود کمی کی کسی حد

تک تلافی کی ہے۔ اگرچہ مذکورہ کتاب کسی کمی کے بغیر بھی ہم تک پہنچ جاتی تو وہ ہمیں اس بارے میں کسی صورت سے مدد نہ کرتی، کیونکہ ”مرزبانی“ نے اکثر و بیشتر شعراء کے حالات کی تشریح اور ان کے اشعار مآخذ اور سند کا ذکر کئے بغیر اپنی کتاب میں درج کئے ہیں۔ یہ کہاں سے معلوم ہو کہ سیف کے تمام یا اکثر افسانوی شعراء اور ان کے اشعار حقیقی شعراء کے عنوان سے مرزبانی کی کتاب میں درج نہ ہوئے ہوں؟!

ہم دوبارہ اصل مطلب کی طرف پلٹتے ہیں اور نافع کے بارے میں ابن حجر کی باتوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ ابن حجر نے مرزبانی کی کتاب ”معجم الشعراء“ کا حوالہ دے کر نافع کے حالات کی تشریح میں لکھا ہے:

مرزبانی کہتا ہے: ابو بجید نے۔ جس نے دوران جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں کو درک کیا ہے۔ عبد اللہ بن منذر حلاصل تلمیذی کے سوگ میں چند دردناک اشعار کہے ہیں۔ اس عبد اللہ نے، خالد بن ولید کے ہمراہ یمامہ کی جنگ میں شرکت کی ہے اور وہاں پر مارا گیا ہے۔ اس (مرزبانی) نے عبد اللہ منذر کے سوگ میں نافع کے مرثیہ ”ماکان یعدل...“ کے مطلع سے درج کیا ہے کہ میں (ابن حجر) نے مذکورہ اشعار اسی عبد اللہ منذر کی تشریح کے ذیل میں نقل کئے ہیں۔

اس کے بعد ابن حجر اپنی کتاب ”اصابہ“ میں عبد اللہ منذر کی تشریح میں لکھتا ہے:

”مرزبانی“ نے اپنی کتاب ”معجم الشعراء“ میں ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ منذر نے خالد بن ولید کے ہمراہ یمامہ کی جنگ میں شرکت کی اور اسی جگہ پر مارا گیا۔ نافع بن اسود تلمیذی، جو خود اس جنگ میں موجود تھا، نے عبد اللہ کے سوگ میں یہ اشعار کہے ہیں:

جاؤ، خدا تمہیں ایسے جواں مرد سے دور نہ رکھے جو جنگ کی آگ بھڑکانے والا، بذل و بخشش کرنے والا اور انجمنوں اور محفلوں والا انسان تھا!

تمام لوگوں میں اس جیسا مرد نہ تھا اور جدوجہد اور بذل و بخشش میں اس کا کوئی مانند نہ تھا۔
تم (عبداللہ) چلے گئے اور خاندان عمرو اور قبیلہ تمیم کے دوسرے خاندانوں کو تنہا چھوڑ گئے تا
کہ وہ نیاز مندی اور بیچارگی کے وقت فخر کے ساتھ تمہارا نام زبان پر لائیں۔

اس شعر میں سیف کے قبیلہ تمیم کے بارے میں خاص کر اس کے اپنے خاندان بنی عمرو کے
بارے میں افتخارات کا اظہار واضح طور سے مشہود ہے۔

اسی طرح ابن حجر نے ”مرزبانی“ کی کتاب سے نقل کر کے نافع بن اسود کے حالات کی
تشریح میں مندرجہ ذیل دو شعر اور درج کئے ہیں:

جنگی غنائم کی کتنی بڑی مقدار ہمارے ہاتھ آئی جب کہ ہم بلند قامت گھوڑوں پر سوار تھے۔
کتنے بہادروں کو ہم نے تلوار کی ضرب سے موت کے گھاٹ اتار دیا اور لاش خور، ان کی
لاشوں پر اچھل کود کر رہے تھے۔

”ابن حجر“، ”مرزبانی“ کی تحریر اور اس کی کتاب میں درج کئے گئے اشعار پر اعتماد کرتے
ہوئے عبداللہ منذر حلال کو اصحاب رسول ﷺ کی فہرست میں قرار دیتا ہے اور اس کی زندگی کے
حالات پر روشنی ڈالتا ہے، جبکہ کسی بھی دوسرے تاریخی مآخذ اور عربوں کے شجرہ نسب میں اس کا نام
کہیں ذکر نہیں ہوا ہے۔ یہ کہاں سے معلوم ہو کہ یہ عبداللہ بھی سیف کے دوسرے افسانوی سوراؤں
کی طرح اس کا جعل کردہ اور خیالی کردار نہ ہو؟

ہم نافع کے بارے میں گفتگو کا خاتمہ ابن عساکر کی اس بات سے کرتے ہیں جہاں وہ اپنی
بات کے آغاز پر نافع کے بارے میں لکھتا ہے:

اس شاعر نے رسول خدا ﷺ کا زمانہ درک کیا ہے اور آنحضرت ﷺ کے حضور

پہنچا ہے:

ہمیں ابن عساکر کی اس بات کی کوئی دلیل نہیں ملی، صرف نافع کے اشعار

کے پانچویں بند میں آیا ہے:

صدر اسلام میں ایسے پیشرو تھے، جو اپنی مہاجرت میں عظمت و افتخار سے
سر بلند ہو کر مہاجرین کے مقام تک پہنچا ہے۔

ابن عساکر کا دوسرا دعویٰ یہ ہے کہ نافع نے خلیفہ عمر سے حدیث نقل کی ہے۔

ہمیں اس سلسلے میں سیف کے جعلیات میں نافع کی زبانی عمر کی حدیث نام کی کوئی چیز نظر

نہیں آئی۔

روایت کی تحقیق

نصر بن مزاحم، ابن ماکولا، ابن عساکر اور ابن حجر جیسے علماء و دانشور، نافع کے بارے میں اپنی
بات کو بلا واسطہ سیف سے نقل کرتے ہیں اور اس سلسلے میں سیف کے کسی راوی یا راویوں کا نام نہیں
لیتے اور صرف اس پر اکتفا کرتے ہیں کہ:

”سیف کہتا ہے“ اور ان علماء نے دارقطنی سے نقل کرتے ہوئے بھی اس روش کی

رعایت کی ہے۔

لیکن ابن عساکر جہاں پر فتح دمشق کے بارے میں نافع کے اشعار کو اپنی کتاب میں سیف
سے نقل کرتا ہے وہاں سیف کے راویوں کا نام اس صورت میں لیتا ہے۔

سیف نے ”ابو عثمان“ سے اور اس نے ”خالد“ و ”عبادہ“ سے یوں نقل کیا ہے

اور اس طرح حدیث کے راویوں کا ذکر کرتا ہے۔

ان راویوں کی تحقیق کے سلسلے میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ جس ابو عثمان کا سیف نے ذکر کیا

ہے، درحقیقت یہ ”یزید بن غسان“ کے لئے سیف کی جعل کردہ کنیت ہے۔ ہم نے سیف کے اسناد کی

تحقیق کے دوران اسی کتاب کی پہلی جلد میں اس نام کے سلسلہ میں یہ ثابت کیا ہے کہ اس قسم کے کسی

شخص کا حقیقت میں ہرگز کوئی وجود نہیں ہے اور یہ سیف کا جعلی راوی ہے۔ اس کے علاوہ ”خالد“ اور ”عبادہ“ دونوں مجہول الہویہ ہیں۔

تاریخ طبری میں نافع کے بارے میں سیف سے دو روایتیں نقل ہوئی ہیں جن میں چند راویوں کا نام لیا گیا ہے کہ یہ نام حدیث اور رجال کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں حقیقت میں سیف ان کا نام لے کر دوسرے موارد کی طرح یہاں پر بھی اپنے جھوٹ پر پردہ ڈالنے کے لئے ان حدیثوں کو حقیقی راویوں سے منسوب کرتا ہے۔ اور ہم بھی اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ سیف کی دروغ بانی کے گناہ کو ان راویوں کی گردن پر نہ ڈالیں، خاص کر جب کہ سیف وہ تنہا شخص ہے جو ان راویوں پر اس قسم کی تہمتیں لگاتا ہے۔

بحث کا خلاصہ

قطبہ بن مالک تمیمی عمری کا پوتا ابو بجد نافع بن اسود ایک افسانوی صحابی ہے جسے سیف نے ایک قوی اور مشہور شاعر کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔

اسے یمامہ کی جنگ میں خالد بن ولید کے ساتھ دکھایا ہے ”عبداللہ حلاطی تمیمی“ کے سوگوار کی حیثیت سے پیش کیا ہے دمشق اور بصری کی فتوحات میں اس کی شرکت دکھائی ہے اور ان تمام واقعات کے بارے میں اس کی زبان سے اشعار ذکر کئے ہیں۔

اس نے قادیسیہ اور مدائن کی جنگیں دیکھی ہیں اور ان سے ہر ایک کے لئے دلفریب رزمیہ اشعار لکھے ہیں۔

رومیوں کے ساتھ جنگ کے بارے میں ایک شعلہ بار قصیدہ اور ”جلولا“ و ”رے“ کی جنگوں کے بارے میں رزمیہ اشعار بھی اس کے نام درج ہیں۔

سیف کی روایتوں کے مطابق گرگان، گیلان اور برجان کی جنگوں کے بارے میں بھی اس

نے زیبا اشعار کہے ہیں اور اپنے قبیلہ تمیم کے بارے میں دلاوریوں اور افتخارات کے قصیدہ لکھے ہیں؛

نافع کے افسانہ کا سرچشمہ

ان تمام افسانوں کا سرچشمہ سیف کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے لیکن ان افسانوں کی اشاعت اور پھیلاؤ میں درج ذیل دانشوروں اور علماء نے اپنی اپنی نوبت کے مطابق ابو بجید نافع بن اسود کی داستان کو بلا واسطہ یا با واسطہ سیف سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔

(۱)۔ نصر بن مزاحم (وفات ۲۱۲ھ)

(۲)۔ دارقطنی (وفات ۳۸۵ھ)

(۳)۔ ابن ماکولا (وفات ۴۷۵ھ)

ان تینوں علماء نے صراحت سے کہا ہے کہ نافع کی داستان انھوں نے سیف سے نقل کی ہے

(۴)۔ ابن عساکر (وفات ۵۷۵ھ) اس نے اپنے مطالب کو سیف اور ابن ماکولا سے نقل کیا ہے

(۵)۔ طبری (وفات ۳۲۰ھ) اس نے سیف سے مطالب نقل کر کے ان کے اسناد کا بھی ذکر کیا ہے۔

(۶)۔ ابن اثیر (وفات ۶۳۰ھ)

(۷)۔ ابن کثیر (وفات ۷۷۴ھ)

(۸)۔ ابن خلدون (وفات ۸۰۸ھ)

ان تین دانشوروں نے بھی نافع کی داستان کو طبری سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں درج کیا

ہے۔

(۹)۔ مرزبانی (وفات ۳۸۴ھ)

(۱۰)۔ یاقوت حموی (وفات ۶۲۶ھ)

(۱۱)۔ حمیری (وفات ۹۲۰ھ)

نافع کے بارے میں جن مطالب کو با واسطہ یا بلا واسطہ مذکورہ بالا دانشوروں نے نقل کیا ہے مؤخر الذکر تین علماء نے بھی اپنی روایت کے مآخذ کی طرف اشارہ کئے بغیر ان ہی مطالب کو اپنی کتابوں میں نقل اور درج کیا ہے۔

نافع کے بارے میں سیف کے افسانوں کے نتائج

سیف نے مالک تمیمی کے پوتے بوجید نافع بن اسود کو اپنے خیال میں خاندان بنی عمرو تمیم سے خلق کیا ہے، اسے ایک شریف، شاعر اور ایک صحابی کی حیثیت سے ذکر کر کے خاندان تمیم کے لئے فخر و مباہات اور سر بلندی کا سبب قرار دیا ہے۔

اسے بالکل اسی طرح امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے وفادار اور ثابت قدم صحابیوں میں شمار کیا ہے۔ جیسے اس سے پہلے اس کے قبیلے کے بھائی قعقاع بن عمرو کو وقت کے نامور سورما اور دلاور کے طور پر غلو کر کے حضرت علی علیہ السلام کے دوستدار کی حیثیت سے ذکر کیا تھا۔ چوں کہ ہم نے حدیث اور رجال کی کتابوں کے علاوہ دیگر مآخذ میں کافی جستجو اور تحقیق کے باوجود ان افسانوی باپ بیٹے کا سیف کی احادیث کے علاوہ کہیں نام و نشان نہیں پایا۔ اس لئے ان کو سیف کے جعلی اور افسانوی اشخاص میں شمار کرتے ہیں۔

سیف جو اپنے قبیلے اور خاندان کے افتخارات کے علاوہ کسی اور چیز کی فکر نہیں کرتا، اپنے افسانوی شاعر کے ذریعہ اپنے قبیلہ تمیم بالخصوص خاندان ”اسید“ بنی عمرو کے بارے میں ستائشوں کے دلخواہ قصیدے لکھوا کر ان کو سر بلندی اور شہرت بخشا ہے اور نافع کے باپ ”اسود بن قطبہ“ کی زبان پر جاری کرائے گئے اشعار میں بھی انہی مقاصد کی پیروی کرتا ہے۔

غور کیجئے کہ، وہ کس طرح اپنے خاندان کے حق میں داؤخن دیتے ہوئے خود ستائی کرتا ہے،

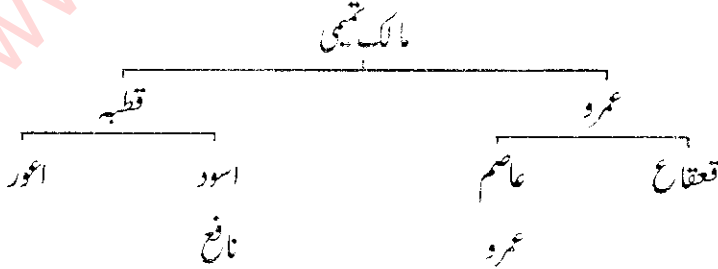
ملاحظہ ہو:

حجاز کے تمام مصنفوں نے اس کی گواہی دی اور اعتراف کیا ہے کہ خاندان تمیم دنیا کے عظیم بادشاہوں کے برابر ہے! یہ تلاش کوششیں، خاندان تمیم کی سخاوت و بخشش کا نتیجہ ہے نہ کہ ست اور کمزور اشخاص کا۔

خدائے تعالیٰ نے ایسا ارادہ کیا ہے کہ صرف قبیلہ تمیم کے خاندان بنی عمرو کے افراد دشمنوں کے حملوں کا مقابلہ کر کے انھیں دور کریں۔ قبائل تمیم کے تمام افراد بخوبی جانتے ہیں کہ میدان جنگ میں حاضری اور غنائم کو حاصل کرنے میں قیادت و سرپرستی کی باگ ڈور قدیم زمانے سے قبیلہ اسید کے خاندان بنی عمرو بنی کے ہاتھوں میں تھی۔

یہ اور ان سے کہیں زیادہ اشعار کو سیف نے ان دو شاعر باپ بیٹوں کی زبان پر جاری کیا ہے۔ اور ان کے ذریعہ قبیلہ تمیم اور اسید کے خاندان بنی عمرو کی اسی طرح ستائش کی ہے جیسے اس سے پہلے اس نے خاندان تمیم کے اپنے دو بے مثال افسانوی سورما، ”قعقاع“ و ”عاصم“ کی جنگوں میں ان کی تعجب خیز شجاعتوں اور دلاوریوں کو دکھا کر مالک تمیمی کے خاندان کو قبیلہ تمیم کے تمام افتخارات کا سرچشمہ ثابت کیا تھا اسے اپنے قبیلے کا چمکتا ستارہ بنا کر پیش کیا تھا۔

اس قابل فخر خاندان تمیم کے افراد کا جس طرح سیف نے تصور کیا ہے، ان کا اندازہ اس کے مندرجہ ذیل شجرہ نسب کے خاکہ سے کیا جاسکتا ہے:



سیف نے اپنے اسی خیالی خاندان میں چار اصحاب و جنگی سردار، دو تابعین، چھ رزمیہ شعراء اور احادیث کے راوی جعل کئے ہیں۔

اس قبیلہ کے لئے سیف کے جعل کئے گئے مذکورہ فخر و مباہات کے علاوہ اس نے خاندان تمیم سے پیغمبر اسلام ﷺ کے لئے چند منہ بولے بیٹے بھی خلق کر کے اس خاندان کے افتخارات میں چار چاند لگائے ہیں کہ انشاء اللہ ہم اس موضوع پر الگ سے بحث و تحقیق کریں گے۔

قارئین محترم سے گزارش ہے کہ تاریخ، حدیث، انساب، ادبیات، طبقات صحابی، شعراء، رجال اور اخبار و احادیث کی کتابوں کا خود بھی مطالعہ کر کے دیکھیں کہ کیا سیف کی احادیث اور اس کے افسانوں کے علاوہ بھی کہیں اس افسانوی خاندان کا نام و نشان ملتا ہے؟!

چوتھا حصہ :

قبیلہ تمیم کے چند اصحاب

- ۶۔ عقیف بن منذر تمیمی
- ۷۔ زیاد بن حنظلہ تمیمی
- ۸۔ حرمہ بن مریطہ تمیمی
- ۹۔ حرمہ بن سلمی تمیمی
- ۱۰۔ ربیع بن مطر بن غلج تمیمی
- ۱۱۔ ربیع بن افکل تمیمی
- ۱۲۔ اطہ بن ابی اطہ تمیمی

چھٹا جعلی صحابی

عفیف بن منذر تمیمی

عفیف اور قبائل تمیم کے ارتداد کا موضوع

ابن حجر نے اپنی کتاب ”اصابہ“ میں سیف کی کتاب ”فتوح“ سے نقل کرتے ہوئے عفیف بن منذر تمیمی کے حالات میں یوں لکھا ہے:

سیف نے اپنی کتاب ”فتوح“ میں لکھا ہے کہ عفیف بن منذر قبیلہ ”بنی عمرو بن تمیم“ کا ایک فرد ہے۔

طبری نے بھی عفیف کی داستان کو سیف سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ من جملہ ”تمیم“ و ”سباح“ سے مربوط خبر — جسے سیف نے صعب بن بلال سے اور اس نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے — کو یوں بیان کیا ہے:

رسول خدا ﷺ کی رحلت کے بعد قبائل تمیم کے افراد میں اختلاف و افتراق پیدا ہوا۔ ان میں سے کچھ لوگ اسلام پر باقی اور ثابت قدم رہے اور بعض نے مرتد ہو کر اسلام سے منہ موڑ لیا۔ یہ امر قبائل تمیم کے آپسی جھگڑے کا سبب بنا۔ عفیف بن منذر تمیمی نے اس واقعہ کے بارے میں یوں کہا

ہے:

خبر پھیلنے کے باوجود تمہیں خبر نہ ہوئی کہ خاندانِ تمیم کے بزرگوں پر کیا گزری؟
تمیم کے بعض سردار جو عظیم افراد اور شہرت کے مالک تھے، ایک دوسرے کے ساتھ جنگ پر
اتر آئے۔

بے پناہوں کو پناہ دینے والے ہی بیچارے ہو کر بیابانوں میں در بدر ہو گئے۔

زمین سے پانی کا ابلنا

طبری، بحرین کے باشندوں کے مرتد ہونے کی خبر کو مذکورہ طریقے یعنی ”صحب بن عطیہ“ سے نقل
کر کے لکھتا ہے:

ابو بکرؓ نے ”علاء بن حضری“ کو سرزمینِ تمیم سے گزر کر بحرین کے لوگوں سے نبرد آزمائی کے
لئے بھیجا۔ علاء اپنے سپاہیوں کے ہمراہ تمیم کی زمینوں کے ”دھنا“ نامی ریگستان۔ جہاں پر ریت سات
ٹیلے ہیں۔ سے گزرا۔

جب علاء اپنے سپاہیوں کے ہمراہ اس تپتے اور خشک ریگستان کے بیچ میں پہنچا تو اس نے
رات کو وہاں پر ٹھہرنے کا حکم دیا اور اپنے دوستوں کے ساتھ پڑاؤ ڈالا لیکن اسی حالت میں اچانک ان
کے اونٹ رم کر گئے اور تمام بار اور ساز و سامان لے کر بھاگ گئے۔ اس طرح علاء اور اس کے
سپاہیوں کو اس تپتے اور خشک ریگستان میں توشہ اور پانی سے محروم ہونا پڑا۔

اس حادثہ کی وجہ سے کہرام مچا اور ان پر ایسا غم و اندوہ چھا گیا کہ خدا کے علاوہ کوئی ان کے
حال سے آگاہ نہ تھا۔ وہ سب مرنے کے لئے آمادہ ہو کر ایک دوسرے کو وصیت کرنے لگے!

علاء کو جب اپنے ساتھیوں کی حالت معلوم ہوئی تو اس نے ان کو اپنے پاس بلا کر کہا: یہ کیسا غم
و اندوہ تم لوگوں پر طاری ہو گیا ہے؟

انہوں نے جواب میں کہا: یہ ملامت کا موقع نہیں، تم خود آگاہ ہو کہ، ابھی صبح ہے اور آفتاب کی تمازت شروع نہیں ہوئی ہے۔ ہمارے بارے میں اب یہاں پر ایک داستان کے سوا کچھ باقی بچنے والا نہیں ہے!!

علاء نے جواب میں کہا: نہ ڈرو! کیا تم لوگ مسلمان نہیں ہو، کیا تم لوگوں نے خدا کی راہ میں قدم نہیں رکھا ہے، کیا تم لوگ دین خدا کی نصرت کرنے کے لئے نہیں اٹھے ہو؟ انہوں نے جواب میں کہا: جی ہاں! ایسا ہی ہے۔

علاء نے کہا: اب جب کہ ایسا ہے تو میں تمہیں نوید دیتا ہوں کہ ہمت کرو، خدا کی قسم! پروردگار تم جیسوں کو ہرگز اس حالت میں نہیں رکھے گا۔ صبح ہوئی، علاء کے منادی نے صبح کی اذان دی۔ راوی کہتا ہے:

علاء نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی، جب کہ ہم میں بعض لوگوں نے پانی نہ ہونے کی وجہ سے مجبور ہو کر تیمم کیا تھا اور بعض دیگر رات کے ہی وضو پر باقی تھے۔

علاء نماز پڑھنے کے بعد دوزانو بیٹھا، لوگوں نے بھی اس کی پیروی کی، علاء نے دعا کے لئے اپنے ہاتھ اٹھائے، سپاہیوں نے بھی ایسا ہی کرتے ہوئے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے۔

یہ حالت جاری تھی کہ سورج کی کرنوں کے سبب دور سے ایک سراب نظر آیا۔ علاء نے کہا: ایک آدمی جائے اور ہمارے لئے خبر لائے۔

سپاہیوں میں سے ایک آدمی اٹھ کے سراب کی طرف گیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آ کر بولا: سراب ہے اور پانی کی کوئی خبر نہیں ہے۔

علاء نے پھر سے دعا کی۔ پھر ایک سراب نمایاں ہوا۔ پہلے کی طرح پھر سے ایک آدمی جا کر اس سراب کی طرف گیا اور واپس لوٹا۔

علاء نے دعا جاری رکھی۔ تیسری بار پانی کی لہریں دکھائی دینے لگیں اس دفعہ جانے والا آدمی پانی کی خوشخبری لے کر آیا!!

سب پانی کی طرف دوڑ پڑے، ہم نے پانی پیا نہائے دھوئے۔

ابھی پوری طرح سورج نہیں چڑھا تھا کہ صحرا میں ہمارے اونٹ نظر آئے اور دوڑتے ہوئے آکر ہمارے سامنے کھڑے ہو گئے ہم سے ہر ایک نے اپنے اونٹ کو صحیح و سالم بار کے سمیت حاصل کیا!!

اس حیرت انگیز واقعہ کے بعد ہم نے اپنے اونٹوں کو بھی پانی پلایا اور مشکیں پانی سے بھر کے وہاں سے روانہ ہو گئے۔

راوی آگے، کہتا ہے:

”ابو ہریرہ“ سفر میں میرے ساتھ تھا، جب ہم تھوڑا آگے چلے اور پانی کا تالاب ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا تو ابو ہریرہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر پوچھا: کیا تم اس سرزمین اور تالاب کو پہنچانتے ہو؟

میں نے کہا: اس جگہ سے میرے برابر کوئی اور آشنا نہیں ہے۔

ابو ہریرہ نے کہا: جب ایسا ہے تو آؤ میرے ساتھ ہم تالاب کے پاس جاتے ہیں۔

میں ابو ہریرہ کے ساتھ تالاب کی طرف اوتا، لیکن انتہائی حیرت کے عالم میں نہ ہم نے وہاں پر پانی دیکھا اور نہ تالاب کا کوئی نام و نشان تھا۔

میں نے ابو ہریرہ سے کہا: خدا کی قسم یہاں پر پانی کا نام و نشان موجود نہ ہونے کے باوجود یہ اسی تالاب کی جگہ ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی یہاں پر کوئی تالاب نہ تھا۔

اُس وقت ہماری نظر پانی سے بھرے ایک لوٹے پر پڑی جو زمین کے ایک کونے میں پڑا

تھا۔

ابو ہریرہ نے کہا: صحیح ہے، اور خدا کی قسم یہ وہی تالاب والی جگہ ہے۔ میں نے خاص طور پر اپنے لوٹے کو پانی سے بھر کے تالاب کے کنارے پر رکھ دیا تھا تاکہ تالاب کی جگہ کو تلاش کرنے میں مشکل پیش نہ آئے!!

راوی کہتا ہے:

ہم نے خدا کا شکر ادا کیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف واپس پلٹ گئے۔
سیف اس داستان کے ضمن میں کہتا ہے:

علاء اپنے سپاہیوں کے ساتھ چلتے ہوئے ”ہجر“ نام کی جگہ پر پہنچا۔ دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے مقابل مورچے سنبھالے۔ مشرکین کی فوج کی کمانڈ ”شریح بن ضیعہ“ نے سنبھالی تھی، وہ قبیلہ ”قیس“ کا سردار تھا اور اس کا اصلی نام ”حطم“ تھا۔ دشمن کے سپاہی آزادی کے ساتھ نقل و حرکت کرتے تھے۔ لیکن رات کو اسلام کے سپاہیوں کو اطلاع ملی کہ مشرکین شراب پی کر مست ہو گئے ہیں اور اپنے آپ سے بے خبر پڑے ہیں۔ انھوں نے اس فرصت کو غنیمت سمجھ کر ان پر اچانک تلواروں سے حملہ کر دیا۔ اسی حالت میں خاندان بنی عمرو تمیم کے ایک دلاور ”عقیف بن منذر“ نے تلوار کی ایک ضرب سے ”حطم“ کی ایک ٹانگ کاٹ کر اسے چھوڑ دیا تاکہ وہ اسی درد کے مارے جان دیدے۔

اس برق رفتار حملے میں ”عقیف“ کے چند بھائی اور رشتہ داروں نے بھی اس کے ساتھ جنگ میں شرکت کی اور اس شب کی گیر و دار میں مارے گئے۔ اس جنگ میں اسلام کے ایک نامور دلاور، قیس بن عاصم، نے ”ہجر“ کی ٹانگ پر تلوار سے وار کر کے اسے کاٹ دیا۔ ”عقیف“ نے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اشارہ کیے ہیں:

اگر ٹوٹی ہوئی ٹانگ ٹھیک بھی ہو جائے گی، عرق النساء تو ہرگز ٹھیک نہیں ہوگا۔
تم لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہم قبیلہ بنی عمرو اور رباب کے بہادروں نے دشمن کے حامیوں کو کیسے تہس نہس کر کے رکھ دیا؟!

اسی داستان کو جاری رکھتے ہوئے سیف کہتا ہے:

عقیف بن منذر ”حیرہ“ کے بادشاہ نعمان بن منذر کے بھائی ”غرور بن سواد“ کو اسیر بنا لیا۔ خاندان رباب کا خاندان تمیم کے ساتھ دوستی کا معاہدہ تھا اس طرح سے کہ ”غرور“ کا باپ ان کا بھانجہ محسوب ہوتا تھا، لہذا انھوں نے عقیف کے پاس شفاعت کی تاکہ اسے قتل کرنے سے صرف نظر کرے۔ ”عقیف“ نے دوستوں کی شفاعت قبول کی اور اس طرح ”غرور“ قبیلہ رباب کی پناہ میں آ گیا۔ لیکن ”غرور“ کے ”منذر بن سوید“ نامی سوتیلے بھائی کا سرتن سے جدا کر دیا گیا!

دوسرے دن صبح سویرے علاء نے مال غنیمت تقسیم کرتے ہوئے میدان کارزار کے دلاوروں کو بھی انعامات بانٹے اس طرح عقیف کے حصہ میں بھی انعام کے طور پر ایک لباس آیا،

اسلام کے سپاہیوں کا پانی پر چلنا!

طبری نے اس افسانہ کے ضمن میں سیف سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

مشرکوں نے اپنے منتشر شدہ سپاہیوں کو ”دارین“ کے مقام پر جمع کیا۔ ان کے اور سپاہ اسلام کے درمیان ایک عظیم دریا تھا تیز رفتار کشتیوں کے ذریعہ اسے عبور کرنے میں ایک دن اور ایک رات کا وقت لگتا تھا، علاء نے جب یہ حالت دیکھی تو اس نے اپنے سپاہیوں کو اپنے پاس بلا کر ان سے خطاب کیا:

خدائے تعالیٰ نے شیاطین کے گروہوں کو تم لوگوں کے لئے ایک جگہ جمع کیا ہے اور تم لوگوں کے لئے ان کے ساتھ اس دریا میں جنگ کرنا مقرر فرمایا ہے۔ ریگستان کے تعجب آور معجزہ اور ”دھنا“ کی ریت کی کرامت کے ذریعہ خدا نے تم لوگوں کو اس دریا سے عبور کرنے کی ہمت دی ہے، اب دشمنوں کی نظر ڈالو۔ آگے بڑھو اور سب لوگ دریا میں کود پڑو اور کسی خوف کے بغیر ان پر

ٹوٹ پڑو، خدائے تعالیٰ ان سب کو ایک جگہ پر تم لوگوں سے چنگل میں پھنسا دے گا! سپاہیوں نے علاء کے جواب میں ایک آواز ہو کر کہا: خدا کی قسم، ہم قبول کرتے ہیں کہ ”دھنا“ کے معجزہ کے بعد ہم ہرگز خوف اور ڈر سے دوچار نہیں ہوئے۔

علاء حضرمی نے اپنے سرداروں اور سپاہیوں کا جواب سننے کے بعد دریا کی طرف قدم بڑھایا اور سپاہی بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے اور دریا کے کنارے پر پہنچے، یہاں پر سوار، پیادہ، گھوڑے، خنجر، اونٹ اور گدھے سب دریا میں اتر گئے۔

علاء اور اس کے ساتھی پانی پر قدم رکھتے ہوئے یہ دعا پڑھتے جاتے تھے:
اے بخشش والے مہربان، اے بردبار سخی، اے بے مثال بے نیاز، اے ہمیشہ زندہ، اے مردوں کو زندہ کرنے والے، اے حتی و قیوم، اے خدا کہ تیرے سوا کوئی پروردگار نہیں ہے اور اے ہمارے پروردگار!!
سیف کہتا ہے:

اسلام کے سپاہی اس دعا کو پڑھنے کے بعد خدا کی مدد سے صحیح و سالم اس وسیع و عریض دریا کو عبور کر گئے۔ اس وسیع اور عمیق دریا کا پانی اسلام کے سپاہیوں اور ان کے مرکبوں کے پیروں کے تلے ایسا تھا گویا وہ مرطوب ریت پر چل رہے تھے اور ان کے پیر تھوڑے سے تر ہوتے تھے کیوں کہ دریا کا پانی ان کے اونٹوں کے سموں تک پہنچتا تھا!

علاء اور اس کے سپاہیوں نے ایک ایسے دریا کو عبور کیا جس کی مسافت کو ساحل سے ”دارین“ تک طے کرنے کے لئے کشتی کے ذریعہ ایک دن ایک

رات سے زائد وقت لگتا تھا۔ وہ اس مسافت کو پانی کے اوپر چل کر طے کر گئے اور اپنے دشمنوں کے پاس پہنچ کر ان پر تلوار سے حملہ آور ہوئے اور ان کے ایسے کشتوں کے پشے لگا دئے کہ ان میں سے ایک مرد بھی زندہ نہ بچ سکا! اس حملہ اور قتل عام کے بعد ان کے بچوں اور عورتوں کو اسیر بنایا گیا اور بہت سا مال و متاع غنیمت کے طور پر حاصل کیا گیا۔ اس کے بعد مال غنیمت لے کر وہ لوگ اسی راہ سے واپس ہو گئے، جہاں سے آئے تھے۔

عقیف بن منذر نے اس موضوع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ اشعار کہے ہیں:

کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا کہ خدائے تعالیٰ نے ہمارے لئے دریا کو کیسے مطیع اور آرام کر دیا اور کفار پر بڑی مصیبت نازل کی۔

ہم نے بھی اسی خدا سے دعا مانگی جس نے موسیٰ کے لئے دریا میں شگاف ڈال دیا تھا اور اس نے بھی ہمارے لئے حیرت انگیز راہ مقرر فرمادی۔

سیف اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے:

”ہجر“ نامی جگہ کا رہنے والا ایک راہب جو مسلمانوں کا ہمسفر تھا، یہ سب معجزہ اور کرامتیں دیکھ کر مسلمان ہو گیا، جب اس سے اسلام لانے کا سبب پوچھا گیا تو اس نے جواب میں کہا:

تین چیزوں نے مجھے اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی اور مجھے ڈر لگا کہ اگر کفر پر باقی رہوں تو خدائے تعالیٰ مجھے مسخ کر ڈالے گا!

اول صحرا کے قلب اور ”دھنا“ کے ریگستان میں آب زلال کا پیدا ہونا۔ دوسرا اسلام کے سپاہیوں کے پیروں کے نیچے دریا کے پانی کا سخت ہو جانا اور تیسرا سبب ملائکہ کی وہ دعا ہے جسے میں نے صبح کے وقت فضا میں سنا ہے۔

راہب سے پوچھا گیا کہ فرشتے اپنی دعا میں کیا کہتے تھے؟

راہب نے جواب دیا: فرشتے یہ دعا مانگ رہے تھے:

اے خدا! تو رحمان و رحیم ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو ایسا پروردگار ہے کہ تجھ سے قبل کوئی خدا نہ تھا، وہ ایسا پائیدار خدا ہے کہ کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں ہے، زندہ ہے کہ اس کے لئے ہرگز موت و نابودی نہیں ہے، آشکارا اور خفیوں کا خدا، وہ خدا جو ہر روز نئے نئے جلوے دکھا کر دنیا والوں کے سامنے جلوہ افروز ہوتا ہے، اے خدا تو ہر چیز سے آگاہ ہے! یہی امر تھا کہ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ لوگ حق پر ہیں اور فرشتے ان کی مدد کے لئے مامور کئے گئے ہیں

سیف اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے:

اس واقعہ کے بعد رسول خدا ﷺ کے اصحاب اس تازہ مسلمان

راہب کے سامنے بیٹھ کر یہ حیرت انگیز داستان اس سے سنتے تھے۔

علاء نے مشرکین کے ساتھ اپنی جنگ کی فتحیابی کی اطلاع خلیفہ کو دیتے ہوئے ایک خط میں

یوں لکھا:

اما بعد، خدائے تبارک و تعالیٰ نے ”دھنا“ کے ریگستان میں ہمارے لئے آب زلال کے چشمے جاری کئے اور اپنی قدرت نمائی سے ہماری بصیرت کی آنکھوں کو کھول دیا۔ ہم اس کی حمد و ثنا بجالاتے ہیں اور اس کی عظمت والی بارگاہ میں سر تسلیم خم کرتے ہیں، آپ بھی خدا سے اس کے سپاہیوں اور اس کے دین کی نصرت کرنے والوں کے لئے مدد کی دعا کیجئے۔

ابوبکر نے خدا کا شکر ادا کیا اور علاء کے لئے دعا کرتے ہوئے کہا:

جہاں تک معلوم ہوا ہے، عرب، سرزمین ”دھنا“ کے بارے میں قصہ سناتے ہوئے کہتے ہیں، جب لقمان سے اس سرزمین پر پانی کے لئے ایک کنواں کھودنے کی اجازت چاہی گئی تو لقمان نے جواب دیا کہ وہاں پر بائیں اور رسی ہرگز پانی تک نہیں پہنچیں گے اور پانی پیدا نہیں ہوگا۔

اب جب کہ ایسی سرزمین سے آب زلال اہل گیا ہے تو یہ بذات خود اس معجزہ اور آیات آسمانی کی عظمت کی علامت ہے جس کی مثال گزشتہ امتوں میں کہیں نہیں ملتی پس خداوند! محمد ﷺ کی حرمت و عظمت کو محفوظ فرما!

یہ وہ مطالب ہیں جنہیں طبری نے سیف سے نقل کر کے جعلی صحابی عقیف تمیمی کے حالات میں اپنی تاریخ کے اندر درج کیا ہے، اور ابوالفرج اصفہانی نے بھی اس داستان کو اس سے نقل کر کے اپنی کتاب ”اغانی“ (۴۵۴-۴۷۷) میں درج کیا ہے۔

ابن اثیر، ابن کثیر اور ابن خلدون نے اسی داستان کو ”حلم و بحرین“ کے ارتداد کی خبر میں طبری سے نقل کرتے ہوئے اپنی تاریخ کی کتابوں میں ثبت کیا ہے۔

لیکن ابن حجر نے اپنی کتاب ”اصابہ“ میں جہاں وہ عقیف بن منذر تمیمی کی بات کرتا ہے ان مطالب کو سیف کی کتاب ”فتوح“ سے نقل کر کے اس کی صراحت کی ہے۔

حموی نے بھی لفظ ”دارین“ کے سلسلے میں اپنی کتاب ”معجم البلدان“ میں سیف کی اسی روایت سے استناد کر کے لکھا ہے:

سیف کی کتاب میں آیا ہے کہ مسلمانوں نے پانی کی سطح پر قدم رکھ کر دارین کی طرف قدم

بڑھائے.....

یہاں تک کہ وہ کہتا ہے کہ:

”عقیف بن منذر“ نے اس واقعہ میں یہ اشعار کہے ہیں:

کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا کہ خدائے تعالیٰ نے ہمارے لئے دریا کو کیسا مطیع بنایا... تا آخر ”عبدالحمید بن زید“ بھی لفظ ”دارین“ کے بارے میں اپنے مطالب کو حموی سے نقل کر کے اپنی کتاب ”مرآۃ الاطلاع“ میں درج کیا ہے۔

حمیری نے بھی اپنی کتاب ”الروض المطار“ میں انہی مطالب کو ذکر کیا ہے اور ان کے آخر میں عقیف کے نام کے بجائے یوں لکھا ہے:

اسلامی فوج کے ایک سپاہی نے اس سلسلے میں یہ اشعار کہے ہیں:
یہاں پر اس نے وہی گزشتہ دو شعر ذکر کئے ہیں جو اس سے پہلے بیان ہوئے، نہ روایت کے ماخذ کی طرف اشارہ کیا ہے اور نہ شاعر کا نام لیا ہے۔

بحث کا خلاصہ

جو کچھ اب تک بیان ہوا، اس سے صحابی اور تمیمی شاعر ”عقیف بن منذر“ کے بارے میں سیف کی روایت کی مندرجہ ذیل تین بنیادی باتوں کی وضاحت ہوتی ہے:

۱۔ قبیلہ تمیم کے بعض افراد کا مرتد ہونا اور بعض دیگر کا دوسروں کو دخل اندازی کی اجازت دئے بغیر اسلام پر ثابت قدم رہنا، مذکورہ قبیلہ کے افراد کا ایک دوسرے کے خون کا پیاسا ہونا اور اس سلسلے میں ”عقیف بن منذر“ کا اشعار کہنا۔

۲۔ ”ہجر“ کے مقام پر خاندان ”قیس“ کے سردار ”حطیم“ کا مرتد ہونا اور سپاہ اسلام کی اس کے ساتھ جنگ، عقیف کا تلوار کی ایک کاری ضرب سے ”حطیم“ کی ایک ٹانگ کاٹ دینا اور ”حیرہ“ کے بادشاہ ”نعمان منذر“ کے بھائی ”غرور بن سوید“ کو اسیر بنانا اور اس کے سوتیلے بھائی کا سرتن سے جدا

کرنا، اسلامی فوج کے سپہ سالار ”علاء حسری“ کا ”عقیف“ کو دیگر سپاہیوں کے ساتھ انعام و اکرام سے نوازنا۔

۳۔ ”دھنا“ کے ریگستان میں اسلام کے سپاہیوں کے لئے آبِ زلال کا چشمہ ابلنا، جنگ دارین کی طرف جاتے ہوئے دریا کے پانی کی کیفیت بدل کر علاء اور اسلام کے سپاہیوں کے پاؤں تلے پانی کا سخت ہو جانا اور اس سلسلے میں عقیف کا اشعار کہنا۔

سیف کی روایتوں کا دوسروں سے موازنہ

بہتر ہے کہ یہاں پر ہم قبائل تمیم، قیس اور بحرین کے ارتداد کے موضوع کے بارے میں دوسرے مورخین کی زبان سے بھی کچھ سنیں۔

”بلاذری“ نے اپنی کتاب ”فتوح البلدان“ میں قبیلہ تمیم کے ارتداد کی خبر دو صفحات میں بیان کی ہے۔ اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

”خالد بن ولید“ نے ”طلیحہ“ کی جنگ سے فارغ ہونے کے بعد قبائل تمیم کی سرزمینوں میں ”بعوضہ“ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ یہاں پر اس نے اپنے بعض فوجی دستوں کو مخالفین کی سرکوبی اور انھیں پکڑ لانے کے لئے علاقے کے اطراف میں بھیج دیا۔

ایک گشتی گروہ نے ”مالک نویرہ“ کو سرزمین ”بطاح“ میں پکڑا اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر خالد بن ولید کے پاس لایا۔ خالد نے اس کے قتل کا حکم دیا، جس کی داستان مشہور ہے۔

اس کے علاوہ سیف کی دیگر روایتوں اور افسانوں کے بارے میں بلاذری کی کتاب میں کوئی ذکر نہیں ملتا۔

لیکن سرزمین ”بحر“ میں ”حطم“ کے ارتداد اور ”بحرین“ و ”دارین“ میں ابن منذر کی

داستان کے بارے میں بلاذری نے اپنی کتاب ”فتوح البلدان“ میں یوں ذکر کیا ہے:

جب رسول خدا ﷺ کا کارگزار ”منذر بن ساوی عبدی“ رسول اللہ کی وفات کے بعد بحرین میں فوت ہوا، تو ایک طرف قبیلہ قیس کے ایک گروہ نے ”حطم“ کی قیادت میں اور دوسری جانب قبیلہ ”ربیعہ“ کے چند افراد نے ”نعمان بن منذر“ کی اولاد میں سے ”منذر“ نام اور ”غروز“ کے عنوان سے معروف اس کے بیٹے کی قیادت میں بحرین میں بغاوت کی اور مرتد ہو گئے۔ ”حطم“ اپنے قبیلہ کے افراد سمیت ”ربیعہ“ کے ساتھ جاملہ۔ علاء حضرمی بھی ان سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔

علاء اور بحرینی مرتدوں کے درمیان گھسان کی جنگ ہوئی۔ سرانجام باغیوں نے مقابلے کی تاب نہ لا کر قلعہ ”جواثا“ میں پناہ لی اور وہاں اپنے آپ کو چھپا لیا۔ علاء نے رات گئے تک قلعہ کو تہس نہس کر کے رکھ دیا ایک شدید جنگ کے بعد قلعہ فتح ہوا اور علاء نے اس پر قبضہ کر لیا۔

یہ جنگ ۱۲ھ میں ابو بکرؓ کی خلافت کے دوران واقع ہوئی۔ اسی جنگ کی گیر و دار کے دوران، مجوسیوں کی ایک جماعت کے افراد جزیہ دینے سے انکار کر کے بحرین کے ایک قصبہ ”زارہ“ میں قبیلہ تمیم کے بعض افراد سے جا ملے تھے۔ علاء نے اپنے سپاہیوں کے ہمراہ ان کو بھی اپنے محاصرہ میں لے لیا اور ان کا قافیہ تنگ کر دیا۔ خلیفہ عمرؓ کی خلافت کے اوائل میں ”زارہ“ کے باشندوں نے اس سے صلح کی اور قصبہ ”زارہ“ کے مال و متاع اور اثاثہ کا ایک تہائی حصہ اسے دیدیا۔ علاء نے بھی ان سے محاصرہ اٹھالیا اور اس سلسلے میں ایک معاہدہ لکھا گیا۔ (اس معاہدہ میں ”دارین“ کا کہیں ذکر نہیں آیا ہے۔)

”دارین“ کو فتح کرنے کے لئے علاء حضرمی نے خلافتِ عمرؓ کے زمانے میں اپنے سپاہیوں کے ساتھ ”کرازنگری“ نام کے ایک شخص کی راہنمائی میں کم عنق والے حصہ سے خلیج کو عبور کیا اور مشرکین یرتین جانب سے تکبیر بلند کرتے ہوئے حملہ کیا۔ مشرکین نے علاء اور اس کے سپاہیوں کے

ساتھ سخت جنگ کی، لیکن سرانجام شکست کھا کر ہتیار ڈالنے پر مجبور ہوئے۔

کلاعی نے بحرین کے باشندوں کے ارتداد اور علاء کی جنگی کاروائیوں کے بارے میں لکھا

ہے:

جب بحرین میں واقع قصبہ ”بحر“ کے باشندے مرتد ہو گئے تو قبیلہ ”عبدالقیس“ کے سردار ”جارود“ نے اپنے خاندان کے افراد کو جمع کر کے ایک دلچسپ اور موثر تقریر کی اور پند و نصائح کے ذریعہ حقیقی الامکان کوشش کی کہ وہ اسلام سے منہ موڑ کر مرتد نہ ہوں اس قبیلہ ”عبدالقیس“ کا کوئی بھی فرد مرتد نہیں ہوا۔

لیکن قبیلہ ”بکر بن وائل“ کے لوگ ”منذر بن نعمان“ جو ”غرور“ کے نام سے مشہور تھا۔ کو اپنا پادشاہ انتخاب کرنا چاہتے تھے۔ غرور فرار کر کے ایران کے بادشاہ کے ہاں پناہ لے چکا تھا۔ ایران کے بادشاہ کسریٰ نے جب یہ خبر سنی تو ان کے قبیلہ کے سردار اور بزرگوں کو جمع کر کے اسی ”منذر“ جسے ”مخارق“ بھی کہا جاتا تھا۔ کو ان کے اوپر بادشاہ مقرر کیا اور بحرین کی طرف روانہ کیا تاکہ اس جگہ پر قبضہ کر لیں اور بحر بن جابر علی (الف) کو حکم دیا کہ فوج کے ایک تجربہ کار سوار دستہ کے ہمراہ فوراً ابن نعمان کی مدد کے لئے جائے۔

”منذر“ اپنی ماتحت فوج کے ساتھ روانہ ہوا اور بحرین میں ”شقر“ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ جو بحرین میں ایک مضبوط قلعہ تھا۔

جب یہ خبر خلیفہ ابو بکر کو پہنچی تو اس نے ”علاء حضرمی“ کو سولہ سواروں کے ہمراہ منذر کی سرکوبی کے لئے مامور کیا اور اسے حکم دیا کہ قبیلہ ”عبدالقیس“ کے افراد سے ”منذر“ کو کچلنے میں مدد حاصل کرے۔

الف۔ ”بحر بن وائل“ قبیلہ بکر بن وائل سے ہے۔ ملاحظہ ہو: جہرۃ النساب عرب (۳۱۰-۳۱۴)

علاء اپنی ماموریت انجام دینے کے لئے روانہ ہوا یمامہ کی با اثر شخصیت اور فرماں روا ”ثمائمہ اثال حنفی“ (الف) نے قبیلہ ”بنی تھیم“ کے چند افراد اس کی مدد کے لئے مقرر کر دئے۔
علاء اپنے لئے فراہم کی گئی فوج کے ساتھ ”مخارق“ (نعمان بن منذر) کی طرف بڑھا۔
اس کے ساتھ سخت جنگ کی اور اس کے بہت سے افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس دوران قبیلہ ”عبدالقیس“ کے سردار ”جارود“ نے بھی ”خط“ کے علاوہ۔ سیف بحرین۔ سے علاء کی مدد کے لئے چند منظم فوجی دستے محاذ جنگ کی طرف روانہ کئے۔

”منذر“ نے جب یہ حالت دیکھی تو ”حطم بن شریح“ نے ”خط“ کے ذریعہ مرزبان کے پاس پیغام بھیجا اور اس سے علاء کے خلاف لڑنے میں مدد طلب کی، مرزبان نے بھی ایرانی نسل افراد پر مشتمل ایک فوج کو منذر کی مدد کے لئے روانہ کیا اور ”جارود“ کو قیدی بنا لیا۔

”حطم“ اور ”ابجر بن جابر علی“ اپنے تحت افراد کے ہمراہ منذر کی مدد کے لئے پہنچ گئے اور ایک شدید جنگ کے نتیجہ میں علاء کا ”جوانا“ کے قلعہ میں محاصرہ کر کے اس کا قافیہ تنگ کر دیا۔
اس پیش آنے والی مصیبت اور سختی کے بارے میں قبیلہ بنی عامر صعصعہ کے ایک شخص عبداللہ حذف (ب) نے حسب ذیل اشعار کہے ہیں:

لوگو! ابو بکر اور تمام اہل مدینہ کو پیغام پہنچاؤ اور ان سے کہو: کیا تم لوگ ”جوانا“
کے محاصرہ میں پھنسے اس چھوٹے گروہ کی فکر میں ہو؟ یہ ان کا بے گناہ خون
ہے جو ہر گڑھے میں جاری ہے اور آفتاب کی کرنوں کی طرح آنکھوں کو

(الف)۔ ”ثمائمہ“ و ”ھوڈہ“ یمامہ کے دو بادشاہ تھے رسول اللہ نے انھیں خط لکھا تھا اور انھیں اسلام کی دعوت دی تھی، ثمائمہ اسلام قبول کر کے اس پر ثابت قدم رہا۔ جب بنی حنیفہ کے افراد نے بغاوت کی اور ”مسیلہ“ کذاب سے جا ملے تو ثمائمہ نے ان سے منہ موڑ لیا اور بحرین چلا گیا۔ ملاحظہ ہو کتاب ”اصابہ“ و ”تاریخ زہرہ“

(ب)۔ ”عبداللہ“ حذف کے حالات کے بارے میں حمزہ انساب عرب (۲۷۳-۲۷۵) ملاحظہ ہو

چکا چونکہ کر رہا ہے۔

ان حالات کے باوجود ہم نے خدا پر توکل کیا ہے کیوں کہ ہم جانتے ہیں کہ خدا پر توکل کرنے والے ہی کامیاب ہوتے ہیں،

علاء اور اس کے ساتھی بدستور محاصرہ میں پھنسے تھے ایک رات اچانک دشمن کے کمپ سے شور و غل کی آواز بلند ہوئی عبداللہ حذف کو مامور کیا گیا کہ دشمن کے کمپ میں جا کر معلوم کرے کہ اس شور و غل کا سبب کیا ہے۔

عبداللہ نے ایک رسی کے ذریعہ اپنے آپ کو قلعہ کی بلندی سے نیچے پہنچایا اور ہر طرف دشمن کی ٹوہ لینا شروع کی اس شور و ہنگامہ کا سبب جاننے کے بعد اس نے ”ابرجعلی“ کے خیمہ میں قدم رکھا۔ عبداللہ کی والدہ قبیلہ ”بنی عجل“ سے تعلق رکھتی تھی، اس لئے ”ابجر“ کا رشتہ دار ہوتا تھا۔ جوں ہی ”ابجر“ نے عبداللہ کو دیکھا تو چیخ کر اس سے پوچھا:

کس لئے آیا ہے؟ خدا تجھے اندھا بنا دے!

عبداللہ نے جواب دیا:

ماموں جان! بھوک، مصیبت، محاصرے کی سختی اور ہزاروں دوسری بد بختیوں نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے۔ میں اپنے قبیلہ کے پاس جانا چاہتا ہوں اور تمہاری مدد کا محتاج ہوں۔

ابجر نے کہا:

میں قسم کھاتا ہوں کہ تم جھوٹ بول رہے ہو! پھر بھی میں تمہاری مدد کروں گا۔

اس کے بعد عبداللہ کو کچھ توشہ راہ اور ایک جوڑا جوتے دیکر کمپ سے باہر لے گیا تا کہ اسے

روانہ کر دے۔ جب یہ لوگ کمپ سے ذرا دور پہنچے تو ”ابجر“ نے عبداللہ سے کہا:

جاؤ خدا کی قسم تم آج رات میرے لئے بہت برے بھانجے تھے!

عبداللہ نے منذر کی سپاہ سے دور ہونے کے لئے قلعہ کا رخ نہیں کیا بلکہ مخالف سمت میں روانہ ہوا۔ لیکن جوں ہی اسے اطمینان ہو گیا کہ وہ ”ابجر“ کی نظروں سے اوجھل ہو گیا ہے تو فوراً مڑ کر اپنے قلعہ کے پاس آپہنچا اور اسی رسی کے ذریعہ قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر قلعہ کے اندر چلا گیا اور پوری تفصیل یوں بیان کی:

ایک شراب فروش تاجر دشمن کی سپاہ کے کیمپ میں آیا تھا۔ تمام سپاہیوں نے اس سے شراب خرید کر پی ہے اور مست و مدہوش ہو کر عقل و ہوش کھو بیٹھے ہیں اور بے عقلی کے عالم میں یہ شور و غل مچا رہے ہیں۔

عبداللہ کی رپورٹ سننے کے بعد مسلمان جنگی تلوار لے کر قلعہ سے باہر آئے اور بجلی کی طرح دشمن پر ٹوٹ پڑے۔

”ہٹم“، مستی کے عالم میں اپنی جگہ سے اٹھا اور رکاب میں پاؤں رکھ کر بلند آواز سے بولا:

ہے کوئی جو مجھے سوار کرے؟!

عبداللہ نے جب ”ہٹم“ کی فریاد سنی تو اس کے جواب میں کہا:

میں ہوں!

اس کے بعد اس کے سر پر تلوار مار کر اسے موت کے گھاٹ اتار دیا اس شہ خون میں ”ابجر“ کی ٹانگ بھی کٹ گئی جس کے سبب وہ مر گیا۔

صبح سویرے غنیمت میں حاصل کیا ہوا تمام مال و متاع مسلمانوں نے قلعہ ”جواتا“ کے اندر لے جا کر علاء کے سامنے رکھ دیا۔

علاء یوں ہی مشرکین کا پیچھا کرتا رہا اور وہ بھی بھاگتے ہوئے شہر کے دروازے تک پہنچ گئے مسلمانوں کے دباؤ نے مشرکین کا قافیہ تنگ کر دیا تھا سرانجام ابن منذر نے علاء سے جنگ ترک کر کے صلح کی درخواست کی۔ علاء نے یہ درخواست اس شرط پر منظور کی کہ اس شہر کے اندر موجود

اثاثے کی ایک تہائی اس کے حوالے کی جائے اور شہر کے باہر جو بھی ہے وہ بدستور مسلمانوں کے پاس رہے۔ علاء نے اس فتح کے بعد بہت سامال و متاع مدینہ بھیج دیا۔ ”منذر نعمان“ جسے ”مخارق“ کہتے تھے، جان بچا کر شام بھاگ گیا۔ وہاں پر خدا نے اس کے دل کو نور ایمان سے منور کیا اور اس نے اسلام قبول کیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے آپ کو سرزنش کرتے ہوئے کہتا تھا: میں ”غرور“ نہیں بلکہ مغرور ہوں۔

فتح پانے کے بعد علاء علاقہ ”خط“ کی طرف واپس ہوا اور اس نے ساحل پر پڑاؤ ڈالا۔ وہ دارین تک پہنچنے کی فکر میں تھا کہ اسی دوران ایک عیسائی شخص اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے مخاطب ہو کر بولا:

اگر میں تمہارے سپاہیوں کو پانی کی کم گہری جگہ کی طرف راہنمائی کر دوں تو مجھے کیا دو گے؟

چوں کہ علاء کے لئے یہ تجویز خلاف توقع تھی، اس لئے فوراً جواب میں کہا:

جو چاہو گے!

عیسائی نے کہا:

تم سے اور تمہارے سپاہیوں سے ”دارین“ میں ایک خاندان کے لئے امان چاہتا ہوں۔

علاء نے جواب میں کہا:

میں قبول کرتا ہوں، وہ تیرے اور تیری خدمات کے پیش نظر امان میں ہوں گے۔

اس توافق کے نتیجہ میں علاء اور اس کے سوار اس عیسائی کی راہنمائی سے دریا عبور کر کے

”دارین“ پہنچ گئے۔

علاء نے قہر و غلبہ سے ”دارین“ پر قبضہ کیا اور وہاں کے باشندوں کو قیدی بنالیا اور غنیمت کے

طور پر بہت سامال و متاع اپنے ساتھ لے کر اپنے کیمپ کی طرف لوٹا۔

بحرین کے باشندے جب ”دارین“ کی سرنوشت سے آگاہ ہوئے اور علاء کی فتیابی کا

مشاہدہ کیا، تو انھوں نے بھی تجویز پیش کی کہ ”ہجر“ کے باشندوں کی طرح صلح کا معاہدہ کرنے کے لئے آمادہ ہیں۔

ہم نے سیف کی روایتوں کا دیگر مورخین کی روایتوں سے موازنہ کیا اور اس سلسلے میں ”کلاعی“ کی تمام روایتوں کو اور ”بلاذری“ کی روایتوں کا خلاصہ بیان کیا لیکن ان میں عقیف اور اس کے اشعار، شجاعتوں اور رجز خوانیوں اور قبیلہ تمیم کی دلاوریوں کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔

سیف بن عمر کے یہاں ”غرور“ کا نام رکھنے اور اس کے شجرہ نسب کے بارے میں بھی دوسرے مؤلفین کے ساتھ اختلاف ملتا ہے۔ کیوں کہ سیف نے غرور کو منذر کے سوتیلے بھائی کے طور پر ذکر کیا ہے جب کہ دوسرے لکھتے ہیں کہ اس کا اصلی نام منذر بن نعمان تھا اور اس کا کوئی بھائی نہیں تھا سیف تنہا فرد ہے جو لکھتا ہے کہ عقیف نے تلوار کی ایک ضرب سے ”ہطم“ کی ٹانگ کاٹ دی اور ”غرور بن سوید“ کو قیدی بنا لیا اور خاندان رباب نے اس کی شفاعت کی جس کے نتیجے میں عقیف نے ”غرور“ کو ان کے احترام میں بخش دیا لیکن ”غرور“ کے بھائی ”منذر“ کا سرتن سے جدا کر دیا۔

سیف تنہا شخص ہے جس نے ”دارین“ کی فتح کو خلافت ابو بکر کے زمانے میں واقع ہونا لکھا ہے اور اس کی بڑے آب و تاب سے تشریح کی ہے، اس میں کرامتوں اور غیر معمولی واقعات کی ملاوٹ کی ہے جب کہ دوسروں کا اعتقاد یہ ہے کہ ”دارین“ کو ”کرازنکری“ نامی ایک عیسائی کی مدد اور راہنمائی سے خلیج کے کم عمق والی جگہ سے عبور کر کے فتح کیا گیا ہے اور یہ فتحیابی خلیفہ عمر کے زمانے میں واقع ہوئی ہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ ہم نے ”علاء حضرمی“ کے کرامات کے افسانہ کا سرچشمہ ”ابو ہریرہ“ کی روایات میں پایا، جہاں پر وہ کہتا ہے:

علاء نے بحرین جاتے ہوئے ”دھنا“ کے صحرا میں دعا کی اور خدائے تعالیٰ نے اس تپتی

سرزمین پران کے لئے پانی کے چشمے جاری کئے! جب وہ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے اور کچھ فاصلہ چلنے کے بعد ان میں سے ایک آدمی کو یاد آیا کہ وہ اپنی چیز وہاں چھوڑ آیا ہے تو وہ دوبارہ اس جگہ کی طرف لوٹا اور وہاں پر اپنی چیز تو پائی لیکن پانی کا کہیں نام و نشان نہ دیکھا۔

ابو ہریرہ نے مزید کہا ہے:

میں نے دارین کی جنگ میں دیکھا کہ علاء اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر دریا سے عبور کر گیا۔

ایک اور روایت میں کہتا ہے:

علاء اور اس کے سپاہی دریا کو عبور کر گئے جب کہ کسی کے اونٹ کا پاؤں یا کسی چارپا حیوان کا سم تک تر نہیں ہوا تھا!!

یہ تھے صدر اسلام کے ایک راوی ابو ہریرہ کے بیانات جب کہ بلاذری تاکید کرتا ہے کہ ”کرازنگری“ نے انہماکی کر کے علاء اور اس کے سپاہیوں کو ایک کم عمق والی جگہ سے دریا عبور کرایا اور دارین کی طرف راہنمائی کی۔

یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ ابو ہریرہ اور دیگر لوگوں کے بیانات میں بھی عقیف کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا ہے۔

سیف کی روایتوں کا دوسروں سے موازنہ

ہم دیکھتے ہیں کہ سیف بن عمر کی نظر میں اس کے خاندان کے افراد کے مرتد ہو جانے اور اسلام سے منھ موڑ لینے کی، ان کے مفاخر اور میدان جنگ میں ان کی شجاعتوں اور دلاوریوں کو ثابت کرنے کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔

چوں کہ تمیم کے بعض قبائل کے ارتداد کا مسئلہ ناقابل انکار حد تک واضح تھا، اس لئے سیف اپنے تعصب کی بناء پر یہ کوشش کرتا ہے کہ اسی موضوع سے اپنے قبیلہ کے حق میں استفادہ کرے، اس

لئے اپنے خاندان کے افراد کے مرتد ہو جانے کا اعتراف کرتے ہوئے مسئلہ کو ایسے پیش کرتا ہے کہ اسی خاندان کے مسلمان اور ثابت قدم افراد تھے جو اپنے خاندان میں اسلام کے قوانین سے سرکشی کرنے والوں اور مرتد ہونے والوں کی خود تنبیہ اور گوش مالی کرتے تھے اور دوسرے قبائل اپنے معاملات میں دخل دینے اور ارتداد کے مسئلہ کو حل کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

سیف ”ہجر“ میں ”ہطم“ اور قبیلہ قیس کے ارتداد کے بارے میں بھی قبیلہ تمیم کے افتخارات میں ایک اور فخر کا اضافہ کرنے میں نہیں چوکتا، جیسا کہ ہم نے دیکھا وہ اپنے خیالی کردار ”عقیف“ کو مامور کرتا ہے کہ قبیلہ قیس کے سردار ”ہطم“ کی ٹانگ کو تلوار کی ایک ضرب سے کاٹ ڈالے، شاہزادہ ربیعہ کو قیدی بنالے، ”غزوہ“ کے بھائی ”منذر“ کا سرتن سے جدا کرے اور ”غزوہ“ کو آزاد کر کے قبائل رباب پر احسان کرے۔

اس نے ”عقیف“ کو ایک ایسا بے باک بہادر اور دلاور بنا کر پیش کیا کہ سپہ سالار نے اس پر مہربان ہو کر اسے انعام و اکرام سے نوازا۔

سیف، تاریخ کے حزانے سے چند افسانوی افراد کے لئے شجاعت پر مبنی بے بنیاد سخاوت کا اظہار کرتے وقت اپنے ہم معاہدہ قبیلہ ”رباب“ کو فراموش نہیں کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قبیلہ رباب کی شفاعت اور مداخلت سے غزوہ کو قتل نہیں کیا گیا اور اسے بخش دیا گیا کیونکہ غزوہ قبیلہ رباب کا بھانجا تھا، بہر صورت اپنے ہم معاہدہ کا احترام واجب ہے! توجہ فرمائیے کہ وہ عقیف کی زبانی درج ذیل اشعار میں کس طرح خاندان رباب کا نام لیتا ہے:

کیا تم لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہم تمیم کے سرداروں اور رباب کے بزرگوں نے کس طرح دشمن کے ہم پیانوں کو تہس نہس کیا ذلیل و خوار کر کے رکھ دیا۔

یعنی سیف نے اس مسئلہ کو ایسے پیش کیا ہے کہ قبیلہ رباب کو یہ حق تھا کہ وہ عقیف سے ”غزوہ“ کی آزادی کی امید رکھیں۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ علاء اور اس کے سپاہیوں کے لئے ”دھنا“ کے صحراء میں بیٹھے اور شفاف پانی کے چشمے جاری ہونے کا افسانہ ابو ہریرہ کی روایت کی وجہ سے دست بدست پھیلا ہے۔ سیف نے خاص موقع شناسی کے پیش نظر فرصت سے فائدہ اٹھا کر اس روایت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا ہے، روایت میں ابو ہریرہ کی خالی چھوڑی گئی جگہوں کو پر کر کے اور داستان میں دست اندازی کر کے اسے زیبا اور پرکشش بنا دیا ہے اور اسے ایک قطعی سند کے طور پر اپنی کتاب ”فتوح“ میں درج کیا ہے۔

لیکن ابو ہریرہ کی روایت میں اپنے دیرینہ دشمن علاء جیسے ایک قحطانی یمنی شخص کے لئے کرامت اور غیر معمولی کارنامے دیکھ کر تاریخ میں مداخلت اور ہیر پھیر کر کے ابو ہریرہ کے اس جھوٹے با افتخار میڈل کو بھی علاء کے سینہ سے نوج کر پھینک دیتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے سیف اپنے افسانہ کے ضمن میں فتوحات اور لشکر کشی میں علاء کی ”سعد و قاص مضرمی“ اسے حاسدانہ دیکھا دیکھی بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

علاء نے جو بھی خدمت انجام دی اور جو بھی کام انجام دیا سب ریا کاری اور ظاہر داری پر مبنی تھا اور وہ اس میں مخلص نہیں تھا۔ اگر اس میں کوئی کرامت پائی جاتی ہے تو وہ صرف مقام خلافت کے مطیع اور فرماں بردار ہونے کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب وہ خلیفہ عمرؓ کی دلی رضامندی اور اجازت کے بغیر ایران پر حملہ کرتا ہے تو بری طرح شکست کھاتا ہے اور اپنی سپاہ سمیت دشمن کے محاصرے میں پھنس جاتا ہے۔ اس حالت میں اس کی نالہ وزاری اور دعائیں اس کے لئے مؤثر ثابت نہیں ہوتیں اور اسے کسی قسم کی مدد نہیں دیتیں۔ یہاں ”دھنا“ کے معجزہ، اور خلیج کے پُر تلاطم دریا سے گزرنے کا نام و نشان تک نہیں ہے!

اس داستان کے ضمن میں وہ لکھتا ہے:

عمرؓ نے اپنی دوراندیشی کی بناء پر محاصرہ میں پھنسے اسلام کے سپاہیوں کو دشمن کے چنگل سے

بچالیا اور خود سر علا حضرت یمانی کی تنبیہ کی اور اسے اپنے منصب سے معزول کر دیا۔
اس کی تفصیل اسی کتاب کی پہلی جلد میں عاصم کے حصہ میں گزری ہے۔

اسناد کی تحقیق

اب ہم دیکھتے ہیں کہ سیف بن عمر نے عقیف کے افسانہ کو کس سے نقل کیا ہے اور اس کی روایات کے راوی کون ہیں؟

سیف نے ان تمام مطالب کو دو روایات میں اور ان دونوں روایات کو ایک راوی سے نقل کیا ہے اور یہ راوی ”صعب بن عطیہ بن بلال“ ہے۔

یہاں ہم نے اس راوی اور اس کے باپ ”عطیہ بن بلال“ کے سلسلے میں راویوں کے حالات پر مشتمل کتابوں کی طرف رجوع کر کے تحقیق و جستجو کی لیکن ان کا کوئی نام و نشان نہیں ملا۔ اس لئے ہم یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ اس افسانہ کو سیف بن عمر نے خود جعل کیا ہے اور اس کو اپنے ہی تخلیق کئے گئے راویوں سے نسبت دیدی ہے۔

عقیف کے افسانے کا نتیجہ

سیف نے عقیف نام کے ایک بے باک شاعر اور دلاور کو خلق کر کے اپنے لئے درج ذیل مقاصد اور مقائل حاصل کئے ہیں:

- ۱۔ قبیلہ تمیم کے لئے ارتداد کی جنگوں میں فخر و مباہات ثبت کئے ہیں۔
- ۲۔ معجزے تخلیق کر کے صحرائے ”دھنا“ کی تپتی ریت پر پانی کے چشمے جاری کرتا ہے، دریا کے پانی کی ماہیت کو بدل دیتا ہے اور اسلام کے سپاہیوں کے پاؤں کے نیچے دریا کے پانی کو مرطوب ریت کے مانند بنا دیتا ہے، ملائکہ کو ان جنگوؤں کی تائید کرنے پر مجبور کرتا ہے تاکہ یہ واقعہ اصحاب کی کرامتوں اور معجزوں کے طور پر ان کے مناقب کی کتابوں میں درج ہو جائے۔

۳۔ دعائیں، تقیریں، رجز خوانیاں اور خطوط جعل کرتا ہے تاکہ اسلامی ثقافت میں اپنی طرف سے اضافہ کرے۔

۴۔ خاندان قیس کے سردار ”حطم“ کو خاک و خون میں غلطاں کرتا ہے، شہر یار ربیعہ کو قیدی بنا دیتا ہے اور اس کے بھائی کا سر تن سے جدا کرتا ہے اور ان تمام افتخارات کے تمنغوں کو اپنے افسانوی سورما ”عقیف“ بن منذر تمیم کے سینے پر لگا دیتا ہے تاکہ خاندان ”بنی عمرو تمیمی“ کے افتخارات میں ایک فخر کا اضافہ کرے۔

۵۔ ایک ہی نسل کے باپ بیٹے ”عطیہ“ و ”صعب“ نام کے دو راویوں کی تخلیق کرتا ہے اور انھیں اپنے خیالی راویوں کی فہرست میں شامل کرتا ہے۔
یہ سب نتائج سیف کے بیانات سے حاصل ہوتے ہیں اور افسانہ نگاری میں تو وہ بے مثال ہے ہی۔

سیف کے افسانوں کی اشاعت کرنے والے:

۱۔ امام المورخین محمد بن جریر طبری نے ”تاریخ کبیر“ میں۔

۲۔ یاقوت حموی نے ”معجم البلدان“ میں

۳۔ حمیری نے ”روض المعطار“ میں

۴۔ ”ابن حجر“ نے ”الاصابہ“ میں۔

ان چار دانشوروں نے اپنے مطالب کو بلا واسطہ سیف کی کتاب سے نقل کیا ہے۔

۵۔ ”عبد المؤمن“ نے ”مراصد الاطلاع“ میں۔ اس نے حموی سے نقل کیا ہے۔

۶۔ ۸۔ ۹۔ ابوالفرج اصفہانی نے ”اغانی“ میں، ابن اثیر، ابن خلدون اور دوسرے

تاریخ نویسوں نے عقیف کے بارے میں مطالب کو طبری سے نقل کیا ہے۔

ساتواں جعلی صحابی

زیاد بن حنظلہ تمیمی

ابو عمر ابن عبد البر نے اپنی کتاب ”استیعاب“ میں زیاد بن حنظلہ تمیمی کا اس طرح ذکر کیا ہے:

”وہ (زیاد بن حنظلہ) رسول خدا ﷺ کا صحابی تھا، لیکن مجھے اس کی کسی روایت کا سراغ نہ ملا۔ رسول خدا ﷺ نے اسے ”قیس بن عاصم“ اور ”زبرقان بن بدر“ کے ہمراہ ما موریت دی تھی کہ مسلمانوں کو کذاب، طلحہ اور اسود کی بغاوت کو سرکوب کرے“

زید، رسول خدا کا گماشتہ اور کار گزار اور امام علی علیہ السلام کا پیروکار تھا۔ اس نے آپ کی تمام جنگوں میں شرکت کی ہے۔

ابن اثیر نے اپنی کتاب ”اسد الغابہ“ میں زیاد کے بارے میں ابن عبد البر کی عین عبارت کو درج کیا ہے اور آخر لکھتا ہے:

”ان مطالب کو کتاب ”استیعاب“ کے مؤلف ابو عمر نے ”زیاد بن حنظلہ“ کے حالات بیان کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔“

کتاب ”تجرید“ کے مؤلف ذہبی نے بھی زیاد کی زندگی کے حالات خلاصہ کے طور پر ابن اثیر کی کتاب ”اسد الغابہ“ سے نقل کئے ہیں۔

ابن حجر نے اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں بعض مطالب کو بلا واسطہ سیف کی کتاب سے اور ایک حصہ کو ”استیعاب“ سے لیا ہے۔ وہ زیاد کے بارے میں یوں لکھتا ہے:

”زیاد بن حنظلہ تمیمی جو بنی عدی کا ہم پیمان بھی ہے کے بارے میں کتاب ”استیعاب“ کے مؤلف نے یوں ذکر کیا ہے:....“

یہاں پر وہ ”استیعاب“ کے مطالب ذکر کرنے کے بعد خود اضافہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: ”.... اور سیف بن عمر اپنی کتاب ”فتوح“ میں زیاد کے بارے میں لکھتا ہے:... اس طرح وہ زیاد کی داستان کو بلا واسطہ سیف کی کتاب ”فتوح“ سے نقل کرتا ہے۔“

ابن عساکر نے اپنی کتاب ”تاریخ دمشق“ میں زیاد کے بارے میں یوں لکھا ہے:

وہ (زیاد) بنی عبد بن قصی کا ہم پیمان تھا اور رسول خدا ﷺ کے صحابیوں میں سے تھا۔ زیاد نے جنگ یرموک میں پیغمبر خدا ﷺ کے ہمراہ شرکت کی ہے۔ اور اسلامی سپاہ کے ایک فوجی دستہ کی کمانڈ اس کے ہاتھوں میں تھی۔ اس کے بیٹے حنظلہ بن زیاد اور عاصم بن تمام نے اس سے روایت کی ہے۔

ان مطالب کو بیان کرنے کے بعد ابن عساکر نے سیف بن عمر کی روایات سے سند و ماخذ کے ساتھ جو اس صحابی کی تخلیق کا تہا منبع و سرچشمہ ہے زیاد کی زندگی کے حالات بیان کئے ہیں۔

زیاد، رسول خدا ﷺ کے زمانہ میں

طبری ۱۵۷ھ کے حوادث کے ضمن میں سیف سے نقل کر کے لکھتا ہے:

رسول خدا ﷺ نے پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں اور مرتدوں کی سرکوبی کے لئے ایک گروہ کو روانہ کیا۔
اس کے بعد طبری ان اصحاب کا نام لیتا ہے جنہیں پیغمبر اسلام ﷺ نے اس کام کے لئے انتخاب کیا تھا اور اس سلسلے میں لکھتا ہے:

.... اور خاندان بنی عمرو کے زیاد بن حنظلہ کو قیس بن عاصم اور زبرقان بن بدر کے ہمراہ ما موریت دی ... کہ وہ لوگ ایک دوسرے کی مدد سے پیغمبری کا دعویٰ کرنے والوں، جیسے، مسلمہ، طلحہ، اسود کے خلاف اقدام کریں
کتاب ”استیعاب“ کے مؤلف ابن عبد البر اور دیگر مؤلفین۔ جن کا نام اوپر ذکر ہوا۔ نے بھی اسی خبر کو سیف سے استناد کرتے ہوئے زیاد کو پیغمبر خدا ﷺ کے گماشتہ کے طور پر شمار کیا ہے۔
ہم نے رسول خدا ﷺ کی سیرت پر لکھی گئی کتابوں، جیسے، ابن ہشام کی ”سیرت“، مقریری کی ”امتناع الاسماع“۔ ابن سیدہ کی ”عیون الاثر“، ابن حزم کی ”جوامع السیر“، بلاذری کی ”انساب الاشراف“ کی پہلی جلد جو خصوصی طور پر رسول خدا ﷺ کی سیرت پر مشتمل ہے اور ابن سعد کی ”طبقات“ کی پہلی اور دوسری جلد کی طرف رجوع کیا جن میں رسول خدا کی سیرت سے مربوط مطالب لکھے گئے ہیں، حتیٰ ان میں پیغمبر اسلام کے خچر، گھوڑے اور اونٹ تک کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ان کتابوں میں ان تالابوں کا نام تک ذکر کیا گیا ہے جن سے پیغمبر خدا نے کبھی پانی پیا تھا۔
پیغمبر اسلام ﷺ کی مساوکوں اور آپ کے جوتوں تک کا تمام جزئیات اور اوصاف کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ ﷺ کے احکام، فرمانوں اور جنگی کارروائیوں کا بھی مفصل ذکر کیا گیا ہے ہم نے ان سب کا

مطالعہ کیا، لیکن ہم نے ان کتابوں میں کسی ایک میں زیادہ بن حنظلہ تسمی کا نام نہیں پایا۔

حتیٰ ان کے علاوہ ان موضوعات سے مربوط دوسری کتابوں کا بھی مطالعہ کیا جنہوں نے سیف کی کوئی چیز نقل نہیں کی ہے ان میں بھی زیادہ بن حنظلہ تسمی نام کے صحابی کا کہیں نام و نشان نہیں پایا جسے رسول خدا ﷺ نے کوئی ما موریت دی ہو یا وہ آپ ﷺ کا کارگز ار رہا ہو۔

زیادہ ابوبکر کے زمانہ میں

طبری نے سیف سے نقل کرتے ہوئے اپنی تاریخ میں یوں ذکر کیا ہے:

قبائل ”قیس“ اور ”ذبیان“ اُن قبائل میں سے تھے جو مرتد ہو کر ”ابرق ربذہ“ کے مقام پر جمع ہو گئے تھے اور پیغمبری کا دعویٰ کرنے والے ”طلیحہ“ نے بھی قبیلہ ”ہوزان“ کے چند افراد کو اپنے بھائی ”حبال“ کی سرکردگی میں ان کی مدد کے لئے بھیجا۔

ابوبکر نے مدینہ پر ان کے متوقع حملہ کو روکنے کے لئے اقدامات کئے اور بعض افراد، من جملہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو شہر مدینہ کی گزرگاہوں کی حفاظت کے لئے مقرر کیا اور بعض افراد کو مرتدوں سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ مؤخر الذکر گروہ نے شکست کھا کر مدینہ تک پسپائی اختیار کی۔

ابوبکر نے جب یہ حالت دیکھی تو اس نے راتوں رات ایک سپاہ کو منظم کیا اور پو پھٹنے سے پہلے سپاہ اسلام نے مرتدوں پر حملہ کیا اور انہیں سنبھلنے کا موقع دینے سے پہلے تھس تھس کر کے رکھ دیا۔ اسلام کے سپاہیوں نے انہیں شکست دینے کے بعد ان کا پیچھا کیا۔

زیادہ بن حنظلہ نے اس مناسبت سے درج ذیل اشعار کہے ہیں:

اس دن ابو بکر نے ان پر ایسا حملہ کیا جیسے ایک وحشی درندہ اپنے شکار پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ انھوں نے حضرت علی علیہ السلام کو سواروں کی کمانڈ سونپی جن کے حملہ سے ”حبال“ قتل ہوا۔

ہم نے ان کے خلاف جنگ چھیڑی اور انہیں ایسے زمین پر ڈھیر کر دیا، جیسے جنگی سپاہی مال غنیمت پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

جب ابو بکر جنگجوؤں کو میدان کارزار میں لے آئے تو، مرتد مقابلہ کی تاب نہ لاسکے۔ ہم نے نزدیک ترین پہاڑی سے قبیلہ بنی عبس پر شیخون مارا اور ”ذبیانیوں“ کی کمر توڑ کر ان کے حملہ کو روک دیا

سیف نے مزید کہا کہ زیاد بن حظلہ نے ”ابرق ربذہ“ کی جنگ میں اپنے چند اشعار کے ضمن میں اس طرح کہا ہے:

ہم ”ابرق“ کی جنگ میں موجود تھے اور یہ ہی جنگ تھی جس میں ”ذبیانی“ آگ میں جھلس گئے۔

اور ہم نے ابو بکر صدیق کے ہمراہ جنھوں نے گفتگو کو ترک کیا تھا انھیں موت کا تحفہ دیا۔

یا قوت حموی نے سیف کے اس افسانہ پر اعتماد کرتے ہوئے ”ابرق ربذہ“ کی تشریح میں اپنی کتاب ”معجم البلدان“ میں لکھا ہے:

”ابرق ربذہ“ ایک جگہ کا نام ہے جہاں پر ابو بکر صدیق کے حامیوں اور مرتدوں کے ایک گروہ کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی ہے۔ جیسا کہ سیف کی کتاب میں آیا ہے وہاں پر قبائل ”ذبیان“ سکونت کرتے تھے اور ابو بکر نے ان کے مرتد ہونے کے بعد ان پر حملہ کیا اور انھیں بری طرح شکست دی اور ان کی سرزمینوں کو لشکر اسلام کے گھوڑوں کی چراگاہ بنا دیا یہ وہی جگہ ہے جس کے

بارے میں زیاد بن حظلہ نے اپنے اشعار میں اس طرح اشارہ کیا ہے:

ہم ”ابرق“ کی جنگ میں موجود تھے اور یہ وہی جنگ تھی جس میں ذبیانیوں... تا آخر شعر
حموی نے اس مطلب کو اپنی کتاب ”المشترک“ میں بھی خلاصہ کے طور پر ذکر کیا ہے اور کہتا
ہے:

”ابرق ربذہ“ کا نام ایک روایت میں آیا ہے اور زیاد بن حظلہ نے اس کے بارے میں
اپنے چند اشعار کے ضمن میں ذکر کیا ہے...

اس طرح زیاد کا نام ”ارتداد“ کی جنگوں میں سیف بن عمر کے ذریعہ تاریخ طبری میں آیا ہے
اور ابن کثیر نے ان ہی مطالب کو طبری سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

سیف کی روایت کا دوسروں سے موازنہ

لیکن دوسروں جیسے، بلاذری نے ارتداد کی جنگ کی خبر کو دوسری صورت میں بیان کیا ہے:
بلاذری یوں لکھتا ہے:

ابوبکر ”ذی القصة“ کی طرف روانہ ہوئے تاکہ وہاں سے ایک فوج منظم کر کے مرتدوں
سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کریں، اسی اثناء میں ”خارجہ بن حصن“ اور ”منظور بن سنان“
۔ جو دونوں قبیلہ فزارہ سے تعلق رکھتے تھے۔ نے مشرکوں کی ایک جماعت کی ہمت افزائی سے اسلام
کے سپاہیوں پر حملہ کر کے ایک سخت جنگ شروع کی۔ لیکن آخر کار اسلام کے سپاہیوں کے ہاتھوں
شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ طلحہ بن عبد اللہ نے ان کا پیچھا کیا اور ان میں سے ایک کو موت
کے گھاٹ اتار دیا لیکن باقی کفار بھاگ گئے میں کامیاب ہو گئے۔

اس کے بعد ابوبکر نے ”خالد بن ولید“ کو کمانڈر انچیف منصوب کیا اور ”ثابت بن قیس
شام“ کو انصار کی سرپرستی سونپی۔ انہیں حکم دیا کہ طلحہ اسدی کے ساتھ جنگ کریں، جس نے پیغمبری

کا دعویٰ کیا تھا اور قبیلہ فزارہ کے افراد اس کی مدد کے لئے اٹھے تھے۔

ذہبی نے بھی اس داستان کو تقریباً اسی مفہوم میں بیان کیا ہے۔ لیکن ذہبی اور بلاذری، دونوں کی کتابوں میں ”ابرق“ اور زیاد بن حنظلہ کا کہیں نام و نشان تک نہیں ملتا۔

اس کے علاوہ ہم نے ان کتابوں کا بھی مطالعہ کیا جن میں مرتدوں سے ابوبکر کی جنگ کی تفصیلات سیف کی روایتوں سے استفادہ کئے بغیر، درج ہوئی ہیں، لیکن ”ابرق ربذہ“، قبائل قیس و ذبیان کے ارتداد اور اسی طرح زیاد بن حنظلہ اور اس کی دلاوریوں کا کہیں نام تک نہیں پایا۔

بحث و تحقیق کا نتیجہ

”ابرق ربذہ“، نیز قبائل قیس و ذبیان جیسے مرتدوں سے ابوبکر کی جنگ اور زیاد بن حنظلہ اور اس کی دلاوریوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے مختلف کتابوں کے مطالعہ، بحث و تحقیق اور تلاش و کوشش کا جو نتیجہ ہمیں حاصل ہوا وہ حسب ذیل ہے:

ابن عبد البر کی کتاب ”استیعاب“ میں زیاد بن حنظلہ کو رسول خدا ﷺ کے اصحاب کی فہرست میں شمار کیا گیا ہے، اسے رسول خدا ﷺ کے کارندہ اور گماشتہ کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے اور آنحضرت کی طرف سے مرتدوں اور پیغمبری کا دعویٰ کرنے والوں سے نبرد آزما ہونے کی اس کی ماموریت کا بھی ذکر کیا گیا ہے، لیکن اس روایت کی سند کے بارے میں کوئی اشارہ نہیں کیا گیا ہے۔

چونکہ ”اسد الغابہ“ اور ”تجرید“ کے مؤلفوں نے روایت کے مصدر کی طرف اشارہ کئے بغیر اپنے مطالب کتاب ”استیعاب“ سے نقل کئے ہیں۔ اس لئے یہ امر محققین کے لئے اس گمان کا سبب بنا ہے کہ ممکن ہے یہ داستان سیف کے علاوہ اور کسی سے بھی نقل کی گئی ہو۔

اس امر کے پیش نظر کہ یاقوت حموی کی کتاب ”معجم البلدان“ میں لفظ ”ابرق ربذہ“ کی سند سیف کی کتاب ”فتوح“ سے نقل کی گئی ہے، اس لئے ایسا لگتا ہے کہ حموی کے زمانہ میں کتاب ”فتوح“

کاسیف بن عمرو سے منسوب ہونا خاص طور پر معروف و مشہور تھا۔ لیکن قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ سموی کے بعد صدیوں تک یہ کتاب شہرت کی حامل نہیں رہی ہے اور چونکہ ”ابرق ربذہ“ کی تشریح حموی کی تجم البلدان سے جغرافیہ کی دوسری کتابوں میں نقل ہوئی ہے اس لئے ممکن ہے محققین یہ باور کریں کہ اس قسم کی کوئی جگہ صدر اسلام میں موجود تھی!!! جبکہ ان تمام خبروں اور افسانوں کا مصدر صرف سیف ہے اور کوئی نہیں۔

سیف کے افسانوں کا نتیجہ

۱۔ سیف نے زیاد بن حنظلہ تمیمی کو پیغمبر ﷺ خدا کا صحابی دکھانے کے علاوہ اسے رسول خدا ﷺ کا گماشتہ اور کارندہ بھی بنا کر پیش کیا ہے۔

۲۔ ”ابرق ربذہ“ کے نام سے ایک جگہ تخلیق کی ہے تاکہ جغرافیہ کی کتابوں میں اس کا نام درج ہو جائے۔

۳۔ اس نے اپنے جملی صحابی کی زبان سے بہادر یوں اور دلاریوں کے قصیدے جاری کئے ہیں تاکہ ادبیات و لغت کی کتابوں کی زینت بنیں اور ادبی آثار کے خزائن میں اضافہ ہو۔

۴۔ خیالی جنگیں اور فرضی فوجی کمپ تخلیق کئے ہیں تاکہ اسلام کی تاریخ کے صفحات میں جگہ پائیں، اس طرح وہ اسلامی معاشرہ کو اپنے آپ میں مشغول رکھے۔

شام کی فتوحات میں زیاد بن حنظلہ کے اشعار

طبری نے ۱۳ھ کی روئداد اور جنگ یرموک کے واقعات کے ضمن میں اور ابن عساکر نے زیاد بن حنظلہ کی زندگی کے حالات کی تشریح میں سیف بن عمرو سے نقل کرتے ہوئے اپنی کتابوں میں اس طرح درج کیا ہے:

اسلامی فوج کے سپہ سالار ”خالد بن ولید“ نے زیاد بن حنظلہ کو سواروں

کے ایک دستے کی ٹانڈ سوہی۔

اسی طرح طبری نے ۱۵ھ کے حوادث اور ہراکلیوس کی در بدری اور مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے فوج جمع کرنے کے سلسلے میں اس کی ناکامی نیز ابن عساکر و ابن حجر مینوں نے زیاد بن حنظلہ کے حالات کے سلسلے میں اپنی کتابوں میں سیف سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے:

جس وقت ”ہراکلیوس“ کے شہر ”رہا“ سے بھاگ رہا تھا اس نے شہر ”رہا“ کے باشندوں سے مدد و طلب کی لیکن انہوں نے اسے مدد دینے سے پہلو نہ کی جس کے نتیجہ میں وہ پریشان حالت میں اس شہر سے بھاگ گیا۔

اس واقعہ کے بعد سب سے پہلے جس مسلمان دلاور نے ”رہا“ میں قدم رکھا اور علاقہ کے کتوں کو بھونکنے پر مجبور کیا اور پالتو مرغ خوفزدہ ہو کر اس سے دور بھاگے وہ رسول خدا ﷺ کا صحابی اور قبیلہ ”عبد بن قصی“ کا ہم بیان، زیاد بن حنظلہ تھا۔

ابن عساکر نے اس داستان کے ضمن میں سیف سے نقل کرتے ہوئے اضافہ کیا ہے کہ زیاد بن حنظلہ نے اس حادثہ کے بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

اگر چاہو تو ”ہراکلیوس“ سے۔ جہاں بھی ہو۔ جا کر پوچھو اہم نے اس سے ایسی جنگ کی کہ قبیلوں کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔

ہم نے اس کے خلاف ایک جبار لشکر بھیجا جو سردی میں نیزہ بازی کرتے تھے۔

ہم اس جنگ میں ہر حملہ و هجوم میں دشمن کی فوج کو نابود کرنے میں شیر نر جیسے تھے اور رومی لومڑی کے مانند تھے۔

ہم نے جہاں جہاں انھیں پایاد ہیں پر موت کے گھاٹ اتار دیا اور دشمنوں کو پا

بدر بنحیر کر کے اپنے ساتھ لے آئے۔

مندرجہ ذیل اشعار کو بھی سیف بن عمر نے زیاد بن حنظلہ سے نسبت دی ہے:
ہم شہر حمص میں اترے جو ہمارے پیروں تلے ذلیل و خوار ہو گیا تھا اور ہم نے
اپنے نیزوں اور تلواروں کے کرتب دکھائے۔

جب رومی ہمیں دیکھ کر خوف و وحشت میں پڑے تو ان کے شہر کے برج اور
پشتے بھی ہماری ہیبت و قدرت سے زمین بوس ہو کر مسمار ہو گئے۔

وہ سب ذلیل و خوار حالت میں ہمارے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے تھے۔

سیف بن عمر نے کہا ہے کہ مندرجہ ذیل اشعار زیاد بن حنظلہ نے کہے ہیں:

ہم نے حمص میں قیصر کے بیٹے کو اپنے حال پر چھوڑ دیا، جب کہ اس کے منہ
سے خون بہہ رہا تھا۔

ہم اس گھمسان کی جنگ میں سر بلند تھے اور اسے ایسی حالت میں چھوڑ دیا
تاکہ وہ خاک و خون میں تڑپتا رہے۔

اس کے سپاہی ہماری طاقت کے مقابلے میں اس قدر ذلیل و خوار ہوئے کہ
ایک زلزلہ زدہ دیوار کی مانند زمین پر ڈھیر ہو گئے۔

ہم نے شہر حمص کو اس وقت ترک کیا جب اسے ہم باشندوں سے خالی کر چکے
تھے۔

سیف بن عمر کہتا ہے کہ زیاد بن حنظلہ نے ”قنسرین“ کی فتح کے سلسلے میں یہ اشعار کہے

ہیں:

اسی شب جب ”میناس“ نے اپنے کمانڈروں کی شدید ملامت کی ہم
”قنسرین“ پر فتح پا کر وہاں کے فرمان روا ہو چکے تھے۔

جس وقت ہمارے نیزوں اور تیروں کی بارش ہو رہی تھی خاندان ”تنوخ“
ہلاکت سے دوچار تھے۔

ہماری جنگ تب تک جاری رہی جب تک وہ جزیہ دینے پر مجبور نہ ہوئے۔ یہ
ہمارے لئے تعجب خیز بات تھی جب انھوں نے اپنے برج اور پشتوں کو خود
مسمار کیا!!

یہ اشعار بھی کہے ہیں:

جس دن ”میناس“ اپنی سپاہ لے کر ہمارے مقابلے میں آیا، ہمارے محکم
نیزوں نے اسے روک لیا۔

اس کے سپاہی بیابان میں تتر بتر ہو گئے، ہمارے دلاوروں اور نیزہ بازوں
سے نبرد آزما کی۔

جس وقت ہمارے جنگجوؤں نے ”میناس“ کو گھیر لیا۔ اس وقت اس کے سوار
ست پڑ چکے تھے۔

سراجم ہم نے ”میناس“ کو اس وقت چھوڑا جب وہ خون میں تڑپ رہا تھا
اور ہوا کے جھونکے اس کے اور اس کے دوستوں کے چہرے پر صحرا کی ریت
ڈال رہے تھے۔

”اجنادین“ کی جنگ کے بارے میں زیادہ کے اشعار حسب ذیل ہیں:

ہم نے رومیوں کے کمانڈر ”ارطبون“ کو شکست دے دی اور وہ پسپا ہو کر مسجد
اقصیٰ تک بھاگ گیا۔

جس رات کو اجنادین کی جنگ کے شعلے ٹھنڈے پڑے۔ زمین پر پڑی
لاشوں پر گندھ پیٹھے ہوئے تھے۔

ہوا کے جھونکوں سے اٹھے ہوئے گرد و غبار کے درمیان جب ہم اپنے نیزے
ان کی طرف چیتکتے تھے تو ان کے کراہنے کی آوازیں ہمارے کانوں تک
پہنچی تھیں۔

اس جنگ کے بعد ہم نے رومیوں کو شام سے بھگا دیا اور دور ترین علاقہ تک
ان کا تعاقب کیا۔

رومیوں کے فوجی بھاگ کھڑے ہوئے جب کہ خوف و وحشت سے ان کے
دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔

سمرانجام و دمیدان کا رزار میں لاشوں کے انبار چھوڑ کر افسوس ناک حالت
میں بھاگ گئے۔

اس نے یہ اشعار بھی کہے ہیں۔

رومیوں پر ہمارے سواروں کے حملہ نے ہمارے دلوں کو آرام و قرار بخشا اور
ہمارے درد کی دوا کی۔

ہمارے سواروں نے ان کے سرداروں کو اپنی بے رحم تلواروں کی ضرب سے
موت کے گھاٹ اتار دیا اور روم تک ان کا پیچھا کر کے انہیں قتل
کرتے رہے۔

ان کے ایک گروہ کا محاصرہ کیا گیا اور میں نے بڑی بے باکی سے ان کی ہر
محترم خاتون کے ساتھ ہمہ ستری کی!!

زیاد بن حنظلہ نے مزید کہا ہے:

مجھے یاد آیا جب روم کی جنگ طولانی ہوئی اسی سال جب ہم ان سے نبرد آزما
ہوئے تھے۔

اس وقت ہم سرزمین حجاز میں تھے اور ہم روم سے راہ کی پستیوں اور بلندیوں کے ساتھ ایک مہینہ کے فاصلے پر تھے۔

اس وقت ”ارطون“ رومیوں کی حمایت کر رہا تھا اور اس کے مقابل ایک ایسا پہلوان تھا جو اس کا ہم پلہ تھا۔

جب عمر فاروق کو محسوس ہوا کہ شام کو فتح کرنے کا وقت آپہنچا ہے تو وہ ایک خدائی لشکر لے کر روم کی طرف روانہ ہوئے۔

جب رومیوں نے خطرہ کا احساس کیا اور ان کی ہیبت سے خوفزدہ ہوئے، تو ان کے حضور پہنچ کر کہا: ہم آپ سے ملحق ہونا چاہتے تھے۔

یہی وقت تھا جب شام نے اپنے تمام خزانوں اور نعمتوں کی انھیں پیش کش کی۔

فاروق نے دنیا کے مشرق و مغرب کے گزرے ہوئے لوگوں کی وراثت ہمیں عطا کی۔

کتنے ایسے لوگ تھے جن میں اس ثروت کو اٹھانے کی طاقت موجود نہ تھی اور وہ دوسروں سے اسے اٹھانے میں مدد لیتے تھے۔

مزید اس طرح کے اشعار کہے ہیں:

جب خطوط خلیفہ عمر کو پہنچے، وہ خلیفہ جو کچھار کے شیر کی مانند قبیلہ کے اونٹوں کی حفاظت کرتا ہے۔

اس وقت شام کے باشندوں میں سختی تھی۔ ہر طرف سے پہلوان تلاش کئے جا رہے تھے۔

یہ وہی وقت تھا جب عمر نے لوگوں کی دعوت قبول کی اور سپاہیوں کی

ایک بڑی تعداد لے کر ان کی طرف روانہ ہوئے۔

شام نے اپنی وسعت کے ساتھ، خلیفہ کی توقع سے زیادہ، استقبال کر کے اپنی خوبیاں خلیفہ کے حضور تحفے کے طور پر پیش کیں۔

خلیفہ نے روم کے قیمتی اور بہترین جزیہ کو اسلام کے سپاہیوں میں عادلانہ طور پر تقسیم کیا۔

زیاد بن حظلہ کے بارے میں ابن عساکر کے وہ بیانات جو اس نے پورے کے پورے سیف سے نقل کئے ہیں، یہیں پر ختم ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی فتح بیت المقدس کے بارے میں موخر الذکر دو معرکوں کو بھی طبری نے سیف سے زیاد بن حظلہ کی زبانی نقل کیا ہے۔

حموی کی کتاب ”معجم البلدان“ میں لفظ ”اجنادین“ کی تشریح میں آیا ہے:

اس سلسلے میں زیاد بن حظلہ نے اپنے اشعار میں یوں کہا ہے:

ہم نے رومیوں کے کمانڈر ”ارطبون“..... تا آخر

نیز اس نے لفظ ”داروم“ کے بارے میں لکھا ہے:

مسلمانوں نے ۳۱ھ میں اس جگہ پر حملہ کیا اور اسے اپنے قبضے میں لے لیا۔

زیاد بن حظلہ نے ایک شعر میں درج ذیل مطلع کے تحت اس کے بارے میں یوں ذکر

کیا ہے:

ہمارے سپاہیوں نے سرزمین روم پر جو حملہ کیا، اس سے میرے دل کا غم دور

ہوا اور میرے درد کا علاج ہو گیا۔

جیسا کہ ملاحظہ ہوا، یہ شعر سن جملہ ان چھ قصائد میں سے ہے جن کو ابن عساکر نے سیف

سے روایت کر کے زیاد کے حالات میں بیان کیا ہے اور ہم نے بھی اسے نقل کیا ہے۔ یہ سب سیف

بن عمر تہمی کی روایتیں ہیں۔ ان عجیب و غریب افسانوں میں سے ہر ایک کو دوسروں کی روایتوں کے تمام اہم اور معتبر تاریخی مصادر سے مقابلہ اور موازنہ کر کے یہاں ذکر کرنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ ان سے ہر ایک کے بارے میں مفصل اور الگ بحث کی ضرورت ہے۔ اور یہ اس کتاب کی گنجائش میں نہیں ہے بلکہ اگر ہم ایسا کریں تو یہ کام ہمیں اپنے مقصد سے دور کر دے گا۔ لیکن ہم صرف یہ بات بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ ان لشکر کشیوں کے بارے میں سیف کی روایتیں زمان و مکان اور رونداد کی کیفیت، حوادث میں کلیدی رول ادا کرنے والوں اور ذکر شدہ سپہ سالاروں کے لحاظ سے دوسروں، جیسے، بلاذری کے بیان کردہ تاریخی حقائق سے بالکل مغایرت و اختلاف رکھتی ہیں، کیونکہ تمام مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ قبیلہ تمیم۔ جو عراق میں رہتا تھا۔ نے مشرکین یا دوسروں سے جنگ کرنے کے سلسلے میں اپنی سرزمین سے آگے شمال اور روم کی سرزمین کی طرف کبھی قدم نہیں بڑھایا ہے۔ یہ ایک مسلم حقیقت اور مسئلہ کا ایک رخ ہے۔ مسئلہ کا دوسرا رخ یہ ہے کہ تاریخ کے متون میں سے کسی بھی متن میں مسلمانوں کی جنگوں میں سے کسی جنگ میں سیف کے افسانوی سورا یا زیاد بن حظلہ یا سیف کے دوسرے افسانوی دلاوروں کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا اور ان کی زبردست دلاوریوں خود ستائیوں اور خاندان تمیم کے دیگر افتخارات کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔

اس مختصر موازنہ اور مقابلہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سیف بن عمر تہمی تنہا مولف ہے جو زیاد نام کے ایک صحابی کی تخلیق کر کے اسے مسلمانوں کی جنگوں میں شرکت کرتے ہوئے دکھاتا ہے اور اس کی زبردست شجاعتیں بیان کرتا ہے۔

سیف کی روایات کا ماحصل

۱۔ سیف قبیلہ تمیم سے ”زیاد بن حظلہ“ نامی ایک مرد کی تخلیق کر کے اسے رسول خدا ﷺ کا صحابی قرار دیتا ہے

۲۔ زیاد کو ایسا بہادر بنا کر پیش کرتا ہے جو رومیوں کے ساتھ جنگ میں پیش قدم تھا اور وہ پہلا دلاور تھا جس نے سرزمین ”ربا“ پر قدم رکھا۔

۳۔ زیاد کی زبانی شجاعتوں پر مشتمل حماسی قصیدے کہہ کر اپنے قبیلہ یعنی تمیم کے لئے فخر و مہابات کسب کرتا ہے اور ان قصیدوں کے دوران دعویٰ کرتا ہے کہ یہ صرف تمیمی ہیں جو ”ہرکول“ اور ”ہراکلیوس“ جیسوں سے مقابلہ کرتے ہیں اور انہیں ذلیل و خوار کر کے رکھتے ہیں، ان کی سرزمینوں پر قبضہ جہاتے ہیں۔ وہ ”حمص“ کو اپنا اکھاڑ بنا دیتے ہیں اور روم کے پادشاہ کے بیٹے کو قتل کرتے ہیں۔ یہ تمیمی ہیں جو ”قنسرین“ پر حکمرانی کرتے ہیں ”میناس“ کو موت کے گھاٹ اتارتے ہیں اور ”اجنادین“ میں بیت المقدس کے حاکم ”ارطوبون“ کو قتل کر کے رومیوں کی تمام خوبصورت عورتوں کو اپنی بیویاں بنا لیتے ہیں!

۴۔ اور آخر کار سیف ان قصیدوں کو اپنے دعووں کے شاہد کے طور پر ادبیات عرب کے خزانوں میں جمع کرا دیتا ہے۔

زیاد بن حنظلہ، حاکم کوفہ

طبری ۲۱ھ کے حوادث کے ضمن میں سیف سے یہ روایت نقل کرتا ہے:

عمر نے جب دیکھا کہ ایران کا بادشاہ ”یزدگرد“ ہر سال ایک فوج منظم کر کے مسلمانوں پر حملہ کرتا ہے، تو انھوں نے حکم دیا کہ مسلمان ہر طرف سے ایران کی سرزمین پر حملہ کر کے ایران کی حکومت اور بادشاہ کا تختہ الٹ دیں۔
عمر کا یہ فرمان اس وقت جاری ہوا، جب اسلام کے ابتدائی مہاجرین میں شمار ہونے والا اور بنی عبد قصى سے دوستی کا معاہدہ منعقد کرنے والا زیاد بن حنظلہ عمر کی طرف سے کوفہ کا حاکم تھا۔ کوفہ پر زیاد کی حکومت مختصر مدت کے لئے تھی

کیونکہ عمر کی طرف سے ایران پر حملہ کرنے کے لئے لام بندی کا حکم جاری ہونے کے بعد اس نے اصرار کیا کہ اس کا استعفیٰ منظور کیا جائے۔ سمرانجام خلیفہ زیاد بن حظلہ کے بے حد اصرار اور خواہش کی وجہ سے اس کا استعفیٰ منظور کرنے پر مجبور ہوتا ہے!

اس کے علاوہ ”سعد وقاص“ کی کوفہ پر حکومت کے دوران بھی وہاں کی قضاوت اور قاضی کا منصب زیاد بن حظلہ کو سونپا گیا تھا۔

یہی طبری سیف سے روایت کرتا ہے کہ خلیفہ عمر نے ۲۲ھ میں ”جزیرہ“ کی حکومت زیاد بن حظلہ کو سونپی۔

یہ سب سیف بن عمر کا قول ہے اور اسے طبری نے سیف کا نام لے کر اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

ابو نعیم، ابن اثیر اور ابن کثیر، تینوں دانشوروں نے زیاد بن حظلہ کے حالات، جیسے، اس کی حکمرانی اور قاضی مقرر ہونا اور کوفہ اور جزیرہ کی حکمرانی سب کو طبری سے نقل کر کے ایک تاریخی حقیقت کے عنوان سے اپنی تاریخ کی کتابوں میں درج کیا ہے۔

سیف نے زید کی کوفہ پر حکومت کی بات کو ”مختصر مدت“ کی قید کے ساتھ ذکر کیا ہے اور خلیفہ عمر سے اس عہدے سے استعفیٰ دینے کا اصرار بیان کرتا ہے تاکہ اپنے لئے فرار کی گنجائش باقی رکھے اور اگر کوئی اس سے سوال کرے کہ کوفہ کے حکمرانوں کی فہرست میں زیاد کا نام کیوں نہیں پایا جاتا؟ تو وہ فوراً جواب میں کہے: کہ اس کی حکومت کا زمانہ اس قدر مختصر تھا کہ حکمرانوں کی فہرست میں اس کے ثبت ہونے کی اہمیت نہیں تھی۔

سیف اپنے خاندانی تعصبات کی بناء پر زیاد کی کوفہ پر اسی قدر حکمرانی پر راضی اور مطمئن ہے کیونکہ اسی قدر کوفہ پر اس کا حکومت کرنا خاندان تمیم کے فخر و مباہات میں اضافہ کا سبب بنتا ہے!!

خاندانی تعصبات کی بناء پر افسانہ کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ: اس کا ”زیاد بن حنظلہ“ ایک ایسا صحابی ہو جو مہاجر، دلاور و بے باک شہسوار، دربار خلافت کا منظور نظر پاک دامن حکمران و فرمان روا عادل پارسا منصف و قاضی اور ایک حماسی سخنور شاعر کہ میدان کارزار میں اس کے نیزے کی نوک سے خون ٹپکتا ہو اور اس کی تلوار کی دھار موت کا پیغام دیتی ہو اور حماسی اشعار کہتے وقت اس کی زبان شعلہ بار ہو۔

زیاد بن حنظلہ، امام علی علیہ السلام کی خدمت میں

طبری ۳۶ھ کے حوادث کے ضمن میں روایت کرتا ہے:

مدینہ کے باشندے یہ جاننا چاہتے تھے کہ حضرت علیؑ معاویہ اور اس کے پیرو مسلمانوں سے جنگ کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہیں؟ کیا وہ جنگ کا اقدام کریں گے؟ یا اس قسم کا اقدام کرنے کی جرأت نہیں رکھتے؟ اس کام کے لئے زیاد بن حنظلہ۔ جو حضرت علیؑ کے خواص میں شمار ہوتا تھا۔ کو آمادہ کیا گیا کہ حضرت علیؑ کے پاس جائے اور ان کا نظریہ معلوم کر کے خبر لائے۔

زیاد امام علیؑ کی خدمت میں پہنچا اور کچھ دیر امام کی خدمت میں بیٹھا۔ امام نے فرمایا:

زیاد! آمادہ ہو جاؤ۔

زیاد نے پوچھا:

کس کام کے لئے؟

امام علیؑ نے فرمایا: شام کی جنگ کے لئے!

زیاد نے امام علیؑ کے حکم کے جواب میں کہا: صلح و مہربانی جنگ سے بہتر ہے۔ اور یہ شعر

کہا:

جو مشکل ترین کاموں میں ساز باز نہ کرے، اسے دانتوں سے کاٹا جائے گا اور

پاؤں سے پائمال کیا جائے گا!!

امام علیؓ نے۔۔ جیسے وہ بظاہر زیاد سے مخاطب نہ تھے۔ فرمایا:

اگر تم ہوشیار دل، تیز تلووار اور عالی دماغ کے مالک ہو تو مصیبتیں تم سے دور ہو جائیں گی۔

زیاد امام علیؓ کے پاس سے اٹھ کر باہر آیا۔ منتظر لوگوں نے اسے اپنے گھیرے میں لے لیا

اور سوال کیا:

کیا خبر ہے؟

زیاد نے جواب میں کہا: لوگ! تلووار!

مدینہ کے لوگ زیاد کا جواب سن کر سمجھ گئے کہ امام کا مقصد کیا ہے اور کیا پیش آنے والا ہے:

طبری اس افسانہ کے ضمن میں سیف سے نقل کر کے لکھتا ہے:

لوگوں نے شام کی جنگ میں اپنے امام علی بن ابیطالب علیہ السلام کا ساتھ دینے سے پہلو

تہی کرتے ہوئے ان کی حمایت نہیں کی جب زیاد بن حنظلہ نے یہ حالت دیکھی تو امام کے پاس جا کر

بولا:

اگر کوئی آپ کی حمایت نہ کرے اور آپ کا ساتھ نہ دے اور مدد نہ کرے تو ہم ہیں، ہم آپ

کی مدد کریں گے اور آپ کے دشمنوں سے لڑیں گے۔

طبری نے یہ مطالب سیف سے لئے ہیں اور ابن اثیر نے بھی انھیں طبری سے نقل کیا ہے۔

کتاب ”استیعاب“ کے مؤلف ابن عبد البر اور دوسرے مؤلفین نے طبری کی پیروی کرتے

ہوئے سیف کی اسی روایت پر اعتماد کر کے زیاد بن حنظلہ کو امام علی علیہ السلام کے خواص میں شمار کر دیا

ہے، اور شائد سیف کی زیاد سے یہ بات نقل کرنے کے پیش نظر کہ ”ہم آپ کی یاری اور مدد کے لئے

آمادہ ہیں اور آپ کے دشمن سے لڑیں گے)۔ لکھا گیا ہے کہ: زیاد نے امام کی تمام جنگوں میں شرکت

کی ہے۔

ابن اثم نے بھی اپنی تاریخ میں سیف کی اسی روایت کا ایک حصہ درج کیا ہے۔
لیکن ہم نے ان جھوٹ کے پلندوں کو سیف کی روایتوں کے علاوہ تاریخ کے کسی اور مصدر
میں نہیں پایا جن میں سیف سے مطالب نقل نہیں کیا گیا ہے اور جمل، صفین اور نہروان کی جنگوں میں
زیادہ کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا، حتیٰ امام علی کے اصحاب و شیعوں کے حالات پر مشتمل کتابوں میں
”امامانی“ کے علاوہ کہیں اس افسانوی شخص کا نام نہیں ہے ”امامانی“ نے بھی ”اسد الغابہ“ اور
”استیعاب“ کی تحریروں کے پیش نظر جہاں پر یہ لکھا گیا ہے کہ ”زیادہ امام علی کا خاص صحابی تھا“ کہ وہی
احتیاط کے ساتھ اپنی کتاب میں لکھا ہے:

”میرا خیال ہے کہ یہ شخص ایک اچھا شیعہ تھا“

ہم یہ نہ سمجھ سکے کہ سیف نے زیادہ کو امام کے خواص کے طور پر کیوں ذکر کیا ہے اور اعتقاد
جیسے بے مثال پہلوان کو امام کی خدمت میں مشغول دکھایا ہے؟ چونکہ ہم سیف کو جھوٹ اور افسانے
گھڑنے کے سلسلہ میں ناپختہ اور ناتجربہ کار نہیں سمجھتے، اس لئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا سیف کو زیادہ
کا افسانہ تخلیق کرنے اور اسے امام علی سے ربط دینے میں یہ مقصد کارفرما نہیں تھا کہ شیعوں کو بھی اپنی
طرف جذب کرے تاکہ اس کے افسانے ان میں بھی اسی طرح رائج ہو جائیں جیسے اس نے خاص
افسانے تخلیق کر کے مکاتیب خاصہ کے بیروں کو آباد کیا کہ اس کے جھوٹ کو باور کر کے اپنی کتابوں میں
درج کریں؟ یا اس کا کوئی اور بھی مقصد تھا جس سے ہم بے خبر ہیں!

سیف زیادہ کو اس حد تک امام کے خواص میں شمار کرتا ہے کہ نہ صرف عام لوگ بلکہ آپ کے
خاص اصحاب جیسے عمار یاسر، مالک اشتر اور ابن عباس وغیرہ بھی اس کے محتاج نظر آتے ہیں اور اسے
معاویہ سے جنگ کے بارے میں امام کی طاقت اور مقصد سے متعلق اطلاع حاصل کرنے کے لئے
بھیجتے ہیں۔ ایسے جھوٹ کے پل باندھنا صرف سیف کے ہاں پایا جاسکتا ہے!!

زیاد بن حنظلہ اور نقل روایت

ابتداء میں ہم نے مشاہدہ کیا کہ ”ابن عبد البر“ جیسا عالم اپنی کتاب ”استیعاب“ میں لکھتا ہے:

”لیکن میں نے زیاد بن حنظلہ سے کوئی روایت نہیں دیکھی۔“

ابن اثیر نے بھی ابن عبد البر کے انہی مطالب کو اپنی کتاب ”اسد الغابہ“ میں درج کیا ہے۔ لیکن ابن عساکر لکھتا ہے:

اس کے بیٹے ”حنظلہ بن زیاد“ اور ”عاص بن تمام“ نے بھی اس سے روایت کی ہے۔

ابن حجر نے بھی اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں ان ہی مطالب کو لکھا ہے۔

ہم نے نہ ”عاص بن تمام“ سے زیاد کے بارے میں کوئی روایت پائی اور نہ خود ”عاص“ کو رجال و روایات کے حالات میں لکھی گئی کتابوں میں سے کسی ایک میں پایا۔

لیکن زیاد کے بیٹے حنظلہ کا اگرچہ مصداق اور رجال کی کتابوں میں کہیں نام نہیں ملتا پھر بھی ہم نے اس سے مربوط سیف کی جعل کردہ دو روایتیں پائیں جو سند اور متن کے جملوں کی ترتیب کی رو سے سیف کی تحریر کی شہادت دیتی ہیں۔

ابن عساکر نے ”زیاد بن حنظلہ“ کی روایت کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے پہلی روایت بیان کی ہے تاکہ اس سے اپنی بات کی دلیل کے طور پر پیش کرے۔ ابن عساکر نے سیف سے نقل کرتے ہوئے یہ روایت اس طرح بیان کی ہے:

سیف بن عمر نے عبد اللہ سے اس نے حنظلہ بن زیاد سے اور اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جب ابو بکر بیمار تھے تو خالد بن ولید نے عراق سے شام کی طرف فوج کشی کی... تا آخر دوسری روایت کو طبری فتح ”بلہ“ کی داستان کے بعد اور ۱۲ھ کے حوادث کے ضمن میں

سیف بن عمر سے نقل کر کے یوں بیان کیا ہے۔

سیف بن عمر نے محمد نویرہ سے اس نے حظلہ بن زیاد سے اور اس نے اپنے باپ زیاد بن حظلہ سے روایت کی ہے کہ خالد بن ولید نے وہاں کی فتح کی نوید ایک ہاتھی اور مال غنیمت کے پانچویں حصے کے ساتھ خلیفہ کی خدمت میں مدینہ بھیجی۔

شہر مدینہ کی گلی کو چوں میں ہاتھی کی نمائش کی گئی۔ کم علم عورتیں ہاتھی کو دیکھ کر ایک دوسرے سے کہتی تھیں: کیا خدا نے ایسی عجیب و غریب مخلوق کو پیدا کیا ہے؟! وہ تصور کرتی تھیں کہ یہ موجود انسان کی مخلوق ہے۔ اس کے بعد ابو بکر کے حکم سے ہاتھی کو واپس بھیج دیا گیا۔

اس روایت کے بعد طبری کہتا ہے:

فتح ”ابلہ“ کی یہ داستان ان مطالب کے برخلاف ہے جو تاریخ نویسوں اور علماء نے اس سلسلے میں بیان کی ہیں یا صحیح روایتوں میں ذکر ہوئی ہیں۔ سیف کے ان مطالب کا حقیقی واقعہ اور فتح ”ابلہ“ کی اصل داستان سے مغایرت اور ناموافق ہونے کے سلسلے میں طبری کے واضح اعتراف کے علاوہ ہاتھی کے افسانہ نے سیف کے جھوٹ کو اور بھی نزکا کر کے رکھ دیا ہے۔ کیوں کہ ہاتھی کا موضوع اور مکہ و خانہ خدا پر ابرہہ کے حملہ میں ہاتھی کی یاد ا بھی لوگوں کی ذہنوں میں موجود تھی اس لئے یہ ایسا امر نہیں تھا کہ مدینہ کی عورتیں ہاتھی کو دیکھ کر تعجب اور حیرت میں پڑتیں اور وہ اس عظیم الجثہ حیوان کو دیکھ کر چہ میگوئیاں کرتیں! اور اسے بشر کی تخلیق جانتیں۔ ہاتھی کا موضوع اور مکہ پر قبل از اسلام ہاتھیوں کے ساتھ ابرہہ کا حملہ ایک تاریخی واقعہ تھا اور لوگ حوادث و واقعات کو اسی واقعہ کے حوالہ سے یاد کرتے تھے اور انھیں اسی واقعہ کے قبل یا بعد یعنی عام الفیل سے حساب کرتے تھے۔ اس کے علاوہ مدینہ کی عورتوں نے بارہا قرآن مجید میں سورہ فیل کو پڑھایا تھا یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اس قسم کے حیوان سے نا آشنا ہوں۔ اس کے باوجود سیف نے ایسا افسانہ گڑھ کے لوگوں کا مذاق اڑایا ہے!

سیف سے کسی نے یہ نہیں پوچھا ہے اور خود اس نے بھی یہ نہیں بتایا ہے کہ مدینہ سے واپس

کئے جانے کے بعد ہاتھی پر کیا گزری اور اقتدر نے اسے کہاں پہنچایا؟ لیکن قوی احتمال یہ ہے کہ سیف نے اس ہاتھی کے تعجب انگیز افسانہ کو گڑھ کے اور اسے خالد بن ولید مصری کی طرف سے جنگی غنائم کے طور پر مصری خلیفہ کی خدمت میں بھیج کر اپنے خاندانی تعصبات کے مد نظر افتخارات حاصل کرنے کا فریضہ انجام دیا ہے اور ہاتھی کے بارے میں اس کے بعد کوئی فکر کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی ہے۔ اس لئے بیچارے ہاتھی کو خدا کی امان پر چھوڑ دیا ہے تاکہ جہاں چاہے چلا جائے۔

ہم نے سیف کے اس قسم کے افسانے گڑھنے کے محرک کی طرف گزشتہ بحثوں میں مکرر اشارہ کیا ہے اور یہاں اس کی تکرار کو ضروری نہیں سمجھتے۔

اس طرح جو کچھ بیان ہوا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سیف نے اپنے افسانوی صحابی کے لئے دو روایتیں جعل کی ہیں اور اس کے لئے حظلہ نام کا ایک بیٹا بھی تخلیق کیا ہے تاکہ اس کی یہ روایتیں اس کی زبانی دہرائی جائیں۔

افسانہ کا ماحصل

۱۔ زیاد بن حظلہ سے اس کے بیٹے حظلہ کی زبانی دو روایتیں بیان کرائی ہیں تاکہ حدیث کی کتابوں کی زینت بنیں۔

۲۔ افسانوی زیاد کے لئے ایک بیٹا ثابت کیا ہے تاکہ اسے خاندان تمیم کے تابعین میں قرار دے اور ابن عساکر اور ابن حجر جیسے علماء سیف کے جھوٹ کو سچ سمجھ کر اپنی کتابوں میں لکھیں کہ حظلہ نے اپنے باپ زیاد سے اس طرح روایت کی ہے۔

خلاصہ

آخر کار سیف بن عمر ایک مہاجر، دلاور، نامور سپہ سالار، رزمیہ شاعر، احادیث کا راوی اور حضرت امام علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک بانفوذ ”زیاد بن حظلہ“ نامی ایک صحابی کو خلق کر کے

اپنے خاندان تمیم کو چار چاند لگا کر ناز کرتا ہے!

اس کے لئے ایک بیٹا بھی خلق کرتا ہے اور اس کا نام حظلہ رکھتا ہے تاکہ ایک معروف صحابی باپ کے بعد وہ تابعین میں ایک پارسا شخص اور راوی کی حیثیت سے اپنے باپ کا جانشین بن سکے اور خاندان سیف کے افتخارات کو آگے بڑھائے اور خاندان تمیم، زیاد اور حظلہ نام کے ان باپ بیٹوں اور حظلہ تمیمی جیسے ان کے جد کے وجود کے سبب دوسرے قبیلوں خاص کر قحطانی میمانوں پر افتخار کرے۔

ان افسانوں کا سرچشمہ

جیسا کہ ہم نے کہا کہ زیاد اور اس کے بیٹے حظلہ کے حالات اور جو کچھ ہم نے ان کے بارے میں پڑھا ہے سب کا سرچشمہ افسانہ گو سیف ہے۔ اور مندرجہ ذیل مصادر میں ان افسانوں کا ذکر کیا گیا ہے:

- ۱۔ طبری نے اپنی ”تاریخ کبیر“ میں سند کے ذکر کے ساتھ۔
- ۲۔ ابو نعیم نے ”تاریخ اسفہان“ میں سند کے ذکر کے ساتھ۔
- ۳۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں سند کے ذکر کے ساتھ۔
- ۴۔ حموی نے اپنی ”معجم البلدان“ میں ایک جگہ پر سند کے ذکر کے ساتھ اور دوسری جگہ پر سند کا ذکر کئے بغیر۔

- ۵۔ ابن اثیر نے اپنے مطلب کو طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے
- ۶۔ ابن کثیر نے مطلب کو طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔
- ۷۔ ابن عبد البر نے سیف کی احادیث کا ایک خلاصہ سند کے ذکر کے بغیر ”استیعاب“ میں درج کیا ہے۔

- ۸۔ کتاب ”اسد الغابہ“ کے مؤلف نے ”استیعاب“ سے یہ مطلب نقل کیا ہے۔

- ۹۔ کتاب ”تجرید“ کے مؤلف نے اس کو ”اسد الغابہ“ اور ”استیعاب“ سے نقل کیا ہے۔
- ۱۰۔ کتاب ”تنقیح المقال“ کے مؤلف نے ”اسد الغابہ“ اور ”استیعاب“ سے نقل کیا ہے۔
- ۱۱۔ کتاب ”تہذیب“ کے مؤلف نے ابن عساکر کی تاریخ سے ایک خلاصہ نقل کیا ہے۔

افسانہ کی تحقیق

زیاد بن حظلہ کے بارے میں سیف کی حدیث کی سند کے طور پر سہل بن یوسف، ابو عثمان یزید اور محمد جسے محمد بن عبد اللہ نویریہ کہا ہے، کے نام لئے گئے ہیں۔ اسی طرح مہلب، جسے ابن عقبہ اسدی کہا ہے اور عبد اللہ بن سعید ثابت کا نام لیا ہے، ہم نے سیف کے افسانوی سورما قعقاع اور عاصم کے افسانوں کے دوران گزشتہ بحثوں میں ثابت کیا ہے کہ یہ سب راوی سیف کی خیالی تخلیق ہیں اور حقیقت میں کوئی وجود نہیں رکھتے، سیف کی روایتوں کے علاوہ ان کو کہیں اور نہیں پایا جاسکتا۔

سیف زیاد کے بارے میں اپنی روایتوں کی سند کے طور پر ”ابو ہریرہ قشیری“ نام کے ایک دوسرے راوی کو رسول خدا ﷺ کے صحابی کی حیثیت سے پیش کرتا ہے کہ اس کا بھی خارج میں کوئی وجود نہیں ہے۔ ہم سیف کی باتوں کے پیش نظر اس کے حالات پر بھی بحث و تحقیق کریں گے۔

اسی طرح ”عبادہ“ اور ”خالد“ نام کے دو راویوں کا نام بھی لیتا ہے۔ چونکہ ان کی تفصیلات نہیں بتائی گئی ہیں، اس لئے ان کے وجود یا عدم وجود کے بارے میں رجال کی کتابوں میں تحقیق نہیں کی جاسکتی ہے۔

پھر بھی سیف اپنی احادیث میں بعض راویوں کا اس طرح نام لیتا ہے: ”خاندان قشیر کے ایک شخص سے“ ”ایا“ ”ایک مرد سے“!۔ قارئین کرام سے سوال کیا جاسکتا ہے کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں؟!

سیف نے دیگر موارد کی طرح اپنے جھوٹ پر پردہ ڈالنے کے لئے آخر چند ایسے راویوں کا

بھی نام لیا ہے جو حقیقت میں وجود رکھتے ہیں لیکن چوں کہ سیف ایک جھوٹا شخص ہے اور اس کی روایتیں کسی بھی ایسے مورخ کے ہاں جس نے اس سے روایتوں کو نقل نہیں کیا ہے نہیں پائی جاتیں اس لئے ہم اس کے جھوٹ کے گناہوں کو ان حقیقی راویوں کے سر نہیں تھوپتے۔

آٹھواں جعلی صحابی

حرملہ بن مریطہ تمیمی

شجرہ نسب اور خیالی مقامات

سیف بن عمر نے حرملہ کا شجرہ نسب اس صورت میں تصور کیا ہے:
حرملہ بن مریطہ، حنظلی، قبیلہ عدوی اور خاندان بنی مالک بن حنظلہ تمیمی سے ہے۔ یہ قبیلہ
اس کے جد، جس کا نام ”عدویہ“ تھا، سے معروف ہے، جو بنی عدور باب سے تھا۔

حرملہ، سیف کی روایتوں میں

جعلی صحابی، حرملہ کو ہم مندرجہ ذیل مصادر میں پاتے ہیں:
کتاب ”اسد الغابہ“۔ جو رسول خدا ﷺ کے اصحاب کی زندگی کے حالات اور ان کے
تعارف سے مخصوص ہے۔ میں اس طرح آیا ہے:

سیف بن عمر اپنی کتاب ”فتوح“ میں حرملہ کے بارے میں لکھتا ہے:

حرملہ بن مریطہ رسول خدا ﷺ کے نیک صحابیوں میں تھا۔

تاریخ طبری میں آیا ہے کہ ”حرملہ“ ”عتبہ بن غزوہ“ کے ساتھ بصرہ میں تھا اور عتبہ نے

اسے ایرانیوں سے جنگ کے لئے ”میشان“ (الف) بھیجا۔

ذہبی نے اپنی کتاب ”فتوح“ میں حرمہ کو رسول خدا ﷺ کے نیک اصحاب میں سے شمار کیا ہے۔

ابن حجر کی کتاب ”الاصابہ“ میں طبری سے نقل کرتے ہوئے اس طرح لکھا گیا ہے:

حرمہ عقبہ کے ہمراہ.... تا آخر

طبری کی سیف سے روایتیں نقل کرنے اور کتاب ”فتوح“ میں سیف کی درج شدہ روایتوں کے پیش نظر ابن اثیر، ذہبی اور ابن حجر جیسے علماء میں سے ہر ایک نے حرمہ کے صحابی رسول ہونے کے عنوان سے اس کی زندگی کے حالات جدا جدا درج کئے ہیں۔

ذیل میں ہم طبری کا بیان پیش کرتے ہیں:

طبری نے ۱۲ھ کے حوادث کے ضمن میں سیف بن عمر سے نقل کر کے کچھ مطالب لکھے ہیں جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

جب خلیفہ ابوبکر کی طرف سے خالد بن ولید کو عراق کی حکمرانی کا فرمان پہنچا تو اس نے حرمہ، سلمیٰ، شہی اور مذکور (ب)۔ جن میں سے ہر ایک کے ماتحت دو ہزار سپاہی تھے۔ کے نام ایک خط لکھا، اور ان سے کہا کہ (آج کے) بصرہ کے نزدیک عراق کی سرحد پر واقع ”ابلہ“ کے مقام پر اس

(الف)۔ حموی اپنی کتاب معجم البلدان میں لکھتا ہے کہ ”میشان“ ایک وسیع سرزمین کا نام ہے جو بصرہ و واسطہ کے درمیان تھی اور وہاں پر خرے کے بہت سے درخت تھے۔

(ب)۔ حرمہ سیف کا جعلی صحابی ہے جس کی تحقیق میں ہمیں درپیش ہے۔ سلمیٰ کو سیف نے ”قیق“ کا بیٹا بتایا ہے کیا وہ بھی سیف کا جعل کردہ ہے، اس میں ہمیں شک و شبہ ہے۔

شمی کو سیف نے ”الحق“ کا بیٹا بتایا ہے۔ ہم نے اس کے حالات اسی کتاب میں بیان کئے ہیں۔ مذکور کا نام سیف کے علاوہ دوسروں کی روایتوں میں بھی آیا ہے لیکن سیف نے حقیقی مذکور سے غلط فائدہ اٹھا کر اپنے جھوٹ کو اس سے نسبت دی ہے۔

سے ملحق ہو جائیں۔

چاروں سرداروں نے اطاعت کی اور اپنے ماتحت ۸ ہزار سپاہیوں کو لے کر ”ابلہ“ کی طرف روانہ ہوئے۔ خالد بھی دس ہزار جنگجو لے کر ”ابلہ“ کے مقام پر ان کے ساتھ ملحق ہو گیا۔

ابن اثیر اور ابن خلدون نے بھی انہی مطالب کو طبری سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے، لیکن ان میں سے کسی ایک نے اس فوج کشی کے مقصد اور نتیجہ کے بارے میں کچھ نہیں لکھا ہے اور اس موضوع کو بڑے اچھے تک فراموش کر دیا ہے، جب اس سال دوبارہ ان سرداروں کا نام لیا گیا ہے۔ کچھ معلوم نہیں کہ اس پانچ سال کی مدت کے دوران یہ ۸ ہزار سپاہی اور پانچ سپاہ سالار کہاں تھے اور کون سی ذمہ داری انجام دے رہے تھے؟!

ہم نے اپنی جستجو اور تلاش کے دوران صرف حموی کو پایا جس نے ہمارے اس سوال کا کسی حد تک جواب دیا ہے۔ اس نے لفظ ”ورکاء“ کی تشریح میں یوں لکھا ہے:

سیف نے کہا ہے کہ سب سے پہلے سوار، جنھوں نے سرزمین ایران پر قدم رکھے، دونامور صحابی، حرمہ بن مریطہ اور سلمیٰ بن القین تھے، کہ دونوں مہاجر و رسول خدا ﷺ کے نیک صحابی شمار ہوتے تھے۔

ان دو صحابیوں میں سے ہر ایک اپنے ماتحت قبائل تمیم و رباب کے چار ہزار سپاہیوں کے ہمراہ اظہ، نعمان اور جعرانہ کے علاقوں میں داخل ہوئے اور ”ورکاء“ کے مقام پر ”انوشجان“ اور ”فیومان“ سے ان کا آمنہ سامنا ہوا۔ یہاں پر واقع ہونے والی جنگ میں انھوں نے ایرانی کمانڈروں کو شکست دی اور ”ورکاء“ پر قبضہ جمالیا اور ”ہرمزگرد“ کو ”فرات بادگلی“ تک فتح کیا۔ سلمیٰ نے اس موضوع کو حسب ذیل اشعار میں بیان کیا ہے:

خبریں جو پھیل رہی ہیں کیا تم نے ان کو نہیں سنا کہ ”ورکاء“ میں ”انوشجان“ پر

کیا گزری؟

”انوشجان“ کے سر پر وہی بلا نازل ہوئی جو سرزمین ”طف“ میں قتل کئے گئے
”فیومان“ پر نازل ہوئی تھی۔

حرمہ نے بھی اسی سلسلے میں کہا ہے:

ہم نے ”میشان“ کے باشندوں کو اپنی تلواروں کی ضرب سے ”ورکاء“ تک
پسپا کر دیا۔ یہ کارنامہ ہمارے سواروں کا تھا۔

اس دن جب پہاڑوں کو بادلوں نے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا، ہم نے ان
کے مال و ثروت کو غنیمت کے طور پر اپنے قبضے میں لے لیا۔

لہذا حموی کے کہنے اور سیف کی روایتوں کے مطابق اس مدت کے دوران کچھ جنگیں لڑی گئی
ہیں اور کچھ قتل عام ہوئے ہیں کہ طبری نے ان کی طرف اشارہ نہیں کیا ہے۔

حموی لفظ ”نعمان“ نامی چند جگہوں کا نام لینے کے بعد ”نعمان“ کے بارے میں لکھتا ہے:
مجملہ، کوفہ کا ”نعمان“ صحرا کا علاقہ ہے، سیف کہتا ہے:

سب سے پہلے جنھوں نے ایرانیوں سے لڑنے کے لئے سرزمین عراق پر قدم
رکھا وہ حرمہ بن مریط اور سلمیٰ بن قین تھے جنھوں نے ”اطد“ و ”بحرانہ“ میں
داخل ہونے کے بعد ”ورکاء“ پر اپنا قبضہ جمایا۔

اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ حموی نے کلمہ ”نعمان“ کو صرف سیف کی حدیث میں دیکھا ہے
اور اس جگہ کے وجود پر تصدیق کرتے ہوئے اس کی گواہی میں سیف کا قول نقل کیا ہے۔

جواز کے ”بحرانہ“ کی تشریح کے بعد لفظ ”بحرانہ“ پر حموی کی بات من عن حسب ذیل ہے:

سیف بن عمر اپنی کتاب ”فتوح“۔ جس کا ”ابن خاضیہ“ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ

میرے پاس موجود ہے۔ میں اس طرح لکھتا ہے:

سب سے پہلے جنھوں نے جنگ کرنے کے لئے ایران کی سرزمین پر قدم رکھا، حرمہ بن مریطہ اور سلمی بن قین تھے کہ اظہ و....
یہاں وہ ”ورکاء“ کے بارے میں ذکر کئے گئے مطالب کو آخر تک نقل کرتا ہے۔
حموی، مشابہ و مشترک نام کے مقامات سے مخصوص اپنی ایک دوسری کتاب ”المشترک“ میں لفظ ”بھرانہ“ کے بارے میں لکھتا ہے:

اس نام کی دو جگہیں معروف ہیں، ان میں سے ایک جگہ طائف و مکہ کے درمیان ”بھرانہ“ کے نام سے ہے اور دوسری جگہ وہ ہے جس کے بارے میں سیف بن عمر نے ایک روایت کے ضمن میں کہا ہے:

سب سے پہلے جنھوں نے ایرانیوں سے جنگ کے لئے عراق کی سرزمین پر قدم رکھا وہ حرمہ بن مریطہ اور....

اس کے علاوہ اسی کتاب میں لفظ ”نعمان“ کے سلسلے میں لکھتا ہے:

چھ جگہوں کو نعمان کہا جاتا ہے.....

یہاں تک کہ وہ لکھتا ہے:

”نعمان“ ایک جگہ ہے جس کے بارے میں سیف بن عمر نے ایک روایت کے ضمن میں نام لے کر کہا ہے:

سب سے پہلے جنھوں نے ایرانیوں سے لڑنے کے لئے عراق کی سرزمین پر قدم رکھا حرمہ بن مریطہ و.....

”صفی الدین“ نے بھی جغرافیہ کی کتاب ”مراصد الاطلاع“ میں لکھا ہے:

اظہ (دو فتح کے ساتھ) کوفہ کے نزدیک صحرا کی طرف ایک جگہ ہے۔ اسلام کے سپاہیوں نے ایرانیوں سے جنگ کے لئے سب سے پہلے اس سرزمین پر

قدم رکھا۔

اور لفظ ”بعرانہ“ کے بارے میں بھی حموی کے مطالب کو خلاصہ کے طور پر نقل کیا ہے۔
چوں کہ سیف کے بیانات میں ”ہرمزگرد“ کا نام آیا ہے، اس لئے حموی نے سیف کی باتوں
پر اعتماد کرتے ہوئے اس نام کی جگہ کے وجود پر یقین کر کے اپنی کتاب میں خصوصی طور پر اس کا اس
طرح ذکر کیا ہے:

گویا سرزمین عراق میں ”ہرمزگرد“ نام کی ایک جگہ تھی۔ مسلمانوں کی فتوحات
کے دنوں وہاں پر ایرانیوں اور عربوں کے درمیان ایک جنگ لڑی گئی ہے جو
مسلمانوں کی فتح اور اس جگہ پر مسلمانوں کے ہاتھوں قبضہ کئے جانے پر تمام
ہوئی ہے

”صفی الدین“ بھی اسی مطلب کو اپنی کتاب ”مراصد الاطلاع“ میں خلاصہ کے طور پر
لکھتا ہے:

”ہرمزگرد“ عراق میں ایک علاقہ تھا۔

جو کچھ ہم نے یہاں تک بیان کیا یہ سیف کے بیانات تھے جن کے بارے میں طبری نے
کوئی اشارہ نہیں کیا ہے۔

حملہ بن مریطہ، ایران پر حملہ کے وقت

یہاں کے حوادث اور ”اہواز، منازہ راور نہر تیری“ شہروں کی فتح کے ضمن میں سیف کی
روایت سے نقل کر کے تاریخ طبری میں سیف کے دو جعلی صحابی اور کمانڈر حملہ وسلم کی نام اس طرح
لئے گئے ہیں:

بصرہ کے اطراف میں موجود قصبوں اور گاؤں پر ”ہرمزان“ نے کئی بار حملے

کئے بالآخر بصرہ کے گورنر عتبہ بن غزو ان نے عراق کے سپہ سالار سعد بن وقاص سے مدد طلب کی۔ سعد نے عتبہ کی مدد کے لئے ایک فوج روانہ کی اور ہرمزان کے شر سے نجات دلانے کے لئے حرمہ بن مریطہ اور سلمیٰ بن القین کا انتخاب کیا۔ یہ دونوں قبیلہ ادویہ اور خاندان حظلہ تھیں سے تعلق رکھتے تھے اور مہاجروں میں سے اور نیک محسوب ہوتے تھے حرمہ اور سلمیٰ نے علاقہ میشان، دشت میشان اور مناذر کے آس پاس پڑاؤ ڈالا اور قبیلہ ”بنی عم“ یعنی مالک کے بیٹوں سے مدد طلب کی۔

یہاں پر طبری سیف سے ایک اور افسانہ نقل کرتے ہوئے مذکورہ خاندان کو خاندان ”بنی عم“ کہنے کا سبب بیان کرتا ہے:

سیف کہتا ہے:

”مرۃ بن مالک بن حظلہ“۔ جسے ”عمی“ کہتے تھے اور قبیلہ بنی عم اس کی اولاد ہیں۔ خاندان ”معد کے بے نام و نشان اور غیر معروف گروہ نے آکر ان کے نزدیک پڑاؤ ڈالا۔

”مرۃ“ اس گروہ کے ساتھ ایران چلا گیا اور اس نے ایرانیوں کی مدد کا اعلان کیا۔ مرہ کا یہ کام اس کے بھائی کے لئے مشکل گزرا اور اس نے چند اشعار میں اس کی اس طرح سرزنش کی ہے:

مرہ نے جو کام انجام دیا، وہ اندھا اور بہرہ ہو چکا تھا اور اس نے اپنے خاندان کی فریاد نہیں سنی۔

وہ ہمارے خاندان کی سرزمین سے چلا گیا اور ملک و برتری پانے کے لئے ایران چلا گیا۔ اسی وجہ سے ”مرۃ“ کو ”عمی“ یعنی اندھا کہا جاتا تھا اور ابھی

نام اس کے بیٹوں پر باقی رہا۔ یربوع بن مالک اس سلسلے میں کہتا ہے:
 قبائل ”معد“ جانتے ہیں کہ اپنی ذات پر فخر کرنے کے دن ہم اس قسم کی
 تابندگی کے مستحق تھے ہم ایرانی صحرائینوں کو بھگا کر سر بلندی حاصل
 کر چکے ہیں۔

اگر اس وقت عربوں کے افتخارات کا دریا موجیں مارے تو ہم ان سب
 دریاؤں سے سر بلند و سر فراز ہیں۔

امری القیس کے نواسہ ایوب بن عصبہ نے بھی یوں اشعار کہے ہیں:
 ہم نے شرف و فضیلت حاصل کرنے میں قبائل عرب پر سبقت حاصل کی ہے
 اور ہم نے جان بوجھ کر یہ کام انجام دیا ہے۔
 ہم ایسے بادشاہ تھے جنہوں نے اپنے اسلاف کو سر بلندی عطا کی ہے اور ہر
 زمانہ کے بادشاہوں کی بیویوں کو اسیر کیا ہے۔

طبری نے سیف کے اپنے افسانہ کو جاری رکھتے ہوئے حرمہ و سلمیٰ کے قبیلہ بنی عم سے مدد
 طلب کرنے کے سلسلہ میں لکھا ہے:

خاندان تمیم کے ”غالب وائل“ اور کلیب وائل کلبی نام کے دوسر داروں نے
 حرمہ اور سلمیٰ کو مثبت جواب دیا اور ان کے پاس گئے اور ایک گفتگو کے ضمن
 میں ان سے کہا:

چوں کہ آپ عرب اور ہمارے خاندان سے ہیں اس لئے ہم آپ کی مدد سے
 انکار نہیں کر سکتے!

دوسری طرف ایرانیوں نے خاندان بنی عم پر مکمل اعتماد کر رکھا تھا اور تصور نہیں کرتے تھے کہ
 وہ کبھی ان کے دشمنوں یعنی عربوں سے رابطہ قائم کر کے کوئی سازش کریں گے، کیوں کہ وہ ایران میں

سکونت اختیار کر چکے تھے اور خوزستان کے علاقہ کو اپنا وطن جانتے تھے!

خاندان ”بنی عم“ کے سرداروں نے ایرانیوں کے اپنے بارے میں اس حسن ظن سے فائدہ اٹھا کر حرمہ اور سلمیٰ کو تجویز دی کہ فلاں دن اور فلاں علامت سے ”ہرمزان“ پر حملہ کریں اور اسی دن ہم میں سے ایک ”مناذر“ پر اور دوسرا ”نہر تیری“ پر حملہ کرے گا اور اس طرح دشمن کو شکست دیتے ہوئے آپ لوگوں سے آملیں گے اور ہرمزان کو پیچھے سے کمزور بنا دیں گے۔

اس جنگی نقشہ کو مرتب کرنے کے بعد ”غالب“ اور ”کلیب“ اپنے قبیلہ ”بنی عم“ میں آگئے اور اپنے منصوبہ سے قبیلہ والوں کو آگاہ کیا اور اس سلسلے میں ان کی موافقت و منظوری حاصل کی۔

جب وعدے کی رات آ پہنچی تو دوسرے دن صبح ہوتے ہی حرمہ اور سلمیٰ نے اپنی فوج کو منظم کیا اور ہرمزان پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہوئے اور ایک سخت جنگ کا آغاز کیا۔

اسی دوران ”کلیب“ اور ”غالب“، ”نہر تیری“ اور ”مناذر“ پر قبضہ کر کے ”حرمہ“ اور ”سلمیٰ“ کی مدد کے لئے آگئے۔ جب ”مناذر“ اور ”نہر تیری“ کے ہاتھ سے چلے جانے کی خبر ”ہرمزان“ اور اس کے سپاہیوں کو پہنچی تو وہ جنگ میں یأس و ناامیدی سے دوچار ہوئے اور شکست کھا کر پسپائی اختیار کی۔ اسلامی فوج نے ان کا پیچھا کرتے ہوئے ان کے سپاہیوں کا ایسا قتل عام کیا کہ ان کے کشتوں کے پستے لگ گئے اور کافی مقدار میں مال غنیمت حاصل کیا۔

”ہرمزان“ میدان جنگ سے زندہ بچ نکلنے میں کامیاب ہوا اور اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ اہواز کے پل سے عبور کر گیا اس نے دریا کو اپنے اور مسلمانوں کے درمیان پناہ قرار دے کر مسلمانوں سے صلح کی درخواست کی۔ مسلمانوں نے اس کی یہ درخواست منظور کی اور ”ہرمزان“ اور ”حرمہ“ و ”سلمیٰ“ کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا اور اس پر طرفین نے دستخط کئے اس طرح اس معاہدہ کے مطابق دریائے کارون کے ساحل تک کا علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔

ان مطالب کو طبری نے سیف بن عمر سے نقل کیا ہے اور ابن اثیر و ابن خلدون نے بھی طبری

سے نقل کر کے انھیں اپنی تاریخ کی کتابوں میں درج کیا ہے۔

حموی اپنی کتاب معجم البلدان میں لفظ ”مناذر“ کے سلسلے میں لکھا ہے:

”مناذر“ کا نام سیف کی کتاب ”فتوح“ اور ”خوارج“ دونوں میں آیا ہے۔ مؤرخین کے مطابق داستان اس طرح ہے:

۱۸ھ میں جب ”عتبہ بن غزوہ“ بصرہ کا گورنر تھا، اس نے ”سلمیٰ بن القین“ اور ”حرملہ بن مریطہ“ نامی دو نامور سپہ سالاروں کو مأموریت دی کہ میشان اور صحرائے میشان پر لشکر کشی کریں اور مناذر و تیری کو اپنے قبضہ میں لے لیں۔ یہ دونوں شخص مہاجرین و اصحاب رسول ﷺ کے زمرے میں تھے اور خاندان عدویہ بنی حنظلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی داستان طولانی ہے۔

”حصین بن نيار حنظلي“ نے اس سلسلے میں یہ اشعار کہے ہیں:

کیا میری معشوقہ کو معلوم ہے کہ سرزمین مناذر کے مردوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد ہمارا دل ٹھنڈا ہوا ہے؟

انھوں نے ”دلوٹ“ کے علاقہ کی بلندی سے ہماری فوج کے ایک سوار دستہ کو دیکھا اور اس کی شان و شوکت کو دیکھ کر ان کی آنکھیں چکا چوندھ ہو گئیں۔ ہم نے ان سب کو نخلستانوں میں اور دریائے دجلہ کے کنارے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

وہ یہاں پر صور اسرائیل بجنے تک رہیں گے، چوں کہ ہمارے گھوڑوں کے سموں نے اس سرزمین کو ہموار بنا دیا ہے۔

یہی عالم۔ حموی۔ لفظ ”تیری“ کے سلسلے میں لکھتا ہے:

”تیری“ ایک شہر کا نام ہے جسے فتح کرنے کے لئے ۱۸ھ میں ”عتبہ بن غزوہ“ کی طرف سے ”حرملہ بن مریطہ“ اور ”سلمیٰ بن قین“ مأمور کئے گئے تھے۔ اور اسے انھوں نے اسی سال فتح کیا

”غالب بن کلیب“ نے اس سلسلے میں درج ذیل اشعار لکھے ہیں:

جس دن کلیب نے ”تیری“ کے لوگوں کو ذلیل و خوار کیا ہم مناظر کی جنگ میں
جان ٹوڑ کوشش کر رہے تھے۔

ہم نے ”ہرمزان“ اور اس کے لشکر جبار کو تھس نہس کر کے رکھ دیا اور ان کی
آبادیوں کی طرف حملہ کیا جو کھانے پینے کی چیزوں سے بھری تھیں۔

جی ہاں! سیف نے یہ اشعار غالب تیمی کی زبان پر جاری کئے ہیں تاکہ ایران کے دوشہروں
کی فتح کا افتخار قبیلہ تیم کے نام ثبت کرے، جب کہ طبری نے سیف کی روایتوں کو نقل کرتے وقت اپنی
روش کے مطابق ان اشعار کو درج نہیں کیا ہے۔

دربار خلیفہ میں حاضری، اور اہواز کا زوال

طبری نے سیف بن عمر سے روایت کی ہے کہ ان فتوحات کے بعد ”عتبہ بن غزوہ“ نے
مناظر کی فوجی چھاوٹی کی کمانڈ ”سلمیٰ بن قین“ کو سونپی اور اس شہر کی حکمرانی ”غالب“ کے سپرد کی۔
اس کے علاوہ ”تیری“ کی فوجی چھاوٹی کی کمانڈ ”حرمہ بن مریط“ کے حوالہ کی اور شہر ”تیری“ کی زمام
حکومت کلیب کے ہاتھ میں دی۔

طبری نے سیف کی زبانی اس تخلیق کردہ شہر تیری اور مناظر کی فوجی چھاوٹیوں کی کمانڈ اور
شہروں کی حکومت کے عہدے اس کے افسانوی اور فرضی افراد میں تقسیم کرنے کا ذکر کرتے ہوئے
سیف کے افسانے کو اس طرح آگے بیان کیا ہے:

”بنی العم“ کے بعض خاندان خوزستان سے ہجرت کر کے بصرہ اور اس کے اطراف میں
رہائش اختیار کرتے ہیں۔ انہی دنوں بصرہ کا گورنر عتبہ بن غزوہ ان مہاجرین کے ایک گروہ کو قبیلہ
”بنی العم“ کی نمائندگی کی حیثیت سے انتخاب کر کے خلیفہ عمر کی خدمت میں روانہ کرتا ہے۔ سلمیٰ اور

حرماہ بھی اس وفد کے ارکان تھے۔ عتبہ بن غزوہ ان نے پہلے ہی ان سے کہا تھا کہ خلیفہ کے حضور جانے کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کریں اور اپنی جگہ پر کسی کو جانشین مقرر کریں تاکہ آپ لوگوں کی عدم موجودگی میں آپ لوگوں کے زیر حکومت علاقوں کی سرپرستی کا کام ٹھپ نہ ہو جائے۔

یہاں پر طبری سیف سے نقل کرتے ہوئے پھر اس بات کی تکرار و تاکید کرتا ہے کہ یہ دوسپہ سالار۔۔۔ حرمہ و سلمی۔۔۔ رسول خدا ﷺ کے صحابی تھے۔

طبری اس داستان کو جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے:

نمائندوں کا وفد خلیفہ عمر کے حضور پہنچا۔ اسی ملاقات میں قبیلہ ”بنی العم“ کے افراد نے اس قبیلہ کی بد حالی کی ایک مفصل رپورٹ خلیفہ کی خدمت میں پیش کی اور خلیفہ نے بھی ان کے ناگفتہ بہ حالات کو سدھارنے کا حکم جاری کرتے ہوئے کہا کہ ایران کے بادشاہوں کی سرکاری زمینوں کو قبیلہ ”بنی العم“ میں تقسیم کر دیا جائے۔

طبری اس داستان کو جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے:

ہرمزان نے صلح نامہ کے عہد و پیمان کو توڑ کر جنگ کے لئے کردوں سے مدد طلب کی اور ایک بیوا لشکر آراستہ کیا۔

حرمہ اور سلمی نے اس صورت حال کے بارے میں قبل از وقت اطلاع حاصل کر کے اس کی رپورٹ عتبہ کو دیدی۔ عتبہ نے بھی ان حالات کے بارے میں خلیفہ کی خدمت میں رپورٹ بھیجی۔

خلیفہ عمر نے ”ہرمزان“ کی گوشمالی کرنے اور علاقہ میں امن و امان برقرار کرنے کے لئے ”حرقوص بن زہیر سعدی“۔۔۔ جو رسول خدا ﷺ کا صحابی تھا۔ کو ایک سپاہ کی کمانڈ سونپ کر مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجا اور خاص طور پر تاکید کی، کہ ان شہروں کو آزاد کرنے کے بعد ”حرقوص“ خود ان شہروں کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لے!!

”حرقوص“ نے حرمہ، سلمی، کلیب اور غالب کی حمایت اور مدد سے ابواز کی طرف لشکر کشی کی

اور ”سوق ابواز“ کے مقام پر ”ہرمزان“ سے اس کا آمناسا منا ہوا اور وہیں پر جنگ چھڑ گئی۔
 سرانجام ”ہرمزان“ نے اس جنگ میں شکست کھا کر ”رامہرمز“ کی طرف پسپائی اختیار کی۔
 ”حرقوص“ نے ابواز پر قبضہ کیا اور اسی جگہ کو اپنی فوجی کمانڈ کا صدر مقام قرار دیا۔ ان کے فوجی دستوں
 نے اس علاقہ کے تمام مناطق کو ”تستر“ (شوشر) تک اپنے قبضے میں لے لیا۔ حرقوص نے فتح ہوئے
 شہروں کے باشندوں پر ٹیکس معین کیا اور اپنے نمائندے مقرر کئے اور غنائم کے پانچویں حصہ کو فتوحات
 کے بارے میں ایک مفصل رپورٹ کے ساتھ خلیفہ عمر کی خدمت میں مدینہ بھیج دیا۔

رسول خدا ﷺ کے ایک صحابی ”اسعد بن سریق“ نے اس سلسلے میں درج ذیل اشعار کہے

ہیں:

تیری جان کی قسم! ہمارے خاندان والوں کو جو بھی ذمہ داری سونپی گئی، انہوں
 نے اسے قبول کر کے امانتداری کا ثبوت دیا ہے۔

انہوں نے اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کی ہے جب کہ دوسروں نے
 نافرمانی کر کے اس کے احکام کی تعمیل نہیں کی۔

مجوسیوں — جنہیں کتاب یا کوئی فرمان برائیوں سے دور نہیں رکھتا تھا — کا
 ہمارے سواروں کے ایک گروہ سے سامنا ہوا اور اس گروہ نے انہیں ذلیل و
 خوار کر کے رکھ دیا۔

”ہرمزان“ ہمارے ساتھ جنگ میں اپنے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر فرار کر
 گیا اور ہمارے سپاہیوں نے اس کا پیچھا کیا۔

وہ اپنی سرگرمیوں کے مرکز ابواز کو چھوڑ کر بھاگ گیا جب کہ بہار نے وہاں
 ابھی قدم رکھے تھے۔

اور ”حرقوص بن زہیر سعدی“ نے بھی اس سلسلہ میں کہا ہے:

ہم نے خزانوں سے بھری سرزمینوں پر قبضہ کیا اور ”ہرمزان“ پر فتح پائی۔
اس کے خشکی والے اور آبی علاقوں کو فتح کیا اور اس کے مال و متاع اور نایاب
میوؤں پر بھی قبضہ کر لیا۔

وہ ایک وسیع سمندر کا مالک تھا جس کے دونوں طرف پر تلاطم دریا بہہ رہے
تھے۔

سیف کی یہی باتیں سبب بنی ہیں کہ اس کے ذہن کی پیداوار ”حرقوص“ بھی اس کے
دوسرے جعلی صحابیوں کی طرح رسول خدا ﷺ کے حقیقی اصحاب کی فہرست میں قرار پائے اور علماء
اس کی زندگی کے حالات پر تفصیلات لکھیں!

ملاحظہ ہوا بن اثیر اس کے بارے میں کیا لکھتا ہے:

طبری نے اس (حرقوص) کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:

خوزستان کے گورنر ہرمزان نے اپنے عہد و بیان کی ذمہ داری سے پہلو تہی کرتے ہوئے
نافرمانی اور گناہ کی راہ اختیار کی اور مسلمانوں سے جنگ کرنے کی تیاری کی۔ سلمیٰ اور حرمہ نے حالات
اور حقائق کے بارے میں عتبہ کو رپورٹ دی اور....
یہاں تک کہ لکھتا ہے:

وہ رسول خدا ﷺ کے صحابیوں میں سے تھا۔

ذہبی نے اپنی کتاب ”تجرید“ میں اور ابن حجر نے اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں ابن اثیر کی
پیروی کرتے ہوئے ”حرقوص“ کو پیغمبر خدا ﷺ کے صحابیوں میں شمار کیا ہے۔

ہم ایک بار پھر طبری کی بات پر توجہ کرتے ہیں اور سیف کے دو جعلی اور جھوٹے صحابی
”حرمہ“ و ”سلمیٰ“ کی سرنوشت سے آگاہ ہوتے ہیں۔ طبری نے سیف سے نقل کرتے ہوئے
”رامہرمز“ اور ”تستر“ کی فتح اور کھانے کے حوادث کے ضمن میں اس طرح لکھا ہے:

سامانی بادشاہ "یزدگرد" نے ایرانیوں کے قوی جذبات کو بھڑکا کر ان سے اپنے حق میں مدد حاصل کرنے کے لئے ملک کے اطراف و اکناف میں خطوط بھیجے۔

سلمیٰ اور حرمہ نے یزدگرد کے ان اقدامات اور سرگرمیوں کے بارے میں خلیفہ اور بصرہ کے مسلمانوں کو رپورٹ بھیجی۔ خلیفہ عمر نے کوفہ کے گورنر سعد بن وقاص کو حکم دیا کہ "نعمان" کی قیادت میں ایک عظیم سپاہ تشکیل دے کر مسلمانوں کی مدد کے لئے روانہ کرے۔ سعد نے حکم کی تعمیل کی اور "نعمان" ایک عظیم سپاہ لے کر ایران کی طرف روانہ ہوا اور اس نے "سوق ابواز" میں پڑاؤ ڈالا۔ اس کے بعد حرقوص، سلمیٰ اور حرمہ کو وہاں پر معین کر کے خود "اربک" کی طرف بڑھا اور وہاں پر ہرمزان سے اس کا آمناسا مننا ہوا اور اس کے ساتھ ایک گھسان کی جنگ ہوئی سرانجام ہرمزان نے اس جنگ میں شکست کھانے کے بعد "رامہرمز" سے بھاگ کر "تستر" تک پسا کی اختیار کی۔ نعمان نے حرقوص، حرمہ اور سلمیٰ کے ہمراہ اس کا پیچھا کیا اور تستر (شوشتر) کے اطراف میں اس کے نزدیک پہنچے اور...

پھر طبری، ۲۱ھ کے حوادث کے ضمن میں مزید لکھتا ہے:

جس زمانے میں خلیفہ عمر نے فرمان جاری کیا کہ "نعمان" ایک سپاہ لے کر ایران پر لشکر کشی کرے۔ اور ساتھ ہی ایک خط کے ذریعہ سلمیٰ بن قیس، حرمہ بن مریط اور دیگر فوجی سرداروں کو۔ جو پارس و ابواز کے درمیان فوجی کمپ بنائے ہوئے تھے۔ حکم دیا کہ اپنی حکمرانی کے تحت لوگوں اور علاقوں کو آگاہ و آمادہ کریں کہ وہ مسلمانوں پر ایرانیوں کے حملوں کو روکیں اور اس امر کی تاکید کی کہ اس کے دوسرے حکم کے پہنچنے تک پارس و ابواز کے علاقوں کی سرحدوں کا پورا خیال رکھتے ہوئے مسلسل حفاظت کرتے رہیں۔

یہ حکم اس امر کا سبب بنا کہ نہادند میں مسلمانوں سے برسرِ پیکار ایرانیوں کو مزید کمک اور مدد پہنچنے میں قطعی طور پر رکاوٹ پڑ گئی اس موضوع کو طبری نے سیف بن عمر سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں ثبت کیا ہے اور دوسرے مورخین، جیسے ابن اثیر اور ابن خلدون نے اس سے نقل کرتے ہوئے اپنی

تاریخ کی کتابوں میں درج کیا ہے۔

بحث کا خلاصہ

سیف کے کہنے کے مطابق خالد بن ولید عراق کا گورنر بن جاتا ہے اور حرمہ، سلمیٰ اور مذکور کو دعوت دیتا ہے کہ اپنے ماتحت فوجیوں کے ساتھ ”ابلہ“ کے مقام پر اس سے ملحق ہو جائیں۔ ان میں سے ہر ایک کی کمانڈ میں دو ہزار سپاہی تھے اور دونوں خالد کی دعوت قبول کرتے ہیں۔ حرمہ اور سلمیٰ نیک اور رسول خدا ﷺ کے صحابی تھے، وہ پہلے افراد تھے جنہوں نے ایرانیوں سے لڑنے کے لئے سب سے پہلے ایران کی سرزمین پر قدم رکھے اور ہر ایک نے اپنی کمانڈ میں خاندان تمیم و رباب کے چار ہزار سپاہی لے کر اطلہ، نعمان اور جحرانہ کے علاقہ میں پڑاؤ ڈالا اور ”انوشہ جان“ اور ”فیو مان“ کی کمانڈ میں موجود ایرانی فوج سے نبرد آزما ہوئے اور انھیں شکست دے کر ”ورکاء“ کو ”فرات باؤقلی“ تک اپنے قبضہ میں لے لیا۔ ”حرمہ“ و ”سلمیٰ“ نے اس سلسلے میں رزمیہ اشعار کہے ہیں۔

اس کے بعد سیف کے کہنے کے مطابق چوں کہ ”ہرمزان“ بصرہ کے اطراف میں حملہ کرتا ہے اس لئے ”عتبہ بن غزوآن“ سلمیٰ اور حرمہ کو اس کے ساتھ مقابلہ کے لئے انتخاب کرتا ہے اور انھیں حکم دیتا ہے کہ ”یثان“ کے نزدیک اس طرح اپنا کیمپ لگائیں کہ صحرائے یثان کو اپنے اور مناذر کے درمیان قرار دیں۔ وہ مزید حکم دیتا ہے کہ یہاں پر دونوں سردار اور خاندان بنی عم سے ایک شخص دشمن کے حملہ کو روکنے میں اسلامی فوج کی مدد کریں۔ اس کے بعد سیف کہتا ہے کہ خاندان بنی عم کے افراد جو ”مرۃ بن مالک حنظلہ“ سے تعلق رکھتے ہیں، اس لئے ”بنی عم“ کہلاتے ہیں کہ وہ اپنے خاندان سے منہ موڑ کر ایران کی طرف مہاجر کر گئے تھے اور انھوں نے ایرانیوں کی مدد کی تھی اور ایرانی ان پر کافی اعتماد کرتے تھے۔

بہر حال، غالب اور کلیب قبیلہ بنی عم کے اس وقت سردار تھے، یہ دونوں حرمہ کے پاس آ کر

اس سے کہتے ہیں: تم ہمارے خاندان سے ہو اور ممکن نہیں ہے کہ ہم تمہاری مدد نہ کریں۔ طے یہ پاتا ہے کہ ان میں سے ایک مناذ رو نہر تیری پر حملہ کر کے ہرمزان کو پیچھے سے کمزور کرے اور سلمیٰ و حرمہ بھی صحرائے میثان کی طرف حملہ کر کے ہرمزان سے نبرد آزما ہو جائیں۔

اس کے بعد غالب اور کلیب اپنے قبیلے کی طرف لوٹتے ہیں اور اپنے خاندان والوں کو روکنا دے آگاہ کرتے ہیں اور ان سے اس نقشہ پر عملی جامہ پہنانے کی منظوری لیتے ہیں۔

چنانچہ پہلے سے مرتب کئے گئے نقشہ کے مطابق حرمہ اور سلمیٰ ہرمزان سے نبرد آزما ہوتے ہیں، اسی اثنا میں غالب و کلیب کی مدد بھی انھیں پہنچتی ہے جنھوں نے منصوبہ کے مطابق مناذ رو نہر تیری پر قبضہ کر لیا تھا۔

مناذ رو اور نہر تیری کے زوال کی خبر دشمن کی شکست کا سبب بن جاتی ہے اور ہرمزان فرار کر کے اہواز کے پل سے گزر جاتا ہے اور اپنے اور اسلامی سپاہ کے درمیان پل کو حائل قرار دیتا ہے اور صلح کی درخواست کرتا ہے، مسلمان کافی قتل عام کرنے اور جنگی غنائم پر قبضہ کرنے کے بعد ہرمزان کی صلح کی درخواست منظور کرتے ہیں۔

اس فتحیابی کے بعد عقبہ، حرمہ و سلمیٰ کو مناذ رو اور نہر تیری کی فوجی چھاونیوں کی کمانڈ سونپتا ہے۔ اس کے بعد وہ دونوں عقبہ کی اجازت سے اپنے خاندان کی نمائندگی کے طور پر خلیفہ عمر کی خدمت میں حاضر ہو جاتے ہیں اور اپنے خاندان کے ناگفتہ بہ حالات کے بارے میں خلیفہ کو رپورٹ پیش کرتے ہیں خلیفہ حکم دیتا ہے کہ خاندان کسریٰ کی جاگیر انھیں بخش دی جائے۔

ہرمزان صلح کی قرارداد پر عمل کرنے سے پہلو تہی کرتا ہے اور کردوں سے مدد طلب کرتا ہے۔ ”ہرقوص بن زہر“۔ جو صحابی رسول تھا۔ خلیفہ عمر کے حکم سے ہرمزان سے نبرد آزما ہونے کے لئے مامور ہوتا ہے اور اس طرح مسلمان دوسری بار ہرمزان پر فتح پاتے ہیں اور سوق اہواز پر قبضہ کر لیتے ہیں۔ ہرمزان شوشر کی طرف فرار کر جاتا ہے۔

سیف داستان کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے:

ایران کا بادشاہ کسری لوگوں کے قوی جذبات کو ابھار کر انھیں ایرانیوں کے ساتھ جنگ کرنے پر اکساتا ہے اور اہواز کے لوگ بھی بادشاہ کی درخواست منظور کرتے ہیں۔ حرمہ و سلمیٰ ان حالات کی رپورٹ خلیفہ کو دیتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں اسلامی فوج کسری کی فوج سے ٹکراتی رہا مگر اس کے منصوبوں کو نقش بر آب کر دیتی ہے۔ اور ایک گھمسان کی جنگ کے نتیجہ میں ایرانیوں کو شکست دی جاتی ہے اور مسلمان شمش و شمش پر بھی قبضہ کر لیتے ہیں حرمہ اور سلمیٰ جو دونوں رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور مہاجر تھے اس فتحیابی میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔

وہ مزید کہتا ہے:

نہاوند کی جنگ میں خلیفہ عمر، حرمہ و سلمیٰ اور اپنے دوسرے فوجی کمانڈروں کو لکھتے ہیں کہ سرحدوں کا خیال رکھیں اور وہیں ٹھہریں۔ لیکن ان دو مہاجر و رسول کے صحابیوں نے اس حکم پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ایرانیوں پر اپنے پے در پے حملوں کے نتیجہ میں کافی علاقوں پر قبضہ کر لیا اور اسلہان اور پارس کے اطراف تک پیش قدمی کی اور نہاوند میں فوسے والے ایرانیوں کو رسد اور مدد پہنچنے کے راستے کاٹ کر رکھ دئے۔ یہاں پر سیف کے اشعار کو جو اس نے اپنے جلی صحابی کی زبان پر جاری کئے ہیں نقل کیا گیا ہے۔

یہ اس افسانہ کا خلاصہ تھا جو سیف بن عمر تمیمی نے اپنے دو جلی صحابیوں حرمہ اور سلمیٰ کے لئے تخلیق کیا ہے اور اپنے خاندان تمیم کے افتخارات میں اضافہ کرنے کی غرض سے اس جھوٹ کو گڑھا ہے وہ اپنے اس خاندانی تعصبات کی بناء پر تمام دنیا کو رسوا و بدنام کرنے لئے تیار ہے، ایک امت کی تاریخ کی تو بات ہی نہیں !!

سیف کی روایتوں اور تاریخی حقائق کا موازنہ

اب ہم حقیقت کو پانے کے لئے اور ایران پر حملہ کے آغاز کی کیفیت کے سلسلے میں تاریخ کی دوسری کتابوں، منجملہ تاریخ بلاذری کی طرف رجوع کرتے ہیں:

بلاذری اپنی کتاب ”فتوح البلدان“ میں لکھتا ہے:

خلیفہ عمر ابن خطاب نے خاندان ”نوفل بن عبد مناف“ کے ہم پیمان ”عتبہ بن غزوہ“ کو آٹھ سو سپاہیوں کی سرکردگی میں بصرہ کی طرف روانہ کیا۔ عتبہ ایران کی سرزمین میں پیش قدمی کو جاری رکھتے ہوئے خزیبہ (ویرانہ) (الف) کے مقام پر پہنچا اور.....

یہاں تک کہ وہ کہتا ہے :

اس کے بعد عتبہ نے ”اہلہ“ کی طرف کوچ کیا اور وہاں کے لوگوں سے نبرد آزما ہوا۔ ایک شدید جنگ کے بعد اس علاقہ پر قبضہ کر کے دشمن کو فرات کی طرف پسپا کر دیا۔ اسلامی فوج کے ان حملوں کے ہراول دستے کی کمانڈ ”مجاہد بن مسعود“ کے ہاتھ میں تھی۔ اس جنگ میں فرات کے اطراف بھی فتح کئے گئے۔ اس کے بعد عتبہ مدائن کی طرف روانہ ہوا۔

مدائن کے ”سرحد بان“ نے عتبہ سے جنگ کی دونوں فوجوں کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی۔ سرانجام خدائے تعالیٰ نے مسلمانوں کو دشمنوں پر فتح و کامرانی عطا کی۔ سرحد بان کے تمام سپاہی یا قتل کئے گئے یا دریا میں غرق ہو گئے۔ خود سرحد بان پکڑا گیا اور عتبہ کے حکم سے اس کا سر تن سے جدا کر دیا گیا۔

اس کامیابی کے بعد عتبہ نے صحرائے یشان کی طرف لشکر کشی کی، کیونکہ ایرانی ایک بڑا لشکر لے کر وہاں پر انتظار کر رہے تھے۔ عتبہ دشمن کی فوج کے شیرازہ کو بکھیرنے کے لئے اور ان کے دلوں

(الف)۔ جنگ کی ابتدا میں ”خریبہ“ ایک آباد شہر تھا۔ لیکن شمی کے مسلسل اور پے درپے حملوں کے نتیجے میں ویران ہو کر رہ گیا تھا۔ بعد میں یہ شہر ”خریبہ“ یعنی ویرانہ کے نام سے مشہور ہوا۔ شہر بصرہ اسی ویرانہ کے کنارے پر تعمیر کیا گیا ہے۔

میں اسلامی فوج کے حملے کا خوف ڈالنے کے لئے ایک ہراول دستے کے ہمراہ ان پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑا۔ خدائے تعالیٰ نے بھی اس کی مدد کی اور وہ کامیاب ہوا۔ اس اچانک حملہ میں ایرانیوں کے تمام مقامی کسان اور حکمران مارے گئے۔

عتبہ نے دشمن کو شکست دینے کے بعد فرصت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور تیزی کے ساتھ خود کو شہر ”ابرقباد“ پہنچا دیا اور اسے بھی فتح کر لیا۔

بلاذری اپنی کتاب میں ایک دوسری جگہ پر لکھتا ہے:

۱۴ھ میں خلیفہ عمر نے عتبہ کو حکم دیا کہ عراق میں مسلمانوں کے لئے ایک شہر تعمیر کرے۔ عتبہ نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ”خریبہ“ کے نزدیک سرزمین بصرہ کا انتخاب کر کے نئے کی لکڑی کے گھر، مسجد، گورنر کی عمارت، جیل خانہ اور عدالت کی عمارت تعمیر کی۔

عتبہ نے شہر بصرہ کو تعمیر کرنے کے بعد فریضہ حج انجام دینے کی غرض سے مکہ مکرمہ کے لئے رخت سفر باندھا اور اپنی جگہ پر ”مجاشع بن مسعود“ کو جانشین مقرر کیا۔ چونکہ اس وقت ”مجاشع بن مسعود“ بصرہ میں موجود نہ تھا، اس لئے اس کے نائب کے طور پر ”مغیرہ ابن شعبہ“ کو بصرہ کی زمام حکومت سونپی گئی۔

چونکہ میثاق کا مقامی حکمران اسلام سے نافرمانی کر کے کافر ہو گیا تھا۔ اس کے مغیرہ نے اس سے جنگ کی اور مذکورہ علاقہ کے کسانوں اور حکمرانوں کو قتل کر کے علاقہ میں امن و امان برقرار کیا اور اس کی رپورٹ خلیفہ عمر کو بھیج دی۔

شہر ”ابرقباد“ کے لوگوں نے بھی بغاوت کی۔ مغیرہ نے وہاں پر بھی فوج کشی کی اور جنگ کے ذریعہ دوبارہ اس شہر کو فتح کیا۔

آخر میں بلاذری لکھتا ہے:

عتبہ فریضہ حج انجام دینے کے بعد بصرہ کی طرف لوٹتے ہوئے راستے میں فوت ہو گیا اور

خلیفہ عمر نے بصرہ کی حکومت ”مغیرہ بن شعبہ“ کو سونپی۔

مدائی لکھتا ہے:

ایران کے لوگ یشان، صحرائے یشان، فرات اور ابرقباد کے تمام علاقوں کو یشان کہتے ہیں

ایک ”امین“ گورنر!!

بصرہ پر حکومت کے دوران مغیرہ نے خاندان بنی ہلال کی ”ام جمیل“ نامی ایک شوہر دار عورت سے ناجائز تعلقات قائم کئے تھے۔ اس عورت کا شوہر قبیلہ ثقیف سے تعلق رکھتا تھا اور اس کا نام حجاج بن عتیک تھا۔

چند مسلمان ان دونوں کے اس بھید سے آگاہ ہوئے اور ان کی تاک میں رہے۔ جب یہ خلیفہ کا امین گورنر ”مغیرہ“ ”ام جمیل“ کے پاس چلا گیا، تو تھوڑی ہی دیر میں تاک میں بیٹھے ہوئے لوگ اچانک اس کے کمرے میں داخل ہو گئے اور ان دونوں کو عریاں، شرمناک اور رسوائی کے عالم میں رنگے ہاتھوں پکڑ لیا!!

یہ لوگ مدینہ جا کر خلیفہ سے ملے اور رومداد کو جیسے دیکھا تھا من وعن خلیفہ کی خدمت میں بیان کیا۔ عمر نے مغیرہ کو مدینہ بلایا اور ابو موسیٰ اشعری کو اس کی جگہ پر بصرہ بھیج دیا۔

مغیرہ کی داستان شاہدوں کی خلیفہ کے سامنے شہادت دینا، خلیفہ کا رد عمل، اس کا حیرت انگیز فیصلہ اور اس ماجرا کا خاتمہ ایک مفصل اور لمبا قصہ ہے۔ اس کی تفصیلات آپ کتاب ”عبداللہ ابن سبا کی پہلی جلد کے“ مغیرہ ابن شعبہ کی زنا کاری کے عنوان سے لکھے گئے واقعات میں پڑھ سکتے ہیں۔ بلاؤری کہتا ہے:

ابو موسیٰ اشعری ۶ھ میں مغیرہ ابن شعبہ کے بعد بصرہ کا گورنر مقرر ہوا۔ اس نے دجلہ کے اطراف میں موجود تمام آبادیوں کی جانچ پڑتال کی اور اسے معلوم ہوا کہ وہاں کے باشندے

فرمانبرداری پر آمادہ ہیں، اس لئے حکم جاری کیا کہ اس علاقہ کی زمینوں کی پیمائش کر کے ان کے لئے خراج کی مقدار معین کی جائے۔

اہواز کے علاقوں کی فتح کے بارے میں بلاذری نے اس طرح لکھا ہے:

مغیرہ بن شعبہ جب عتبہ بن غزوہ ان کے جانشین کی حیثیت سے بصرہ میں گورنر تھا، اس نے ۱۶ھ کے اواخر اور ۱۷ھ کے اوائل میں اہواز پر حملہ کیا اور سوق اہواز کے مقام پر وہاں کے مقامی حکمران ”فیروزان“ سے جنگ کی اور سرانجام ایک رقم حاصل کر کے اس سے صلح کر لی۔

”فیروزان“ نے مغیرہ کے جانشین ابوموسیٰ اشعری کی حکومت کے دوران اپنے معاہدے کو نظر انداز کرتے ہوئے خراج ادا کرنے سے پہلو تہی کی۔ ابوموسیٰ نے اس سے جنگ کی اور ۱۷ھ میں سوق اہواز اور نہر تیری کو فتح کر کے اپنے مقبوضہ علاقوں میں شامل کر لیا۔

بلاذری، واقدی اور ابوحنیفہ سے نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:

ابوموسیٰ نے اہواز کی طرف لشکر کشی کی۔ وہ ایران کے مختلف علاقوں کو یکے بعد دیگرے فتح کرتے ہوئے پیش قدمی کرتا جاتا تھا اور ایرانی بھی مقابلہ کی تاب نہ لاتے ہوئے بھاگتے جاتے تھے وہ اس طرح اپنی زمینیں چھوڑ کر پستی اختیار کرتے جاتے تھے۔ اس کے نتیجے میں ابوموسیٰ اشعری نے اس علاقہ کی تمام زمینوں پر اپنا قبضہ جمالیا۔ اس وقت وہ صرف شوش، استخر، مناذراور رامہرمز کو فتح نہ کر سکا۔

بعد میں ابوموسیٰ نے مناذرا کو اپنے محاصرہ میں لے لیا تھا کہ اسے خلیفہ کا حکم ملا کہ اپنی جگہ پر کسی کو جانشین مقرر کر کے شوش پر حملہ کرے۔ ابوموسیٰ نے خلیفہ کے حکم تعمیل کرتے ہوئے ”ربیع بن زیاد حارثی“ کو اپنی جگہ پر مقرر کر کے شوش پر چڑھائی کی اور جنگ کر کے اس جگہ کو فتح کیا سرانجام ”بڑے اور چھوٹے مناذرا“ دونوں کو مسلمانوں نے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ ابوموسیٰ کے حکم سے عاصم بن قیس نے وہاں کی زمام حکومت سنبھالی۔ ابوموسیٰ نے ”سوق اہواز“ کی حکومت کی باگ ڈور انصار

کے نام بیان، جندب فزاری کے حوالہ کی۔

شوش پر اس طرح قبضہ کیا کہ ابوموسیٰ نے شوش کا محاصرہ کیا، محاصرہ کو رفتہ رفتہ تنگ کر رہا تھا کہ جب محاصرہ میں پھنسے لوگوں کے کھانے پینے کے ذخائر ختم ہوئے تو مجبور ہو کر انہوں نے عہدِ امن طے پایا ابوموسیٰ سے صلح کی درخواست کی۔ ابوموسیٰ نے ان کی صلح کی درخواست اس شرط پر منظور کی کہ محاصرہ میں پھنسے لوگوں میں سے صرف ایک سوا فرادہ امان ملے گی محاصرہ میں پھنسے لوگوں نے مجبور ہو کر اسے قبول کیا۔ جب قلعہ کے دروازے کھولے گئے تو ان میں سے صرف ایک سوا فرادہ صلح و باہمی بیگناہی اور شوش کے باقی تمام لوگ اور سپاہی قتل و ام کر دیے گئے۔

ابوموسیٰ نے رامہر مزر کے باشندوں سے آٹھ یا نو لاکھ درہم وصول کرنے کے عوض ان سے صلح کی۔ لیکن رامہر مزر کے باشندوں نے ابوموسیٰ کی حکومت کے آخری دنوں میں بغاوت کی۔ اس بغاوت کو بری طرح کچل دیا گیا وہاں کے باشندے پھر سے اطاعت کرنے پر مجبور ہوئے۔

بلاذری نے شوشتر کی فتح کے بارے میں تفصیل سے حالات درج کئے ہیں۔ جس میں یہاں مالاروں، کماندروں اور میدان کارزار کے ایک ایک جنگجو کے نام تک ذکر کئے ہیں لیکن انہیں پر حملہ، سلمی، بکلیب اور غالب کا نام و نشان نہیں پایا جاتا اور اسی طرح فتح نہاوند میں بھی ان کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

اس عالم نے مذکورہ علاقے کے تمام حکام، فرماں روا اور خلیفہ عمر کے کارندوں کے نام درج کئے ہیں، مثال کے طور پر ”عاصم بن فیض“، ”مناذر پر“، ”ثمرہ ابن جندب فزار سوق اہواز پر“، ”جاشع ابن مسعود“، ”بصرہ کی سر زمینوں پر“، ”حجاج بن عتیک“، ”فرات پر، خلیفہ عمر کے اقرباء میں سے“، ”نعمان بن عدی“، نامی ایک شخص دجلہ کی سر زمینوں پر اور ”ابو مریم خنی“، رامہر مزر پر حکومت کرتے تھے۔

اسی طرح بلاذری نے خلیفہ عمر کے بعض عارض اور دائمی کارندوں کے نام بھی اپنی کتاب میں درج کئے ہیں اور ان کی سرگرمیوں کی کیفیت اور ان کی فرماں روائی کے تحت علاقوں کے بارے

میں مکمل تفصیلات ذکر کئے ہیں۔ لیکن ان میں کہیں بھی سیف کے افسانوی دلاوروں اور سوراؤں کا نام و نشان دکھائی نہیں دیتا!!

لیکن ”بنی عم“ کے بارے میں ابوالفرج اصفہانی نے اپنی کتاب ”اغانی“ میں انھیں قبیلہ تمیم سے نسبت دے کر اس طرح لکھا ہے:

وہ حکومت عمر بن خطاب کے زمانے میں بصرہ میں خاندان تمیم سے مل کر اسلام لائے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے دوسرے مسلمانوں کے دوش بدوش مشرکین سے جنگ کی اور اچھی جنگ لڑی ہے اور عرب ان سے یوں کہتے تھے:

اگرچہ تم لوگ عرب نہیں ہو، لیکن تم ہمارے بھائی ہمارے خاندان کے افراد، ہمارے دوست اور ہمارے بنی عم ہو۔

اسی سبب سے مذکورہ قبیلہ کے لوگوں کو ”بنی عم“ کہا جاتا تھا اور انھیں اعراب محسوس کیا جاتا تھا نیز کہا جاتا ہے کہ چوں کہ ”جریر“ و ”فرزدق“ دو شاعروں کے درمیان کچھ ان بن ہو گئی اور وہ ایک دوسرے کے خلاف بدگوئی اور جھوٹے کہنے پر اتر آئے اس لئے ان کے خاندانوں میں بھی ایک دوسرے سے ٹھن گئی۔ اس دوران خاندان بنی عم کے افراد لاناٹھی لے کر خاندان فرزدق کی مدد کے لئے آگئے۔

”جریر“ نے اس سلسلے میں یہ شعر کہے ہیں:

فرزدق کی، لاناٹھی لے کر آنے والے بنی عم کے علاوہ کوئی اور مدد کرنے والا

نہیں تھا!! بنی عم، الو: دور ہو جاؤ! ہوازا اور نہر تیری تمھاری جگہ ہے اور عرب

تمھیں نہیں پہچانتے!

کہا جاتا ہے کہ بعض شعراء نے ”بنی ناحیہ“ کی جھوٹے کہنے خاندان بنی عم سے تشبیہ دی ہے اور انھیں قریش سے منسوب کر کے طعن زنی کرتے ہوئے اس طرح اشعار کہے ہیں:

ہم قریش کے ”بنی سام“ کو ”بنی عم“ کے مانند جانتے ہیں۔

بحث و تحقیق کا نتیجہ

ہم نے دیکھا کہ سیف کہتا ہے، خالد بن ولید نے حرمہ، ثنی، سلمیٰ، اور مذکور کو خط لکھا تا کہ ”ابلہ“ کے مقام پر اپنی سپاہ کے ساتھ اس سے ملحق ہو جائیں۔ اور کہتا ہے کہ جنہوں نے ایرانیوں سے لڑنے کے لئے پہلی بار ایران کی سرزمین پر قدم رکھا، وہ حرمہ، سلمیٰ اور دیگر دو تہمی سردار تھے جو نیک مہاجر اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی محسوب ہوتے تھے، اور ان کے ماتحت چار ہزار فوجی تھے، وہ اظہ، جحرانہ اور نعمان میں داخل ہوئے اور ایرانیوں سے جنگ کرتے ہوئے پیش قدمی کر کے ورقاء، ہرمزگرد اور فرات باوقی کو فتح کر لیا۔

جبکہ بلاذری نے بصرہ اور خوزستان کے تمام سپہ سالاروں اور گورنروں کو اس ترتیب سے جیسے وہ برسر کار آئے، بصرہ کے بانی ”عتبہ بن غزوہ“۔ جو آٹھ سو سپاہیوں کے ساتھ وہاں پر آیا تھا۔ سے لے کر ان کے آخری نفر تک تمام مشخصات اور کوائف کے ساتھ ایک ایک کر کے نام لیکر ان کا ذکر کیا ہے، ان کی فتوحات اور خدمات کی تشریح کی ہے۔ لیکن سیف کے دوسور ماہ صحابیوں کا ان میں کہیں نام و نشان نہیں ملتا!! اس کے علاوہ اظہ، جحرانہ اور نعمان جیسی جگہوں کا بھی کہیں ذکر نہیں ملتا۔ ہم نے دیکھا کہ کتاب ”معجم البلدان“ کے مؤلف، حموی نے سیف کی باتوں پر اعتماد کر کے اس کے خیالی مقامات کا اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور اپنے مطالب کے ثبوت میں ان کی دلاوریوں کا ذکر بھی شعر کی صورت میں پیش کیا ہے!

عبدالمؤمن نے بھی حموی کی تقلید کرتے ہوئے انہی مطالب کو اپنی کتاب ”مراعد الاطلاع“ میں نقل کیا ہے۔

چونکہ حموی کا اعتقاد یہ ہے کہ ”جحرانہ“ نام کی دو جگہیں ہیں، ان میں سے ایک جگہ حقیقتاً حجاز

میں اس دور سے اور دوسری جگہ جس کا سیف نے بتا دیا ہے وہ خوزستان میں واقع ہے۔ اس لئے حموی نے اسی انتقاد سے اس مشترک نام کو اپنی کتاب ”المشترک“ میں سیف کی اسی روایت کی سند کے ساتھ درج کیا ہے۔

سیف، مناذر اور تیری نام کے دو علاقوں کو اپنے افسانوی اور خیالی پہلو انوں، خاندان بنی العم کے غالب اور کلیب کے ذریعہ فتح کر کے ان کی نسبت کو خاندان تمیم تک پہنچاتا ہے۔ اور سوق ابوواز کی فتح کو اپنے ایک دوسرے خیالی و افسانوی سورما اور رسول خدا ﷺ کے صحابی ”ہرقوص بن زبیر“ سے منسوب کرتا ہے۔ اور آخر خاندان تمیم کے چار نامور سرداروں کو الگ الگ عہدے اس ترتیب سے سونپتا ہے: مناذر اور تیری کی فوجی چھاو نیوں کی کمانڈر ملہ اور سلمی کے حوالہ کرتا ہے اور ان دو علاقوں کی حکومت خاندان بنی العم کے دوسرے سرداروں کلیب اور غالب کے ہاتھوں میں دیتا ہے اور سرانجام حرمہ و سلمی کو نمائندوں کے عنوان سے خلیفہ کی خدمت میں بھیجتا ہے تاکہ تمیمیوں کی ناگفتہ بہ حالت کی تفصیل خلیفہ کے حضور بیان کریں۔ اس کے بعد سیف ادعا کرتا ہے کہ خلیفہ عمر نے حکم دیا کہ خاندان کسریٰ کی جاگیر خاندان تمیم میں تقسیم اور ان کے نام درج کی جائے! اور اس طرح ایرانی بادشاہوں کی جاگیر و جائیداد تمیمیوں کو منتقل ہوتی ہے!!

سیف، حرمہ و سلمی کو رسول خدا ﷺ کے دو صحابی، مہاجر، فہم و فراست کے مالک اور حالات پر تسلط رکھنے والوں کی حیثیت سے چھوڑتا ہے اور اپنے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے اپنے افسانے کی ایک الگ فصل میں کسریٰ کو بھڑکاتا ہے کہ ایرانیوں کے قومی جذبات مشتعل کر کے ایک منظم فوج آمادہ کرے ساتھ ہی ساتھ ابوواز کے باشندوں سے بھی مدد طلب کرے تاکہ اس کے افسانوی دلاور حرمہ اور سلمی اس زبردست خطرہ کا احساس کر کے اس روئیداد کی رپورٹ خلیفہ کو پہنچا کر کسریٰ کے منصوبے کو نقش بر آب کر دیں۔

سیف، شوش اور شوشتر کی جنگوں میں اپنے دو افسانوی اور خیالی کرداروں حرمہ اور سلمی کو اہم

کام سوچتے ہوئے مناطق اصفہان اور پارس پر ان کے بے رحمانہ حملوں کی جو تشریح کرتا ہے اور فوجی اہمیت کے دور استوں پر ان کے تسلط اور نہاد کی جنگ میں دشمن کی کمک رسانی کے راستے کو کاٹ دینے کی جو توصیف کرتا ہے۔ یہ سب کے سب اس کے افسانے اور خیال بندیاں ہیں۔

لیکن سیف کے اس قدر جھوٹ اور خیال بندی کے مقابلے میں بلاذری لکھتا ہے:
بصرہ کے گورنر کا جانشین ”مغیرہ بن شعبہ ثقفی“ سوق ابوہواز کے باشندوں سے صلح کرتا ہے۔ جب ابو موسیٰ اشعری کی حکومت کے دوران سوق ابوہواز کے باشندے معاہدے سے پہلو تہی کرتے ہیں تو ابو موسیٰ اشعری ان کے ساتھ سخت جنگ کرتا ہے اور اس جگہ کو نہر تیری تک اپنے قبضے میں کر لیتا ہے۔

ابو موسیٰ اشعری کا جانشین ”رجیع بن زیاد حارثی“ مناذر کبریٰ پر قبضہ کرتا ہے۔ اس کے بعد ابو موسیٰ اس جگہ کی حکومت ”عاصم بن قیس“ کو اور ”سوق ابوہواز“ کی حکومت ثمرۃ ابن جندب فزاری کے حوالہ کرتا ہے۔

ہم نے دیکھا کہ بلاذری کی کتاب میں فتح شوش اور شوشتر اور نہاد کے واقعات کی مفصل تشریح کی گئی ہے نیز دجلہ اور ابوہواز کے اطراف کے حکام کے نام ترتیب سے ذکر کئے گئے ہیں، شعرا کی دلاوریوں پر مشتمل اشعار مقام و منزلت کے مطابق درج کئے گئے ہیں، لیکن سیف کے افسانوی پہلو انوں کا کہیں نام و نشان دکھائی نہیں دیتا اور تمیم کے جنگجوؤں، ان کے رزمی اشعار اور ان مقامات و شہروں کا کہیں کوئی اتنا پتا نہیں ملتا جن کا سیف نے نام لیا ہے! کیوں کہ وہ تمام حکمران اور سردار جن کا بلاذری نے نام لیا ہے، قبائل مازن، ثقیف، اشعری، بنی حارثہ، بنی سلیم اور فزارہ سے تعلق رکھتے تھے نہ کہ خاندان تمیم اور سیف بن عمر سے!!

اب، اس کا جواب کہ سیف نے کیوں ایسا کام کیا ہے؟
جہاں تک ہمیں سیف کی ذہنیت اور مزاج کا علم ہے خاندانی اور مذہبی تعصبات اس کے

زندہ لقی ہونے کے پیش نظر اسے آرام سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اپنے خاندان کو ان تمام فخر و مباہات سے محروم دیکھے، لہذا وہ ان تمام فتوحات کو براہ راست اپنے قبیلہ یعنی خاندان تمیم کے افسانوی دلاوروں کے نام ثبت کرتا ہے۔

وہ ایسے شہر اور قصبوں کی تخلیق کرتا ہے جنہیں تمیمیوں نے فتح کیا ہے، تمیمیوں کی لڑی ہوئی جنگوں اور ان کی فتوحات کے افسانے تخلیق کرتا ہے حتیٰ اس حد تک دعویٰ کرتا ہے کہ جن فوجیوں نے پہلے بار سرزمین ایران پر قدم رکھے اور ایرانی فوجوں سے نبرد آزما ہوئے تمیمی تھے!!

ان تمام افسانوی افتخارات کو شواہد و دلائل کے ساتھ رزمیہ شعراء کی زبان پر جاری کر کے خاندان تمیم سے منسوب کرتا ہے اور سرانجام ایرانی بادشاہ کی جاگیر کو بھی خلیفہ عمر سے وکالت حاصل کر کے خاندان تمیم کو بخش دیتا ہے۔ اس طرح وہ ان افتخارات کو اپنے قبیلہ کے نام ثبت کر کے ایک امت کی تاریخ کا مذاق اڑاتا ہے!!

سیف نے خاندان تمیم کے بصرہ میں ہمسایہ اور ہم پیمان، خاندان ”بنی العم“ کے لئے شجرہ نسب بھی گڑھ لیا ہے اور اس خاندان کا نام بنی العم رکھنے کے سلسلے میں ایک دلچسپ افسانہ تخلیق کر لیا ہے اور اپنے دعوے کے ثبوت میں چند اشعار بھی لکھے ہیں۔ اس کے علاوہ کارناموں، جنگوں، جنگی منصوبوں اور شجاعتوں کے ایک مجموعہ کو خاندان بنی عم سے منسوب کرتا ہے تاکہ اس کی خیال بندی اور افسانہ سازی کی نعمت سے یہ خاندان بھی محروم نہ رہے۔

سیف کے اتنی زحماتیں اٹھا کر افسانوں کو خلق کرنے کے بعد کیا شاعر عرب ”جریر“ کو یہ کہنا مناسب تھا!!

اے خاندان بنی عم! دور ہو جاؤ! ہوا ز اور نہر تیری تمھاری جگہ ہے اور عرب تمھیں نہیں جانتے!!

سیف کے افسانوی شعراء

یہ نے ان افسانوں میں خاندان تمیم سے درج ذیل نو شعراء کی تخلیق کی ہے تاکہ وہ قبیلہ تمیم کی عظمت و افتخارات پر روشن دیں اور اس قبیلہ کی شہرت کو چار چاند لگائیں۔ یہ ایسے شعراء ہیں جن کا سرانغ شعر و ادب کے کسی دیوان میں نہیں ملتا اور ان کے رزمیہ اشعار سیف کے علاوہ کہیں نظر نہیں آتے:

۱۔ ملاحظہ فرمائیے کہ یہ ”مرۃ بن مالک تمیمی“ کا بھائی ہے جو اپنے بھائی ”مرۃ“ کی سرزنش کرتے ہوئے یوں کہتا ہے:

عزیز ”مر“ گویا اندھا ہو چکا تھا جو مال و ثروت کے لالچ میں راہی
ملک ایران ہوا

۲۔ اور یہ ”مر“ کا دوسرا بھائی ”یربوع بن مالک“ ہے جو کہتا ہے:

قبیلہ ”معد“ و ”نزار“ کے سردار اپنے فخر و مباہات کا اظہار کرتے وقت
جانتے ہیں کہ ہمارا قبیلہ ”مضر“ دوسرے قبائل کو روشنی بخشنے والا ہے۔
یہاں تک کہتا ہے:

اگر عربوں کے افتخارات کی لہریں اپنی خود ستائی میں موجیں ماریں گی تو ہمارے
ریوں کے۔۔۔ افتخارات کی لہریں سب سے بلند ہوں گی۔

۳۔ ”ایوب بن غصبہ“ نے یہ اشعار کہے ہیں:

ہم قبیلہ تمیم والے ایسے بادشاہ ہیں جنہوں نے اپنے اسلاف کو عزت بخشی ہے اور ہم نے ہر
زمانے میں دوسروں کی عورتوں کو اسیر بنایا ہے۔

۴۔ یہ ”حصین بن نيار حنظلی“ سیف کا جعلی شاعر اور صحابی ہے جو کہتا ہے:

جب ”دلوٹ“ سے بالاتر ایرانیوں کا ہمارے ایک فوجی دستہ سے آمناسا منا ہوا تو (ہمارے
فوجیوں کے) جوش و خروش کو دیکھ کر ان کی آنکھیں چکا چوندھ ہو گئیں۔

۵۔ ”غالب بن کلیب“ یوں کہتا ہے:

ہم ”مناذر“ کی جنگ میں کافی سرگرم تھے جبکہ اسی وقت کلیب اور وائل نے ”تیری“ کے باشندوں کو بے بس کر کے رکھ دیا تھا۔

یہ ہم تھے، جنہوں نے ”ہرمزان“ اور اس کی فوج پر فتح پائی اور ان کے کھانے پینے کی اشیاء سے بھری آبادیوں پر قبضہ جمایا۔

۶۔ اور یہ ”اسود بن سرلیع تمیمی“ سیف کا تخلیق کیا ہوا شاعر اور رسول خدا ﷺ کا صحابی ہے، جو کہتا ہے:

تیری جان کی قسم! ہمارے رشتہ دار امین تھے اور جو کچھ ان کے حوالے کیا جاتا تھا، اس کا تحفظ کرتے تھے۔

”ہرمزان“ اپنے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر میدان کارزار سے فرار کر گیا اور اس نے مجبور ہو کر اہواز کو ترک کر دیا۔

۷۔ سیف کا ایک اور جعلی صحابی اور شاعر ”حرقوص بن زہیر“ ہے، جو کہتا ہے:

ہم نے ”ہرمزان“ اور اس کے مال و متاع سے بھرے شہروں پر فتح پائی۔

۸۔ سیف کا ایک اور جعلی صحابی و مہاجر ”سلمیٰ بن قین“ کہتا ہے:

کیا آپ کو یہ خبر نہیں ملی کہ ”ورکاء“ کے مقام پر ”انوش جان“ پر ہمارے ہاتھوں کیا گزری؟

۹۔ اور یہ سیف کا جعلی مہاجر اور قدیم و مقرب صحابی ”حرملہ بن مریطہ“ ہے جو اس طرح داد سخن

دیتا ہے:

”ہم تمیمیوں نے اپنے سواروں کی تلواروں کی ضرب سے ”میشان“ کے

باشندوں کو ”ورکاء“ تک پسپا کر دیا“

سیف نے رسول خدا ﷺ کے لئے ”حرملہ بن مریطہ“ جیسا صحابی تخلیق کیا ہے کہ نہ رسول

خدا ﷺ نے اسے دیکھا ہے، نہ پہچانا ہے اور پیغمبر ﷺ کے دوسرے اصحاب حتیٰ تابعین نے بھی اسے نہیں پہچانتے۔

سیف نے ”حرمہ بن مریطہ“ کو ایک نیک صحابی و مہاجر کے عنوان سے چکھوایا ہے اور اس کی شجاعتوں اور دلاوریوں کے قصے بیان کئے ہیں تاکہ اس کی باتیں دلوں پر اثر ڈالیں اور اس کے افسانے معتبر کتابوں میں درج کئے جائیں۔

یہی سبب ہے، کہ معروف علماء جیسے، ابن اثیر، ذہبی اور ابن حجر، سیف پر اعتماد کر کے اس کی باتوں کی تشریح کرتے ہوئے اپنی معتبر اور قیمتی کتابوں، اسد الغابہ، التجرید اور الاصابہ۔ جو اصحاب رسول ﷺ کی معرفی سے مخصوص ہیں۔ میں ”حرمہ بن مریطہ“ کی زندگی کے حالات کو درج کئے ہیں اور اسے بھی رسول ﷺ کے دوسرے اصحاب کی فہرست میں قرار دیا ہے۔

ان علماء نے سیف کی انہی باتوں پر اعتماد کرتے ہوئے ”ثنیٰ بن لاحق“ اور ”حصین بن نیار“ جن کی داستان اسی کتاب میں آئے گی اور ”حرقوص بن زہیر“ جس کی داستان بیان کی گئی، کو بھی رسول خدا ﷺ کے اصحاب کی حیثیت سے ذکر کیا ہے۔

”دسلی بن قین“ کی زندگی کے حالات بھی بیان ہو چکے اور اس کے نیک صحابی اور مہاجر ہونے پر تاکید کی گئی ہے۔ اور ”ابن کلبی“ سے روایت کر کے اس کا شجرہ نسب بھی لکھا گیا ہے، لیکن ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ اس شجرہ نسب کو ابن کلبی نے سیف سے روایت نقل کیا ہے یا کسی اور سے!!

سیف کی ان ہی باتوں پر استناد کر کے ”سمعانی“ اور ”ابن ماکول“ ”ایوب بن عصبہ“ کے بارے میں لکھتے ہیں:

سیف کی کتاب ”فتوح“ میں درج مطالب کے مطابق ”ایوب بن عصبہ“ ایک شاعر ہے جس نے نہر تیری میں ”ہرمزان“ سے لڑی گئی جنگ میں شرکت کی ہے اور اس سلسلے میں بہت سے اشعار بھی کہے ہیں۔

ابن اشیر نے بھی ”سمعانی“ اور ”ابن ماکولا“ کی عین عبارت کو سند کا ذکر کئے بغیر ”اللباب“ نامی اپنی دوسری کتاب میں درج کیا ہے۔ اور ایسا لگتا ہے کہ ”ایوب بن عصبہ“ کے حالات لکھتے وقت ابن اشیر کے سامنے سیف کی کتاب موجود تھی، جیسا کہ ہم نے حموی کے بارے میں پڑھا کہ کتاب ”معجم“ میں مطالب لکھتے وقت اس کے پاس ”ابن خاضہ“ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی سیف کی کتاب موجود تھی، اور اسی کتاب پر تکیہ کرتے ہوئے اور اس بات کا واضح طور پر اقرار کر لے ہوئے اس کے افسانوں اور مقامات کی تشریح کی ہے۔ کیوں کہ یہ افسانے صرف سیف کے یہاں پائے جاتے ہیں۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے حموی نے سیف کی کتاب ”فتوح“ سے ایسے مطالب اور اشعار بھی نقل کئے ہیں، جن کے بارے میں طبری نے اپنی تاریخ ”کبیر“ میں کوئی اشارہ نہیں کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حموی کی کتاب ”معجم البلدان“ میں سیف کی ایسی احادیث بھی موجود ہیں جو تاریخ طبری میں نہیں پائی جاتی ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ طبری نے ایسی احادیث کو اہم نہ سمجھتے ہوئے نظر انداز کر دیا ہے۔

ساتھ ہی جو کچھ طبری نے سیف کی کتاب سے نقل کیا ہے، ابن اشیر، ابن کثیر اور ابن خلدون نے بھی ان مطالب کو طبری سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔

”زبیدی“ نے اپنی کتاب ”تاج العروس“ میں مادہ ”مرط“ کے بارے میں جو بات لکھی ہے وہ قابل توجہ ہے:

”حرمہ بن مریطہ“ کے بارے میں سیف اپنی کتاب ”فتوح“ میں ذکر کرتے

ہوئے کہتا ہے کہ وہ پیغمبر خدا ﷺ کے نیک اصحاب میں سے تھا۔ میں

(زبیدی) اضافہ کرتا ہوں کہ حرمہ بن حنظلہ سے تھا اور مہاجرین میں سے تھا۔

اور یہ وہی شخص ہے جس نے ”مناذر“ کو فتح کیا اور ”سلمیٰ بن قین“ کے ہمراہ

نہر تیری کو فتح کرنے میں شرکت کی ہے۔ اس کی داستان لمبی ہے۔
 گویا زبیدی نے اس نکتہ کہ طرف توجہ ہی نہیں کی کہ مریطہ کے بارے میں اس
 کی باقی روایت کا مصدر بھی سیف بن عمر ہے یا کوئی، جب کہ وہ یہ کہتا ہے کہ:
 میں اضافہ کرتا ہوں...

حرمہ کے بارے میں سیف کے افادات

- ۱۔ ”اطر“ ”نعمان“ اور ”ہجرانہ“ نام کی تین جگہوں کی تخلیق، تاکہ ان کا نام جغرافیہ کی
 کتابوں میں درج ہو کر محققین کی سرگردانی اور حیرت کا سبب بنے۔
- ۲۔ ”حرمہ بن مریطہ“ نام کا ایک صحابی و مہاجر تخلیق کرنا۔
- ۳۔ ایسے میدان کارزار اور فوجی کیمپوں کی تخلیق جو حقیقت میں وجود نہیں رکھتے تھے۔
- ۴۔ خاندان تمیم کے جنگجوؤں کی طرف سے حیرت انگیز اور حساس جنگی منصوبوں کی تخلیق۔
- ۵۔ خاندان تمیم کو شہرت بخشنے کے لئے فتوحات اور دلاوریوں پر مشتمل رجز خوانیاں اور
 رزمیہ اشعار تخلیق کرنا، اور یہ سب حرمہ سے متعلق افسانہ کی برکت سے ہے۔

نواں جعلی صحابی

حرمہ بن سلمیٰ تمیمی

ابن حجر کی غلطی کا نتیجہ

جو کچھ ہم نے یہاں تک حرمہ بن مریطہ کے بارے میں کہا، وہ ایسے مطالب تھے جو سیف کی روایتوں کے متن میں آئے ہیں۔ یعنی ان ہی روایتوں کے پیش نظر، پیغمبر اکرم ﷺ کے اصحاب کی سوانح لکھنے والے مؤلفین نے حرمہ بن مریطہ کے حالات زندگی میں بھی پیغمبر خدا ﷺ کے صحابی کی حیثیت سے قلم بند کئے ہیں۔ اس کے علاوہ سیف کی انہی روایتوں کے پیش نظر طہ، نعمان اور بعرانہ جیسی فرضی اور خیالی جگہیں بھی جغرافیہ کی کتابوں میں درج کی گئی ہیں!

ان حالات کے پیش نظر ابن حجر جیسا دانشور ان مطالب پر اپنی طرف سے بھی کچھ بڑھا کر پیش کرتا ہے۔ اور ممکن ہے اس کے یہ اضافات اس امر کا نتیجہ ہوں کہ جب ابن حجر سیف کی کتاب ”فتوح“ میں حرمہ وسلم کا افسانہ پڑھ رہا تھا تو، یا حرمہ وسلم کو غلطی سے حرمہ بن سلمیٰ پڑھا ہے یا جو کتاب اس کے ہاتھ میں تھی، اس میں کتابت کی غلطی سے حرمہ وسلم کے بجائے حرمہ بن سلمیٰ لکھا گیا ہو اور اس چیز نے ابن حجر کو غلطی سے دوچار کیا ہے!

بہر حال جو بھی ہو، کوئی فرق نہیں درحقیقت بات یہ ہے کہ ابن حجر نے حرمہ بن سلمیٰ نامی ایک نئے تخلیق شدہ صحابی کے لئے اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں جگہ مخصوص کر کے لکھتا ہے:

سیف بن عمر تمیمی اور طبری نے لکھا ہے:

خالد بن ولید نے ۱۲ھ میں عراق کی زمام حکومت سنبھالنے کے بعد حکم جاری کیا کہ حرمہ بن سلمیٰ، مذکور بن عدی اور سلمیٰ بن قین اس سے ملحق ہو جائیں۔ جن کی کمانڈ میں مجموعی طور پر آٹھ ہزار جنگجو تھے۔

جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے کہا ہے کہ اس زمانے میں رواج یہ تھا کہ سپہ سالار کا عہدہ صحابی کے علاوہ کسی اور کو نہیں سونپا جاتا تھا۔ (ز)

ابن حجر اپنی بات کے آخر میں حرف ”ز“ اس لئے لایا ہے کہ واضح کرے کہ اس مطلب کو کسی اور مورخ نے ذکر نہیں کیا ہے، بلکہ یہ حصہ اس کا زیادہ کیا ہوا ہے۔

سیف کے افسانوں کی تحقیق

سیف کی روایتوں کے اسناد کی جانچ پڑتال سے واضح ہو جاتا ہے کہ وہ خود ان اس داستا نوں کا خالق ہے اور مندرجہ ذیل مطالب ہماری اس بات کی حقانیت کو ثابت کرتے ہیں۔

سیف جب اپنی خاص روش کے تحت کوئی افسانہ لکھتا ہے تو اس کے لئے کسی دلاور یا دلاوروں کو خلق کرتا ہے، پھر کسی گواہ یا کئی گواہوں کو خلق کرتا ہے تاکہ وہ ان دلاوروں کی شجاعتوں اور دلاوریوں کے شاہد رہیں، پھر ان تمام مطالب کو ایسے روایوں کی زبانی روایت کرتا ہے جو ایک دوسرے سے سنتے ہیں اور اس طرح اس سلسلہ کو اپنے افسانے کے زمانے سے متصل کرتا ہے!

ہم ان گواہوں کے نام اور اسناد کی جستجو و تحقیق کے سلسلے میں مجبور ہو کر تاریخ اور صحابیوں کے حالات پر مشتمل کتابوں اور انساب کی کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اتفاق سے کبھی کبھی

سیف کے راویوں کے نام سے مشابہ راویوں سے مولجہ ہوتے ہیں اور ایسے موقع پر اپنے آپ سے سوال کرتے ہیں۔

کیا واقعا یہ راوی وہی ہے جس کا نام سیف نے اپنے افسانے کی سند میں لیا ہے؟ لیکن یہ شخص سیف سے برسوں پہلے مرچکا ہے لہذا ممکن نہیں ہے کہ سیف نے اسے دیکھا ہو اور کہ اس قسم کے مطالب اس نے سنے ہوں۔

لیکن اس کا یہ دوسرا راوی بھی سیف کے مرنے کے برسوں بعد پیدا ہوا ہے اس لئے ممکن نہیں ہے سیف نے اسے دیکھا ہو اور اس سے بات کی ہو!!

اس کے علاوہ دیگر مشابہ و ہمنام راوی بھی کثرت اور القاب کے لحاظ سے سیف کے راویوں سے مطابقت نہیں رکھتے ہیں۔

جو کچھ ہم نے کہا یہ اس صورت میں ہے کہ ایسا نام کہیں موجود ہو جس کا مشابہ سیف نے اپنی حدیث کی سند کے عنوان سے ذکر کیا ہو، اگر ایسا نہ ہو تو کام اور بھی مشکل تر ہو جاتا ہے، کیوں کہ ایسی صورت میں ہم مذکورہ مصادر کے علاوہ ادب، حدیث، سیرت اور طبقات وغیرہ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے پر مجبور ہوں گے تاکہ تحقیق کر کے ایسے راویوں کے وجود یا عدم کے سلسلے میں اطمینان حاصل کریں۔

ہم نے سیف کے گزشتہ افسانوں اور احادیث میں مشابہہ کیا کہ وہ اپنے راویوں کے طور پر اکثر محمد، طلحہ، مہلب، عمرو، اور دیگر چند مجہول الہویہ افراد کو پیش کرتا ہے۔ ان افراد کو پہچاننے کے لئے تحقیق کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے، کیوں کہ یہ محمد کون ہے؟ اگر سیف کے تصور کے مطابق یہ وہی محمد بن عبد اللہ بن سواد نویرہ ہے کہ طبری نے سیف سے نقل کر کے اس کی روایت کی گئی ۲۱۶، احادیث اپنی تاریخ کبیر میں درج کی ہیں، تو وہ سیف کا خلق کردہ راوی ہے۔ ہم نے مذکورہ بالا مصادر میں اس کا کہیں نام و نشان نہیں پایا۔

طلحہ، کیا یہ وہی سیف کے خیالات کی تخلیق طلحہ بن عبدالرحمن ہے یا کوئی اور طلحہ؟

اور مہلب، کہ سیف نے اسے مہلب بن عقبہ اسدی کے نام سے پہچوایا ہے۔ اس کی روایت کی گئی ۷۰ء، احادیث تاریخ طبری میں موجود ہیں۔ اس کا نام حدیث اور رجال کی کتابوں میں کہیں نہیں پایا جاتا۔

و، عمر کون ہو سکتا ہے؟ کیا یہ وہی عمرو ہے جس کی نحو یوں کی زبانی زید کے ہاتھوں پٹائی ہوتی ہے ”صَرَبَ زَيْدٌ عُمَرًا“ یا کوئی اور عمرو ہے؟

اس افسانہ میں سیف چند دیگر راویوں کا بھی نام لیتا ہے جن کا نام رجال کی کتابوں میں آیا ہے، جیسے ”عبداللہ بن مغیرہ عبدی“ اور ”ابوبکر ہذلی“

کیا سیف نے ان دوراویوں کو دیکھا ہے اور ان کی باتوں کو سنا ہے؟ یا یہ کہ صرف ایک افسانہ گڑھا کہا ہے اور ان کو دیکھے بغیر یا اس کے بغیر کہ انھوں نے سیف کو دیکھ کر اس سے کوئی بات کی ہو، ان سے نسبت دے دی ہے؟ ایہ ہمیں معلوم نہ ہو سکا؟

اب جب کہ واضح ہو چکا کہ سیف کی احادیث صرف اس کے ذہن کی پیداوار ہیں تو ذرا اس افسانہ کی اشاعت کرنے والے منابع پر بھی ایک نظر ڈالتے ہیں:

۱۔ امام المؤرخین، محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ کبیر میں ۱۲، ۱۳ھ کے حوادث کے ضمن میں سند کے ذکر کے ساتھ۔

۲۔ ابن ماکولانے اپنی کتاب ”اکمال“ میں سند کی ذکر کے ساتھ۔

۳۔ سمعانی نے اپنی کتاب ”انساب“ میں سند کے ساتھ

۴۔ یاقوت حموی نے اپنی کتاب ”معجم البلدان“ میں سند کے ساتھ۔ اس بیان کے ساتھ کہ ابن

خاضہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی سیف کی کتاب فتوح اس کے سامنے تھی۔

درج ذیل دانشوروں نے مذکورہ علماء سے مطالب نقل کئے ہیں:

- ۵۔ ابن اثیر نے اپنی کتاب ”اسد الغابہ“ میں براہ راست سیف بن عمرو طبری سے نقل کیا ہے
- ۶۔ ذہبی نے اپنی کتاب ”تجريد اسماء الصحابة“ میں کتاب اسد الغابہ سے نقل کیا ہے۔
- ۷۔ ابن حجر نے کتاب ”الاصابة“ میں طبری سے۔
- ۸۔ عبد المؤمن نے کتاب ”مرصد الاطلاع“ میں یاقوت حموی سے۔
- ۹۔ ابن اثیر نے کتاب ”اللباب“ میں سمعانی سے۔
- ۱۰۔ دوبارہ ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں طبری سے نقل کیا ہے
- ۱۱۔ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں طبری سے۔
- ۱۲۔ زبیدی نے کتاب ”تاج العروس“ میں روایت کے ایک حصہ کو سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

دسواں جعلی صحابی

ربیع بن مطر بن ثلج تمیمی

صحابی، شاعر اور رجز خوان

ربیع بن مطر کی سوانح عمری بیان کرتے ہوئے ابن عساکر لکھتا ہے:

ربیع بن مطر ایک ماہر رزمیہ شاعر تھا، جس نے رسول خدا ﷺ کو درک کیا ہے۔ ربیع، دمشق، بیسان اور قادسیہ کی جنگوں کے دوران اسلامی فوج میں حاضر تھا اور اس نے اس سلسلے میں اشعار کہے ہیں۔

ابن عساکر مزید لکھتا ہے:

سیف بن عمر سے روایت ہے کہ ربیع بن مطر نے بیسان کی جنگ میں اس طرح اشعار کہے ہیں:

”میں نے بیسان کی جنگ میں قلعوں میں مستقر ہوئے لوگوں سے کہا کہ
جھوٹے وعدے کسی کام کے نہیں ہوتے۔“

اے بیسان! اگر ہمارے نیزے تمہاری طرف بلند ہو گئے تو تمہیں ایسے دن

سے دو چار ہونا پڑے گا کہ لوگ تمہارے اندر رہنا پسند نہ کریں گے!
اے بیسان! آرام سے ہو اور اکڑومت! صلح کا انجام بہتر ہے اسے
قبول کرو!

اب جب کہ قبول نہیں کرتے ہو اور بیوقوفوں کی طرف سے سراب کے مانند
دی گئی امیدوں کی خوش فہمی میں مبتلا ہو چکے ہو تو اسی حالت میں رہو۔ چوں
کہ انھوں نے جنگ کے علاوہ کسی اور چیز کو قبول نہیں کیا، ہماری اس جنگ -
جس سے ہم کبھی منہ نہیں موڑتے، کی بلائیں ان کے سر پر پے در پے نازل
ہوئیں۔

ہم نے ان کا قافیہ ایسے تنگ کر دیا کہ وہ طولانی بد بختیوں، مصیبتوں اور
تاریکیوں سے دو چار ہوئے
ہم نے کسی جنگ میں شرکت نہیں کی مگر یہ کہ ہمارے قبیلہ نے اس کے
افتخارات کو خصوصی طور پر اپنے لئے ثبت کیا ہو۔

جب وہ بے بس ہوئے تو انھوں نے ہم سے معافی مانگی، پھر ہم نے آدھے
دن کے اندر ہی ان کے بزرگوں اور سرداروں کو بخش دیا۔

سیف کے کہنے کے مطابق ربیع نے طبریہ کی فتح کے سلسلے میں یہ اشعار کہے ہیں:
ہم ان کی سرحدوں پر قبضہ کرتے ہیں اور ہم ان کے مانند نہیں ہیں جو جنگ
سے کتراتے ہیں۔

وہ ڈر کے مارے اپنے گھروں کے اندر پائے جانے والے ہر سیاہ نقطہ پر
تلوار اور نیزہ سے حملہ کرتے ہیں۔

ہمارے جوانوں نے بلند یوں سے اترتے ہوئے گروہ گروہ کی صورت میں

ان پر حملے کئے اور وہ ڈرپوک ایسے بھاگ رہے تھے جیسے ان پر بجلی گرنے والی ہو۔

جب ان پر خوف و وحشت طاری ہو گئی تو ہم نے انھیں جھیل کے نزدیک ہونے سے روکا۔

دشمن کی روند و نوظم کی صورت میں یوں بیان کرتا ہے:

حمص کے شہر اور رومیوں کے مرغزاروں میں رہائش کرنے والوں سے پوچھ لو کہ انھوں نے ہماری کاری ضرب کو کیسی پائی؟
یہ ہم تھے جو مشرق کی جانب سے کسی رکاوٹ کے بغیر ایک ایک شہر کو پیچھے چھوڑتے ہوئے ان تک پہنچے۔

ہم نے مرغزاروں میں ان کے کشتوں کے پستے لگا دیے، اس حالت میں رومیوں نے اپنے مقتولوں کو چھوڑ کر فرار اختیار کیا۔

عربی گھوڑے ان کو میدان کارزار سے ایسے لے کے بھاگ رہے تھے کہ اپنی جان کی قسم میں کبھی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔
ان گھوڑوں نے انھیں ان کے مقصد و آرام گاہ حمص تک پہنچا دیا۔

ربیع بن مطر نے قادیسیہ کی جنگ، اسلام کے دلاوروں کی توصیف اور میدان جنگ سے فرار کرنے والے ایرانیوں کی تعقیب کے بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

جب میدان دشمنوں سے کھچا کھچ بھرا تھا تو، عاصم بن عمرو ان پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑا۔

یا اس مرد مہمان نواز کی طرح، سبوں کو حیرت میں ڈال کر ہرمزان کی اس شان و شوکت کو درہم برہم کر کے رکھ دیا۔

میں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ حنظلہ نے نہر میں ایرانیوں پر حملہ کر کے ان کے کشتوں کے پستے لگا دیے۔

یہی وقت تھا جب سعد و قاص نے بلند آواز میں کہا: جنگ کا حق صرف تمیمیوں نے ادا کیا ہے۔

یہی وہ دن تھا جب ہمیں انعام کے طور پر اچھے نسل کے گھوڑے ملے اور ایسے انعام حاصل کرنے میں ہم دوسرے لوگوں پر مقدم تھے۔

ابن حجر بھی اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں ربیع بن مضر کے بارے میں لکھتا ہے:

اس — ربیع بن مضر — نے رسول خدا ﷺ کو درک کیا ہے۔ سیف نے اپنی کتاب فتوح میں دمشق، قادیسیہ اور طبرستان جیسے شہروں کی فتح کے بارے میں اس کے کافی اشعار درج کئے ہیں۔ منجملہ طبرستان کی فتح کے بارے میں لکھے گئے اس کے اشعار حسب ذیل ہیں:

ہم سرحدوں پر حملہ کرتے ہیں اور انھیں اپنے قبضے میں لے لیتے ہیں ہم ان لوگوں کے مانند نہیں ہیں جو جنگ سے کتراتے ہیں۔

چوں کہ ان پر جنگ کا خوف طاری تھا اس لئے ہم نے ان کو جھیل کے نزدیک جانے سے روکا۔

ابن حجر اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے:

ابن عساکر بھی کہتا ہے کہ اس — ربیع بن مضر — نے رسول خدا ﷺ کو درک کیا ہے اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچا ہے۔

ان دو دانشوروں — ابن عساکر اور ابن حجر — نے سیف کی باتوں پر اعتماد کرتے ہوئے اس خیالی شاعر اور صحابی کے دمشق، بیسان اور طبرستان کی جنگوں میں شرکت کرنے کا یقین کر کے اسے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے اور سیف نے اس کی زبانی اپنے خاندان کی شجاعتوں اور دلاوریوں

کے بارے میں کہے گئے اشعار کو شاہد کے طور پر پیش کیا ہے۔ جب کہ ہم نے اس سلسلے میں پہلے ہی کہا ہے کہ حقیقت میں خاندان تمیم والے ان قبیلوں میں سے نہیں تھے، جنہوں نے اپنے وطن عراق سے باہر قدم رکھا ہو اور دیگر قبیلوں کے دوش بدوش شام کی جنگوں میں شرکت کی ہو۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ (۵۳۵ھ) میں اسی موضوع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

لکھا ہے:

تمیمیوں کا وطن عراق تھا، انہوں نے اپنی اسی جائے پیدائش پر ایرانیوں سے جنگ کی ہے۔ چونکہ طبری اور ابن عساکر نے فتوحات کی داستانوں میں سیف کے اس افسانوی شاعر و صحابی کا کہیں ذکر نہیں کیا ہے، لہذا ایسا لگتا ہے کہ سیف نے ”ربیع“ کو صرف ایک نخن ور شاعر خلق کیا ہے اور اسے ان فتوحات کی شجاعتوں اور دلاوریوں میں شریک قرار نہیں دیا ہے۔

ربیع کے باپ اور دادا کے نام میں غلطی

کتاب ”تجرید“ میں سیف کے شاعر ”ربیع“ کو اس طرح پہچوایا گیا ہے
ربیع بن مطرب تمیمی

”تاج العروس“ کے مؤلف زبیدی نے بھی کتاب ”تجرید“ کی پیروی کرتے ہوئے لفظ

”ربیع“ کے بارے میں یوں لکھا ہے:

”امیر“ کے وزن پر ”ربیع“ اصحاب رسول ﷺ میں سے پانچ صحابیوں

کا نام تھا...

اس کے بعد ایک ایک کر کے ان کے نام لینے کے بعد لکھتا ہے:

... ایک اور ربیع بن مطرب تمیمی شاعر ہے جس نے دمشق کی فتح میں شرکت کی ہے۔

ابن عساکر کی کتابوں ”اصابہ“ اور ”تہذیب“ میں سیف کا یہ افسانوی شاعر و صحابی اس

طرح پہچنوا یا گیا ہے:

ربیع بن مطرب بن ثلج

ہم نے اس سلسلے میں ابن عساکر کی تاریخ کے قدیمی ترین قلمی نسخہ — جو قدیمی ترین منبع ہے جس میں سیف کی احادیث کو مکمل اسناد کے ساتھ پیش کیا گیا ہے — کو دیگر تمام مصادر سے صحیح تر جانا۔ اس نسخہ میں سیف کے اس خیالی شاعر کا یوں تعریف ہوا ہے:

ربیع بن مطرب بن ثلج (الف)

اس ترتیب اور تسلسل کے ساتھ یہ زیبا دلچسپ تعریف (اول ”ربیع“، پھر ”مطر“، اور پھر ثلج) درحقیقت اصلی نام گزار یعنی سیف بن عمر تمیمی کے ادبی ذوق اور کارنامہ کی حکایت ہے۔

اسی ترتیب سے یہ نام اردو میں حسب ذیل ہے:

بہار ولد بارش، نواسہ برف!!

ابن ماکولا اپنی کتاب ”اکمال“ میں لفظ ”ثلج“ کے بارے میں لکھتا ہے:

اور مطرب بن ثلج تمیمی وہ ہے جس کا نام سیف نے لیا ہے۔

پھر تین سطروں کے بعد لکھتا ہے:

میرے خیال میں ربیع بن ثلج تمیمی شاعر مطرب کا بھائی ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ابن ماکولا نے مطرب اور ربیع کو دو بھائی اور ثلج تمیمی کے بیٹے تصور کیا

ہے، جب کہ سیف، جو خود ان کا خالق ہے ان دونوں کو باپ بیٹے کی حیثیت سے پہچناتا ہے، جیسا کہ تاریخ ابن عساکر میں ربیع بن مطرب بن ثلج ذکر ہوا ہے۔

ربیع بن مطرب بن ثلج سے مربوط اس کی زندگی کے حالات اور اس کے اشعار کے بارے میں

پایا، یہی تھا جس کا اوپر ذکر کیا، چوں کہ ہم نے اس صحابی اور شاعر کا نام ان مصادر کے علاوہ کہیں نہیں پایا، جنہوں نے سیف بن عمر سے مطالب نقل کئے ہیں اس لئے اسے ہم سیف کے ذہن کی تخلیق اور جعلی جانتے ہیں۔

یہ بھی قابل ذکر ہے کہ ہم نے سیف کے بیان میں ایسا کوئی مطلب نہیں پایا جو ربیع بن مطر کے رسول خدا ﷺ کے صحابی ہونے پر دلالت کرتا ہو! بلکہ احتمال یہ ہے کہ ابن عساکر نے ربیع کے بارے میں سیف سے جو اشعار اور دلائل نقل کی ہیں وہ ہجرت کی دوسری دہائی سے مربوط ہیں اور اس زمانے میں واقع ہوئی جنگوں میں ربیع کی شرکت کی حکایت کرتے ہیں۔ اس لئے ابن عساکر نے یہ نتیجہ نکلا کہ ربیع بن مطر اس زمانے میں ایک ایسا مرد ہونا چاہئے جو سن و سال کے لحاظ سے اتنا بالغ ہو کہ ان جنگوں میں سرگرم طور پر شرکت کر سکے۔ اس بناء پر ربیع رسول خدا ﷺ کو درک کیا ہوگا اور آنحضرت ﷺ کا صحابی محسوب ہونا چاہئے!!

اس افسانہ کا ماحصل

سیف نے ربیع بن مطر تمیمی کو خلق کر کے:

- ۱۔ عربی ادبیات کے خزانے میں مزید اشعار اور دلائل کا اضافہ کیا ہے۔
- ۲۔ رسول خدا ﷺ کے اصحاب میں ایک اور صحابی و شاعر کا اضافہ کیا ہے۔
- ۳۔ آنے والی نسلیں سیف کی باتوں پر تکیہ کر کے اور ربیع کی دلائل پر مشتمل اشعار کے پیش نظر تصور کریں گی کہ قبیلہ تمیم کے افراد نے اپنے وطن عراق سے دور مشرقی روم کی جنگوں میں بھی شرکت کی ہے اور اس طرح قبیلہ تمیم کے گزشتہ افتخارات میں چند دیگر فخر و مباہات کا اضافہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان کا شاعر ربیع کہتا ہے:

اے بیسان! اگر ہمارے نیزے تمہاری طرف بلند ہو گئے تو تمہیں ایسے دن

سے دو چار ہونا پڑے گا کہ لوگ تمہارے اندر رہنے میں بے دلی دکھائیں گے۔

طبرستان کی جنگ میں ان کی شرکت کے بارے میں شہادت کے طور پر کہتا ہے:
یہ ہم تھے جنہوں نے انہیں شکست دینے کے بعد ان کے لئے (طبریہ) کے
جھیل تک پہنچنے میں روکاٹ ڈالی۔

یہ ہم تھے جو مشرق کی جانب سے کسی رکاوٹ کے بغیر ایک ایک شہر کو اپنے
پیچھے چھوڑتے ہوئے ان تک پہنچے۔
ان کا شاعر فریاد بلند کرتے ہوئے کہتا ہے:

تمام زمانوں میں کوئی ایسا میدان کارزار نہ تھا کہ ہم نے وہاں پر قدم نہ رکھا
ہو اور تمام افتخارات اپنے لئے مخصوص نہ کئے ہوں۔
یہاں تک کہ سپاہ اسلام کے سپہ سالار سعد وقاص کو جوش و خروش میں لا کر اس کی زبانی
کہلواتا ہے:

اس قادیسیہ کی جنگ میں تلاش و کوشش اور جوش و جذبہ صرف قبیلہ تمیم نے دکھایا ہے!!

افسانہ کے اسناد کی تحقیق

ابن عساکر نے ربیع بن مطر کے بارے میں اپنے مطالب کے اسناد کو سیف بن عمر تک پہنچایا
ہے اور ان کے نام لئے ہیں۔ لیکن خود سیف نے اپنے اسناد اور راویوں کو تعریف نہیں کیا ہے جس کے
ذریعہ ہم ان کے وجود یا عدم کے بارے میں تحقیق و جستجو کرتے۔

ربیع کے افسانہ کو نقل کرنے والے علماء

۱۔ ابن عساکر نے سند کے ساتھ اپنی تاریخ میں

- ۲۔ ابن حجر نے سند کے ساتھ اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں۔
- ۳۔ ذہبی نے سند کے بغیر اپنی کتاب ”تجرید“ میں۔
- ۴۔ زبیدی نے سند کے بغیر اپنی کتاب ”تاج العروس“ میں۔
- ۵۔ ابن بدران نے کتاب ”تہذیب تارخ ابن عساکر“ میں۔

گیارہواں جعلی صحابی

ربعی بن افکل تمیمی

ربعی، کمانڈر کی حیثیت سے

سیف بن عمر نے ربعی بن افکل کو خاندان عنبر اور قبیلہ بنی عمرو تمیمی سے خلق کیا ہے۔

ابن حجر، ربعی کی سوانح حیات کے بارے میں لکھتا ہے:

سیف بن عمر نے اپنی کتاب ”فتوح“ میں لکھا ہے کہ ایرانیوں کے ساتھ جنگ کے سپہ سالار

اعظم سعد وقاص نے ربعی کو حکم دیا کہ موصل کی جنگ کی کمانڈ سنبھالے۔ ہم نے اس سے پہلے کہا ہے کہ

اس زمانے میں رواج تھا کہ صحابی کے علاوہ کسی اور کو سپاہ کی کمانڈ نہیں سونپی جاتی تھی۔

سیف اپنی کتاب کی امیں جگہ پر لکھتا ہے:

عمر نے حکم دیا تھا کہ عبداللہ معتم (الف) کی قیادت میں لشکر کے ہر اول دستے کی کمانڈ ربعی

کو سونپی جائے۔

الف) ایسا لگتا ہے کہ یہ عبداللہ بھی سیف بن عمر کی مخلوقات میں سے ہے عبداللہ معتم کے حالات کے بارے میں کتاب

اسد الغابہ ۲/۲۶۳، میں تشریح کی گئی ہے۔

معلومات کے مطابق ربیع نے فتوحات میں سرگرم طور پر شرکت کی ہے ”ز“ (ابن حجر کی بات کا خاتمہ)

ہم نے پہلے بھی کہا ہے کہ حرف ”ز“ کو ابن حجر وہاں استعمال کرتا ہے جہاں اس نے دوسرے مؤرخین کی بات پر اپنی طرف سے کوئی چیز اضافہ کی ہو....

طبری نے ۶۶ھ کے حوادث کے ضمن میں — ”تکریت“ کی فتح کے موضوع کو بیان کرتے وقت — ربیع کے بارے میں سیف کے بیانات کو مفصل طور پر ذکر کیا ہے اور یہاں پر اس کا خلاصہ درج کرتے ہیں:

”کمانڈر انچیف سعد وقاص نے وقت کے خلیفہ عمر کو لکھا کہ موصل کے لوگ ”انطاق“ کے ارد گرد جمع ہوئے ہیں اور اس نے تکریت کے اطراف تک پیش قدمی کر کے وہاں پر مورچہ سنبھالا ہے تاکہ اپنی سرزمین کا دفاع کر سکے عمر نے سعد کو جواب میں لکھا:

”عبداللہ معتم کو ”انطاق“ سے لڑنے کی ماموریت دینا اور ہر اول دستے کی کمانڈ ربیع بن اسکل کو سونپنا۔ جب وہ دشمن کو سامنے سے ہٹانے میں کامیاب ہو جائیں تو ربیع کو نینوا (الف) اور موصل کے قلعے فتح کرنے کی ماموریت دینا“

اس کے بعد طبری نے انطاق پر فتح پانے کے سلسلے میں عبداللہ کی عزیمت، اس کی جنگوں اور دشمن کو چالیس دن تک اپنے محاصرے میں قرار دینے کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

عبداللہ نے انطاق کی بیرونی میں مسلمانوں سے لڑنے والے عربوں کے دوسرے قبیلوں

(الف)۔ نینوا عراق میں شہر موصل کے برابر میں واقع تھا۔ دریائے دجلہ ان دو شہروں کو ایک دوسرے سے جدا کرتا تھا، نینوا

کے کھنڈرات اب تک موجود ہیں

جیسے ایاد، نمر اور تغلب کے سرداروں سے رابطہ برقرار کیا اور سرانجام ان کو اسلام کی طرف مائل کیا اور بالآخر ان کے درمیان طے پایا کہ اسلام کے سپاہی نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے جب شہر کے مقررہ دروازوں سے حملہ کریں گے تو وہ بھی تکبیر کی آواز سنتے ہی شہر کے اندر انطاق کے محافظوں کے خلاف تلوار چلائیں گے تاکہ آسانی کے ساتھ تکریت فتح ہو جائے۔

یہ منصوبہ متفقہ طور پر سیوں کی طرف سے منظور کیا گیا اور اس کے مطابق عمل ہوا، جس کے نتیجے میں دشمن کی فوج میں ایک فرد بھی زندہ نہ بچ سکی! طبری، تکریت کی فتح کی تشریح کرنے کے بعد لکھتا ہے:

خلیفہ عمر کے فرمان کے مطابق عبداللہ معتم نے حکم دیا کہ ”ربعی بن افکل“ تازہ مسلمان قبائل تغلب، ایاد اور نمر۔ جن کے مسلمان ہونے کی ابھی موصل و نینوا کے باشندوں کو اطلاع نہیں ملی تھی۔ کو اپنے ساتھ لے کر موصل و نینوا کے قلعے فتح کرنے کے لئے روانہ ہو جائے۔ مزید حکم دیا کہ اس سے پہلے کہ دشمن مسلمانوں کے ہاتھوں تکریت کی فتح کی خبر کے بارے میں آگاہ ہوں، ان پر ٹوٹ پڑیں۔ ابن افکل نے حکم کی تعمیل کی اور اپنی حتمی کامیابی کے لئے تازہ مسلمان قبائل سے طے کر لیا کہ وہ اس علاقے میں یہ افواہ پھیلا دیں کہ انطاق کے سپاہیوں نے تکریت میں مسلمانوں پر کامیابی پا کر انھیں شکست دیدی ہے۔ چونکہ یہ لوگ خود انطاق کے سپاہی شمار ہوتے تھے، اس لئے آسانی کے ساتھ قلعہ کے اندر داخل ہو کر قلعہ کے صدر دروازوں کی حفاظت اپنے ہاتھ میں لے لیں تاکہ اسلام کے سپاہی کسی مزاحمت کے بغیر قلعے کے دروازوں سے داخل ہو جائیں۔

ربعی کا نقشہ کامیاب ہوا اور دشمن کے قلعے کسی مزاحمت کے بغیر مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوئے۔

ربعی نے نینوا، موصل اور دہاں کے مستحکم قلعوں پر فتح پانے کے بعد موصل کے دوسرے علاقے فتح کرنے کے لئے ان کے اطراف کی طرف روانہ ہوا۔ یہ ربعی بن افکل کے ذریعہ تکریت

کی فتح اور موصل و نینوا کے مستحکم قلعوں پر قبضہ کرنے کی داستان کا خلاصہ تھا، جسے طبری نے سیف سے نقل کر کے بیان کیا ہے۔

لفظ ”انطاق“ اور حموی کی غلط فہمی

جیسا کہ اس افسانہ میں سیف کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ”انطاق“ دشمن کے لشکر کا کمانڈر تھا، لیکن حموی نے یہ تصور کیا ہے کہ سیف کا مورد بحث ”انطاق“ تکریت کے نزدیک ایک جگہ کا نام ہے! اس لحاظ سے ”معجم البلدان“ میں لفظ ”انطاق“ کے بارے میں لکھا ہے:

”انطاق“ تکریت کے نزدیک ایک علاقہ ہے۔ اس کا نام سیف کی کتاب ”فتوح“ میں ۱۶ھ کے مسلمانوں کے مقبوضہ علاقوں کے ضمن میں آیا ہے اور ربیع بن افلح نے اس کے بارے میں یوں اشعار کہے ہیں:

ہم اپنی تلوار کی تیز دھار سے ہر حملہ آور اور متجاوز کو سزا دیتے ہیں۔
جس طرح ہم نے انطاق کو اسی کے ذریعہ سزا دی کہ وہ اپنے کو دوسروں سے
الگ کر کے رویا۔

کتاب ”مراصد الاطلاع“ کے مؤلف نے بھی حموی کی پیروی کر کے لفظ
انطاق کے بارے میں لکھا ہے:

کہتے ہیں ”انطاق“ تکریت کے نزدیک ایک علاقہ تھا۔
ایسا لگتا ہے کہ حموی کی غلط فہمی کا سبب یہ ہے کہ سیف کی حدیث میں آیا ہے:
”نزولہ علی الانطاق“ اس کا ”انطاق“ میں داخل ہونا۔

یہاں پر کلمہ داخل ہونا کسی جگہ کے لئے مناسب ہے نہ کسی فرد کے لئے، اسی طرح ہم نہیں
جانتے کہ حموی نے خود سیف سے نقل کئے ہوئے شعر کے آخری حصہ پر کیوں توجہ نہیں کی جہاں وہ

واضح طور پر کہتا ہے:

انطاق اپنے آپ کو دیگر لوگوں سے جدا کر کے رویا۔

یہ انسان ہے جو دیگر لوگوں سے جدا ہو کر رو سکتا ہے، نہ مکان !!

جو کچھ ہم نے اس افسانوی سورما رجبی بن افکل کے بارے میں سیف کی احادیث سے

تاریخ طبری میں دیکھا، یہی تھا جو اوپر ذکر ہوا۔ اور انہی مطالب کو ابن اثیر، ابن کثیر اور ابن خلدون جیسے دانشوروں نے طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخوں میں درج کیا ہے۔

جیسا کہ حرمہ بن مریطہ کے افسانہ میں ہم نے ذکر کیا کہ یعقوب حموی کے پاس سیف کی کتاب فتوح کا ایک قلمی نسخہ تھا جسے ”ابن خاضہ“ نام کے ایک دانشور نے لکھا ہے۔ حموی نے اس نسخہ پر پورا اعتماد کر کے مقامات اور دیگر جگہوں کے نام براہ راست اسی نسخہ سے نقل کئے ہیں۔ اس لئے کتاب ”معجم البدان“ میں ذکر کئے گئے بعض شہروں قصوں اور گاؤں کے نام سیف کی روایتوں کے علاوہ جغرافیہ کی دوسری کتابوں میں نہیں پائے جاتے یا دوسرے لفظوں میں سیف کے خلق کئے گئے تمام مقامات کے نام کتاب ”معجم البدان“ میں پائے جاتے ہیں۔

رجبی کے نسب میں غلطی

ایک اور مسئلہ جو یہاں پر قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ تاریخ طبری میں رجبی کا نسب ”عنزی“ اور تاریخ ابن کثیر میں ”غزی“ ذکر ہوا ہے جب کہ ابن حجر کی کتاب ”الاصابہ“ میں ”عنبری“ ثبت ہوا ہے کہ عنبری خود قبیلہ تمیم کا ایک خاندان ہے۔ ہم نے بھی موخر الذکر نسب کو حقیقت کے قریب تر پایا، کیوں کہ ہم جانتے ہیں کہ سیف پوری طاقت کے ساتھ کوشش کرتا ہے کہ اپنے خیالی اور افسانوی سو رواؤں کو اپنے ہی خاندان، تمیم سے دکھلائے، چون کہ عنبری خاندان تمیم کی ایک شاخ ہے، اس لئے یہ انتخاب یعنی ”عنبری“ افسانہ نگار کی خواہش کے مطابق لگتا ہے نہ کہ ”عنزی“ و ”غزی“

سیف کی روایتوں کا تاریخ کے حقائق سے موازنہ

مناسب ہے اب ہم موصل، تکریت اور نینوا کی فتح کی حقیقت کے بارے میں دوسرے مؤرخین کے نظریات سے بھی آگاہ ہو جائیں۔

بلاذری نے موصل و تکریت کی فتح کے بارے میں اس طرح تشریح کی ہے:

عمر بن خطاب نے ۲۰ھ میں عتبہ بن فرقہ سلمیٰ کو موصل کی فتح کے لئے مامور کیا۔

عتبہ نے نینوا کے باشندوں سے جنگ کی اور دریائے دجلہ کے مشرقی حصہ میں واقعہ ان کے ایک قلعہ کو بڑی مشکل سے فتح کیا اور دجلہ کو عبور کر کے دوسرے قلعہ کی طرف چڑھائی کی۔ اس قلعہ کے باشندے چونکہ عتبہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے اس لئے صلح کی تجویز پیش کر کے جزیہ دینے پر آمادہ ہوئے۔

عتبہ نے ان کی صلح کی درخواست منظور کی اور طے پایا کہ جو بھی قلعہ سے باہر آئے گا امان میں ہوگا اور جہاں چاہے جاسکتا ہے۔

بلاذری عتبہ کے ذریعہ موصل کے دیہات، قصبہ اور آبادیوں، منجملہ تکریت کی فتوحات کا نام لے کر آخر میں لکھتا ہے:

عتبہ بن فرقہ نے ”طیربان“ و ”تکریت“ کو فتح کیا اور قلعہ تکریت کے باشندوں کو امان دی اس بنا پر حقیقت یہ ہے کہ سب سے پہلے جو شہر فتح ہوا وہ شہر موصل تھا، اس کے بعد تکریت فتح ہوا ہے۔ ان دونوں شہروں کا فاتح عتبہ بن فرقہ سلمیٰ انصاری یمانی فحطانی تھا اور یہ فتح ۲۰ھ میں انجام پائی ہے۔ لیکن سیف نے تکریت کی فتح کو موصل کی فتح پر مقدم قرار دیا ہے، اور عبد اللہ معتم عبسی عدنانی کو ان جگہوں کا فاتح بتایا ہے۔ موصل کا فاتح ربعی بن افکل تیمیسی عدنانی مضری بتاتا ہے اور اس کے سپاہیوں کو بھی قبائل عدنان مضری کے افراد بتایا کرتا ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ موصل اور تکریت عتبہ یمنی قحطانی کے ہاتھوں فتح ہوئے ہیں اور یہ ایسی چیز نہیں ہے کہ سیف اسے نظر انداز کر کے خاموشی اختیار کرے لہذا وہ قبیلہ مضر کے دو افراد کو خلق کر کے حکومت اور فوجی کمانڈ ان کے ہاتھ سوپنا ہے، اسلام کے سپاہی بھی قبیلہ مضر یعنی اپنے خاندان سے بتایا ہے اور اسی تغیر و تبدل کو خاندانی تعصب کی بناء پر تاریخ اسلام میں درج کرتا ہے۔

لیکن اس نے ایسے تاریخی حوادث کی تاریخ کو کیوں تبدیل کر کے ۲۰ھ واقع ہوئی فتح کو ۱۶ھ میں لکھا ہے؟ یہ ایک ایسا مطلب ہے جو حائرِ اہمیت ہے اور اس کا ربط اس کے اسلام سے منحرف ہونے کے عقیدہ سے ہے۔ کیونکہ اگر اس کے زندگی ہونے کی وجہ سے۔ جس کا اس پر الزام ہے۔ اسلام کی تاریخ میں تشویش پیدا کرنا اس کا اصلی مقصد نہ تھا تو پھر کون سی چیز اس کے لئے تاریخ اسلام میں اس جرم کے مرتکب ہونے کا سبب بن سکتی ہے؟!

اس افسانہ کا ماحصل

- ربیع بن افکل تسمی کو خلق کر کے سیف بن عمر نے حسب ذیل مقاصد حاصل کئے ہیں:
- ۱۔ ایک صحابی سپاہ سالار، فاتح اور سخن ور شاعر کو خلق کر کے رسول خدا ﷺ کے حقیقی صحابیوں میں ایک اور صحابی کا اضافہ کر کے اس کی زندگی کے حالات لکھے ہیں۔
 - ۲۔ ایک نئی جگہ کو خلق کر کے جغرافیہ کی کتابوں میں اسے درج کرایا ہے۔
 - ۳۔ خاندان تمیم کے لئے افسانوی جنگیں خلق کر کے اپنے خاندانی تعصبات کی پیاس کو بجھا کر اپنے خاندان کے افتخارات میں اضافہ کیا ہے۔
 - ۴۔ زندگی ہونے کی وجہ سے۔ جس کا الزام اس پر تھا۔ اسلام کے تاریخی واقعات میں ان کے رونما ہونے کی تاریخ میں رد و بدل کیا ہے۔

سیف کے اسناد کی تحقیق

”ربعی بن انفل“ کے سلسلہ میں سیف نے اپنی احادیثوں کے اسناد کے طور پر درج ذیل نام ذکر کئے ہیں:

۱۔ محمد، سیف نے اسے ”محمد بن عبد اللہ بن سواد بن نویرہ“ بتایا ہے اور دوسرا مہلب بن عتبہ اسدی ہے۔ گزشتہ بحثوں میں ہم ان دو راویوں سے مواجہ ہوئے ہیں اور جان لیا ہے کہ حقیقت میں ان کا کوئی وجود نہیں ہے اور یہ سیف کے خلق کئے ہوئے راوی ہیں۔

۲۔ طلحہ، ممکن ہے سیف کی روایتوں میں یہ نام دو راویوں کی طرف اشارہ ہو۔ ان میں سے ایک ”طلحہ بن اعلم“ ہے اور دوسرا طلحہ بن عبد الرحمن ہے۔

ہم نے طلحہ بن عبد الرحمن کو سیف کی روایتوں کے علاوہ کہیں نہیں پایا۔ اس لئے یہ نام بھی سیف کے خیالات کی پیداوار ہے اور اس قسم کا کوئی راوی خارج میں موجود نہیں ہے۔

ہاں طلحہ بن اعلم، ایک معروف راوی ہے جس کا نام سیف کے علاوہ بھی دیگر احادیث میں آیا ہے لیکن سیف کے گزشتہ تجربہ اور اس کے دروغ گو ہونے کے پیش نظر ہم یہ حق نہیں رکھتے کہ سیف کے جھوٹ کے گناہ کو ایسے راویوں کی گردن پر ڈالیں خاص کر جب سیف تنہا فرد ہے جو اس قسم کے جھوٹ کی تہمت ایسے راویوں پر لگاتا ہے۔

اس افسانہ کو نقل کرنے والے علماء:

ان تمام افسانوں کا سرچشمہ سیف ہے، لیکن اس کے افسانوں کی اشاعت کرنے والے منابع مندرجہ ذیل میں:

- ۱۔ طبری، سند کے ساتھ، اپنی تاریخ میں۔
- ۲۔ ابن حجر، سند کے ساتھ کتاب ”الاصابہ“ میں۔
- ۳۔ ابن اثیر طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں۔
- ۴۔ ابن کثیر طبری سے نقل کرتے ہوئے اپنی تاریخ میں۔

۵۔ ابن خلدون طبری سے نقل کرتے ہوئے اپنی تاریخ میں۔

۶۔ حموی ”معجم البلدان“ میں سند کے بغیر۔

۷۔ عبدالمؤمن، حموی سے نقل کرتے ہوئے کتاب ”مراصد الطرائع“ میں

بارہواں جعلی صحابی

اُطّ بن ابی اُطّ تمیمی

سیف نے اُطّ کو قبیلہ سعد بن زید بن مناة تمیمی سے بتایا ہے۔

ابن حجر کی کتاب ”الاصابہ“ میں اُطّ بن ابی اُطّ کا تعارف اس طرح کیا گیا ہے:

”اُطّ بن ابی اُطّ خاندان سعد بن زید اور قبیلہ تمیم سے ہے۔ اُطّ خلافت ابو بکر کے زمانے میں

خالد بن ولید کا دوست اور کارندہ تھا۔ عراق میں ایک دریا کا نام اس کے نام پر رکھا گیا ہے! اس دریا کا

نام اسی زمانے میں اس کے نام پر رکھا گیا ہے جب خالد بن ولید نے اُطّ کو اس علاقے کے باشندوں

سے خراج وصول کرنے پر مامور کیا تھا!

طبری نے یہی داستان سیف سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں درج کی ہے۔ ایک جگہ پر اسے

”اُطّ بن سوید“ لکھا ہے، گویا اُطّ کے باپ کا نام ”سوید“ تھا۔

ابن فتنون نے بھی اُطّ کے حالات کو اس عنوان سے لکھا ہے کہ شخصیات کی زندگی کے حالات

لکھنے والے اس کا ذکر کرنا بھول گئے ہیں۔ اور اپنی بات کا آغاز یوں کرتا ہے۔

میں نے اس کا — اُطّ کا — نام ایک ایسے شخص کے ہاتھوں لکھا پایا، جس کے علم و دانش

پر میں مکمل اعتماد کرتا ہوں۔ اس نے اٹھ کو پہلے حرف پر ضمہ (پیش) سے لکھا تھا۔

اُط، دورِ قستان کا حاکم

طبری نے اٹھ کی داستان کو فتح حیرہ کے بعد والے حوادث کے ضمن میں سیف سے نقل کرتے ہوئے اپنی تاریخ کی دو روایتوں میں ذکر کیا ہے۔ پہلی روایت میں اس طرح لکھتا ہے:

”خالد بن ولید نے اپنے کارندوں اور کرنیلوں کو ماموریت دی کہ۔۔۔

(یہاں تک لکھتا ہے) اور اٹھ بن ابی اٹھ۔ جو خاندان سعد بن زید اور قبیلہ قسیم

کا ایک مرد تھا۔ کو دورِ قستان کے حاکم کی حیثیت سے ماموریت دی۔ اٹھ

نے اس علاقے میں ایک دریا کے کنارے پر پڑاؤ ڈالا۔ وہ دریا اس دن اٹھ

کے نام سے مشہور ہوا اور آج بھی اسی نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حموی نے سیف کی روایت پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی کتاب معجم البدان میں لفظ اُط کے

سلسلے میں لکھا ہے۔

جب خالد بن ولید نے حیرہ اور اس علاقہ کی دوسری سرزمینوں پر قبضہ کر لیا تو

اس نے اپنے کارندوں کو مختلف علاقوں کی ماموریت دی۔ اس کے کارندوں

میں سے ایک اٹھ بن ابی اٹھ تھا۔ جو خاندان سعد بن زید بن مناة قسیمی سے

تعلق رکھتا تھا۔ اسے دورِ قستان کی ماموریت دی گئی۔ اٹھ نے اس علاقے

میں ایک دریا کے کنارے پڑاؤ ڈالا۔ وہ دریا آج تک اسی کے نام سے

معروف ہے۔

حموی نے یہاں پر اپنی روایت کی سند کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اس کے اس جملہ اور وہ دریا آج

تک اسی کے نام سے معروف ہے۔۔۔ یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ ممکن ہے حموی کے زمانے تک وہ دریا

اسی نام، یعنی دریائے اٹ کے نام سے موجود تھا اور حموی ذاتی طور پر اس سے آگاہ تھا۔ اس لئے اس بات کو یقین کے ساتھ کہتا ہے اور اس کے صحیح ہونے پر شہادت دیتا ہے۔ جب کہ ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ حموی نے سیف کی بات نقل کی ہے نہ کہ خود اس سلسلے میں کچھ کہا ہے۔

ابن عبدالحق نے بھی ان ہی مطالب کو حموی سے نقل کر کے اپنی کتاب مرصد الاطلاع میں درج کرتے ہوئے لکھا ہے:

دریائے اٹ، اٹ، خاندان بنی سعد تمیم کا ایک مرد تھا جو خالد بن ولید کا کارندہ تھا۔ اٹ کو یہ ماموریت اس وقت دی گئی تھی جب خالد بن ولید نے حیرہ اور اس کے اطراف کی سر زمینوں پر قبضہ کیا تھا.... (یہاں تک لکھا ہے) اور وہ دریا اس کے نام سے مشہور ہوا ہے۔

کتاب تاج العروس کے مؤلف نے بھی سیف کی روایت پر اعتماد کر کے لفظ اٹ کے بارے میں یوں لکھا ہے:

اٹ بن اٹ بنی سعد بن مناة تمیمی میں سے ایک مرد ہے جو خالد بن ولید کی طرف سے دور قستان کا ڈپٹی کمشنر مقرر ہوا اور وہاں پر دریائے اٹ اسی کے نام سے مشہور ہوا ہے۔

طبری نے بھی حیرہ کے مختلف مناطق کی تقسیم بندی کے بارے میں خلاصہ کے طور پر یوں بیان کیا ہے:

خالد بن ولید نے حیرہ کے مختلف علاقوں کو اپنے کارندوں اور کرنیلوں کے درمیان تقسیم کیا، منجملہ جریر کو علاقہ... (یہاں تک لکھتا ہے) اور حکومت... اٹ وسوید کو سونپی۔

ابن حجر کی غلط فہمی

یہاں پر ابن حجر، طبری کے بیان کے پیش نظر، غلط فہمی کا شکار ہوا ہے اور اط و سدید کو اط بن سدید پڑھ کر سدید کو اط کا باپ تصور کیا ہے۔

ابن حجر کی یہ غلط فہمی اس کی گزشتہ اسی غلط فہمی کے مانند ہے جہاں اس نے ”حرملہ و سلمیٰ“ کے بجائے ”حرملہ بن سلمیٰ“ پڑھا تھا اور حرملہ بن سلمیٰ کو رسول خدا ﷺ کا ایک صحابی تصور کر کے حرملہ بن مریطہ کے علاوہ حرملہ بن سلمیٰ کے بارے میں بھی رسول خدا ﷺ کے صحابی کے عنوان سے اس کی زندگی کے حالات لکھے ہیں۔

البتہ یہ ممکن ہے کہ ابن حجر کی غلط فہمی کتاب کے مسودہ میں موجود کتابت کی غلطی کے سبب پیش آئی ہو کہ ”اط و سدید“ کے بجائے کاتب نے اط بن سدید لکھ کر بیچارہ ابن حجر کو اس غلط فہمی سے دوچار کیا ہو! بہر حال موضوع جو بھی ہو، اصل مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اگرچہ یہ نام بھی رسول خدا کے حقیقی صحابیوں کی فہرست میں درج کیا گیا ہے، جب کہ پورا افسانہ بنیادی طور پر جھوٹ ہے اور یہ اضافات بھی اسی سیف کے افسانوں کی برکت سے وجود میں آئے ہیں۔ ابن فتحون و ابن حجر جیسے علماء نے بھی ایسے صحابیوں کی زندگی کے حالات پر روشنی ڈالی ہے۔

یا قوت حموی، ابن عبدالحق اور زبیدی نے نے بھی سیف کی ان ہی روایتوں اور افسانوں کے پیش نظر لفظ اط کی تشریح کرتے ہوئے اط کی زندگی کے حالات بیان کئے ہیں اور دریائے اط کا بھی ذکر کیا ہے۔ ستم ظریفی کا عالم ہے کہ حقائق سے خاکی ان ہی مطالب نے صدیوں تک علماء و محققین کو اس مسئلے میں الجھا کے رکھا ہے!!

ہم نے اط بن ابی اط اور اس نام کے دریا کے سلسلے میں تحقیق و جستجو کرتے ہوئے اپنے اختیار میں موجود مختلف کتابوں اور متعدد مصادر کی طرف رجوع کیا، لیکن ہماری تلاش و کوشش کا کوئی نتیجہ نہ نکلا

اور اس قسم کے نام کو ہم نے مذکورہ مصادر میں سے کسی ایک میں نہیں پایا اس لحاظ سے سیف کی روایتوں کو دوسروں کی روایتوں سے موازنہ کرنے کے لئے کوئی چیز ہمارے ہاتھ نہ آئی جس کے ذریعہ اس کی روایتوں کا موازنہ و مقابلہ کرتے !! کیوں کہ سیف کی داستان بالکل جھوٹ اور بیہودہ خیالات پر مبنی ہے۔

اس افسانہ کا ماحصل

سیف نے اطا نام کے صحابی اور اسی نام کے دریا کو خلق کر کے درج ذیل مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کی ہے:

- ۱۔ خاندان تمیم سے ایک اور عظیم صحابی اور لائق کمانڈر خلق کرتا ہے اور ابن فتحون و ابن حجر جیسے علماء اس کو رسول خدا ﷺ کے صحابیوں کی فہرست میں قرار دے کر اس کی زندگی کے حالات کو اپنی کتابوں میں لکھنے پر مجبور ہوتے ہیں،
- ۲۔ سرزمین دورقستان میں ایک دریا کو خلق کر کے اس کا نام دریائے اطا رکھتا ہے اور اس طرح حموی و عبدالحق اس دریا کے نام کو اپنی جغرافیہ کی کتابوں میں درج کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اس طرح خاندان تمیم کے افتخارات میں ایک اور فخر کا اضافہ کرتا ہے۔

افسانہ کے اسناد کی پڑتال

افسانہ اطا کے سلسلے میں سیف کی حدیث کی سند میں مندرجہ ذیل نام ملتے ہیں:

- ۱۔ ابن ابی مکنف، مہلب بن عقبہ اسدی اور محمد بن عبد اللہ نویریہ، ان تینوں کے بارے میں ہم نے گزشتہ بحثوں میں ثابت کیا ہے کہ یہ سیف کے جعلی راوی ہیں اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتے۔
- ۲۔ طلحہ، سیف کی احادیث میں یہ راوی یا طلحہ بن اعلم ہے یا طلحہ بن عبد الرحمن مل ہے۔ جن کا نام سیف کے علاوہ بھی دیگر روایتوں میں ملتا ہے۔

عبدالرحمن نام کے بھی دو راوی ہیں۔ ایک یہی مذکورہ عبدالرحمن مل ہے اور دوسرا یزید بن اسید غسانی ہے کہ ہم نے مؤخر الذکر کا نام سیف بن عمر کے علاوہ کہیں اور نہیں پایا۔

بہر حال جو بھی ہو، خواہ ان راویوں کا نام دوسری احادیث میں پایا جاتا ہو یا وہ سیف کے ہی مخصوص راوی ہوں، ہم سیف کے جھوٹ کا گناہ معروف راویوں کی گردن پر نہیں ڈال سکتے ہیں، خاص کر جب اس قسم کے افسانے صرف سیف کے ہاں پائے جاتے ہوں اور وہ اکیلا ان افسانوں کا خالق ہو!

اط کا افسانہ نقل کرنے والے علماء

اط کے افسانہ کا سرچشمہ سیف بن عمر ہے اور درج ذیل منافع میں اس افسانہ کی اشاعت کی گئی ہے:

- ۱۔ طبری نے اط کے افسانہ کو سیف سے نقل کر کے سند کے ساتھ اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔
- ۲۔ ابن حجر نے طبری سے نقل کر کے اپنی کتاب الاصابہ میں درج کیا ہے۔
- ۳۔ ابن فتحون
- ۴۔ یاقوت حموی۔
- ۵۔ زبیدی نے ”تاریخ العروس“ میں۔

پانچواں حصہ

خاندان تمیم سے

رسول خداؐ کے جعلی کارندے و صحابی

رسول خداؐ کے چھ کارندے:

- ۱۳۔ سعیر بن خفاف تمیمی
- ۱۴۔ عوف بن علاء جشمی تمیمی
- ۱۵۔ اوس بن جذیمہ تمیمی
- ۱۶۔ ہبل بن منجاب تمیمی
- ۱۷۔ وکیع بن مالک تمیمی
- ۱۸۔ حصین بن نيار حظلی تمیمی

مزید دو صحابی

- ۱۹۔ زرار بن عبداللہ فقیہی
- ۲۰۔ اسود بن ربیعہ حظلی

رسول خداؐ کے چھ جعلی کارندے چار روایتیں

پہلی روایت

طبری نے سیف بن عمرو تمیمی سے اور اس نے صعب عطیہ سے اور اس نے اپنے باپ سے یوں روایت کی ہے:

رسول خدا ﷺ کی رحلت کے وقت تمیم کے مختلف قبائل میں آنحضرتؐ کے کارندے حسب ذیل تھے:

- ۱۔ زبرقان بن بدر: قبائل رباب، عوف اور ابناء کے لئے۔
- ۲۔ قیس بن عاصم: قبائل مقاعس اور بطون کے لئے۔
- قبیلہ بنی عمرو تمیمی کے لئے حسب ذیل دو آدمی آنحضرتؐ کے کارندے تھے:
- ۳۔ صفوان بن صفوان: قبیلہ بھدی کے لئے۔
- ۴۔ سبرہ بن عمرو: قبیلہ خضم کے لئے
- قبیلہ حنظلہ کے لئے بھی رسول خداؐ کی طرف سے درجہ ذیل دو آدمی مامور تھے۔

۵۔ وکیع بن مالک قبیلہ بنی مالک کے لئے۔

۶۔ مالک بن نویرہ قبیلہ بنی یربوع کے لئے۔

اس کے بعد طبری اس حدیث کے ضمن میں سیف سے نقل کر کے اس طرح اضافہ کرتا ہے:
جب رسول خدا ﷺ کی رحلت کی خبر تمیم کے قبائل میں پہنچی تو صفوان بن صفوان اپنے اور
سبرہ کے جمع کئے گئے صدقات کی رقومات کو ابوبکر کے پاس مدینہ لے گیا اور سبرہ وہیں پر رہا۔
لیکن قیس نے جو کچھ جمع کیا تھا اسے قبائل متاعس و بطون کے ادا کرنے والے اصلی افراد کو
واپس کر دیا اور ابوبکر کو کچھ نہیں بھیجا۔

زبرقان نے قیس کے برعکس قبائل رباب، عوف اور ابناء سے جمع کی گئی اپنی رقومات مدینہ
میں ابوبکر کی خدمت میں پیش کیں۔ چونکہ اس کی پہلے ہی سے قیس کے ساتھ رقابت تھی اس لئے
قیس کی رقومات ادا کرنے سے پہلو تہی کو بہانہ قرار دے کر ایک شعر کے ذریعہ اس کی جھوگوئی کی اور اس
ضمن میں کہا:

میں نے پیغمبر خدا کی امانت کو پہنچا دیا لیکن بعض کارندوں نے ایک اونٹ بھی نہیں دیا!
سیف کہتا ہے:

رسول خدا کی وفات کے بعد قبائل تمیم کے مختلف خاندانوں میں اسلام پر باقی رہنے اور ارتداد
کے مسئلہ پر اختلافات رونما ہوئے۔ ان میں سے بعض اسلام پر ثابت قدم رہے۔ لیکن بعض شک و
شبہ سے دوچار ہو کر سرانجام دین اسلام اور اس کے قوانین سے نافرمانی کر کے مرتد ہوئے اور اس کے
نتیجہ میں مختلف گروہ ایک دوسرے سے متخاصم ہو کر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے اس طرح:
قبائل عوف و ابناء نے خاندان بنی حشم کے۔

۷۔ ”عوف بن بلاد“ کی قیادت میں قبائل بطون سے جنگ کی جن کی قیادت

۸۔ سعیر بن خفاف کر رہا تھا۔

قبائل رباب قبیلہ مقاس سے، خضم مالک سے اور بہدی، ربوع سے لڑ رہے تھے قبائل رباب اور بہدی میں رسول خدا ﷺ کا نمائندہ

۹۔ حصین بن نیار حنظلی تھا کہ قبیلہ رباب کے افراد بھی اس کی حمایت کرتے تھے۔ حصین بن

نیاران افراد میں سے تھا جو اسلام پر ثابت قدم تھے قبیلہ ضبہ کا قائد

۱۰۔ عبداللہ بن صفوان تھا۔

اور قبیلہ عبدمناة کی قیادت

۱۱۔ عصمتہ بن عبیر کے ہاتھ میں تھی۔

سیف کہتا ہے:

اسی پکڑ دھکڑ کے دوران جب تمیم کے مختلف قبائل کے مسلمان و مرتد ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو چکے تھے تو، پیغمبری کا دعویٰ کرنے والی خاتون ”سجاح“، تمیمی نے فرصت کو غنیمت سمجھ کر ان پر حملہ کیا۔

تمیم کے مختلف قبائل کے درمیان لڑائی جھگڑے اور ان کی بیچارگی کو عقیف بن منذر تمیمی اس طرح یاد کرتا ہے:

جب خبریں پھیلیں، کیا تم نے یہ خبر نہیں سنی کہ تمیم کے مختلف قبیلوں پر

کیا مصیبت آن پڑی؟!

طبری اسی روایت کے ضمن میں سیف سے نقل کرتے یوں لکھتا ہے:

پیغمبری کا دعویٰ کرنے والی خاتون ”سجاح“۔ جو ابوبکر سے جنگ کرنا چاہتی تھی — نے مالک نویرہ کے نام ایک خط لکھا اور اسے اپنے جنگ سے منصرف ہونے کے ارادے سے آگاہ کیا مالک نے ”سجاح“ کی تجویز کو قبول کرتے ہوئے ابوبکر سے جنگ نہ کرنے کے اس فیصلے کے مقابلے میں اسے تمیم کے منتشر قبیلوں پر حملہ کرنے کی ترغیب دی ”سجاح“ نے مالک کی تجویز کو قبول کرتے

ہوئے تمیم کے قبیلوں پر چڑھائی کی اور لڑائی جھگڑوں، قتل و غارت اور اسارت کے بعد سرانجام ان کے درمیان صلح ہوئی۔ جن معروف شخصیتوں نے ”سجاح“ سے دوستی اور جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا ان میں وکیع بن مالک بھی تھا۔

سیف داستان کو جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے:

قبائل تمیم سے عہد و پیمان طے پانے کے بعد ”سجاح“ نے مملکت نباج کی طرف رخ کیا، لیکن اسی دوران بنی عمرو تمیم کے اوس بن غذیمہ نے اپنے ماتحت افراد کے ہمراہ ”سجاح“ اور اس کے پیروں پر حملہ کر کے ان میں سے بعض افراد کو اسیر بنا دیا۔

”سجاح“ نے مجبور ہو کر اوس سے صلح کی اور طے پایا کہ ”سجاح“ اپنے ساتھیوں کو اوس کی اسارت سے آزاد کرانے کے بعد اپنے ساتھیوں کے ساتھ فوراً اوس کی سرزمین سے نکل جائے۔

دوسری روایت

طبری نے دوسرے روایت میں اسی پہلی روایت کی سند سے بحرین کے باشندوں کے ارتداد کی داستان کو سیف بن عمر سے نقل کرتے ہوئے یوں بیان کیا ہے۔ ۲

”وکیع بن مالک“ اور ”عمرو عاص“ کی آپس میں رقابت تھی اور ایک دوسرے کا مقابلہ کرتے تھے.....

تیسری روایت

طبری تیسری روایت میں داستان ”بطاح“ کو پہلی اور دوسری روایتوں کے اسناد سے سیف سے نقل کر کے اس طرح لکھتا ہے: ۳

”سرانجام وکیع کو اپنی برائی کا احساس ہوا اور اچھی طرح دوبارہ اسلام کی طرف پلٹ آیا اور اپنے گزشتہ اعمال کی تلافی کے طور خاندان بنی حنظلہ اور

یربوع سے جمع کی گئی صدقہ کی رقومات کو ابوبکر کے نمائندہ خالد بن ولید کی خدمت میں پیش کیا، جو ان دنوں خلیفہ کی طرف سے قبیلہ تمیم کی بغاوتوں کو کچلنے کے لئے ماموریت پر تھا۔

اس ملاقات کے دوران خالد نے اپنی گفتگو کے ضمن میں وکیع سے پوچھا: تم نے کیوں مرتدوں کی دوستی اختیار کر کے ان کا ساتھ دیا؟ وکیع نے جواب دیا:

”بنی ضبہ“ کے چند افراد کی گردن پر ہمارا خون تھا۔ میں بھی انتقام لینے کے لئے فرصت کی تلاش میں تھا۔ جب میں نے دیکھا کہ بنی تمیم کے قبائل ایک دوسرے کے پیچھے پڑے ہیں تو انتقام لینے کے لئے اس فرصت کو غنیمت سمجھا۔

وکیع نے ایک شعر میں اپنے اس اقدام کی توجیہ یوں کی ہے:

تم یہ خیال نہ کرنا کہ میں دین سے خارج ہو کر صدقہ دینے میں رکاوٹ بنا ہوں! بلکہ حقیقت میں وہی معروف شخص ہوں جس کی شہرت زبان زد خاص و عام تھی۔

میں نے قبیلہ بنی مالک کی حمایت کی اور ایک مدت تک توقف کیا تا کہ میری آنکھیں کھل جائیں۔

چوں کہ خالد بن ولید نے ہم پر حملہ کیا اور ڈرایا، اس لئے امانتیں اس کے پاس پہنچنے لگیں۔

چوتھی روایت

طبری نے چوتھی روایت میں مالک بن نویریہ کے قتل کی داستان اپنی مذکورہ اسناد کے مطابق

سیف بن عمر سے نقل کر کے اس طرح بیان کی ہے۔ ۴

جب خالد بن ولید سرزمین بطاح میں داخل ہوا تو اس نے اپنے افراد کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا اور ہر گروہ کو ایک شخص کی قیادت میں مختلف ماموریوں پر روانہ کیا تاکہ تمیم کے مختلف قبیلوں کے اندر داخل ہو کر گھوم پھریں اور انہیں ہتھیار ڈالنے کی دعوت دیں۔ اگر کسی نے نافرمانی کر کے ان کا مثبت جواب نہ دیا تو اسے قیدی بنا کر خالد بن ولید کے پاس لے آئیں تاکہ وہ ان کے بارے میں خود فیصلہ کرے۔

خالد کے گشتی سواروں نے اس ماموریت کو انجام دینے کے دوران مالک بن نویرہ، اور اس کے خاندان کے چند افراد کو پکڑ کر قیدی بنالیا۔ لیکن خالد کے ماموروں کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف ہوا کہ کیا مالک اور اس کے ساتھیوں نے اذان کے ساتھ نماز پڑھی یا اذان کے بغیر۔ اسی وجہ سے خالد بن ولید نے اسے جیل میں ڈالنے کا حکم دیا۔

اتفاق سے اس رات کو کڑا کے کی سردی تھی اور تیز آندھی بھی چل رہی تھی۔ ناقابل برداشت ٹھنڈک تھی اور یہ سردی رات بھر لمحہ بہ لمحہ شدید تر ہوتی جاتی تھی۔

خالد بن ولید نے اسیروں کی بہبودی اور مشکلات کو دور کرنے کے لئے حکم دیا کہ اس کا منادی فوجیوں میں اعلان کرے:

”ادفنوا الاسراکم“ ”اپنے اسیروں کو گرم حالت میں رکھو!“

سیف کہتا ہے کہ کنانہ کے لوگوں کے ہاں یہ جملہ ”دشروا الرجل فادفنو“ یعنی مرد کو ڈھانپو اور اسے گرم گرم رکھو“ سرتن سے جدا کرنے کا معنی دیتا ہے! اس لئے خالد بن ولید کے جنگجو سپہ سالار کا حکم سننے کے بعد فوری طور پر اسے عملی جامہ پہنانے کی فکر میں لگ گئے، کیونکہ وہ اس اعلان سے یہ تصور کر رہے تھے کہ خالد بن ولید نے اسیروں کو قتل کرنے کا حکم جاری کیا ہے! لہذا ”ضرار بن ازور“ نے اٹھ کر مالک بن نویرہ کا سرتن سے جدا کر دیا اور دوسرے لوگوں نے بھی مالک کے دیگر

ساتھوں کو قتل کر ڈالا۔

خالد بن ولید نے جب اسیروں کی فریاد و زاری کی آوازیں سنیں، اپنے خیمے سے نکل کر دوڑتے ہوئے وہاں پہنچا لیکن اس وقت دیر ہو چکی تھی اور مالک اور اس کے ساتھی خاک و خون میں تڑپ رہے تھے، یہ منظر دیکھ کر خالد بن ولید نے کہا:

جب خدائے تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ کوئی کام انجام پائے تو وہ کام انجام پاتا ہے۔

سیف روایت کے آخر میں کہتا ہے:

خالد کے سپاہیوں نے مقتولوں کے سروں کو منجملہ مالک نویرہ کے سر کو ایک دیگ میں ڈالکر اس کے نیچے آگ لگا دی!!

لیکن، پیغمبری کا دعویٰ کرنے والی ”سباح“ کی باقی داستان تاریخ طبری میں سیف سے نقل کر کے اس طرح درج کی گئے ہیں:

پیغمبری کا دعویٰ کرنے والی ”سباح“ اپنے مریدوں کے ہمراہ یمامہ کی طرف روانہ ہوئی اور اس کی خبر پورے علاقے میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ جب یہ خبر پیغمبری کا دعویٰ کرنے والے دوسرے شخص ”مسلمہ“ کو پہنچی تو وہ بہت ڈر گیا اور حفظ ماقدم کے طور پر متوقع حوادث کے بارے میں تدبیر کی فکر میں لگ گیا۔ اس کے بعد اس نے ”سباح“ کو کچھ تحفے بھیجے اور اس سے امان کی درخواست کی تاکہ اس کی ملاقات کے لئے آئے۔ ”سباح“ نے مسلمہ کو امان دی اور ملاقات کی اجازت بھی۔

مسلمہ قبیلہ بنی حنیفہ کے اپنے چالیس مریدوں کے ہمراہ ”سباح“ کی خدمت میں حاضر

ہوا۔

سیف کہتا ہے کہ ”سباح“ عیسائی تھی۔ پھر داستان کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے:

پیغمبری کا دعویٰ کرنے والی ان دو شخصیتوں نے آپس میں گفتگو کی اور گفتگو کے دوران مسلمہ

نے ”سباح“ سے کہا:

دنیا کی نصف دولت ہماری ہے، اگر قریش انصاف پسند ہوتے تو باقی نصف ان کی تھی۔ اب جب کہ قریش نے انصاف کی راہ اختیار نہیں کی ہے تو خدائے تعالیٰ نے وہ حصہ قریش سے چھین کر تمہیں عنایت کیا ہے!!

”سجاح“ کو مسیلہ کی تقسیم پسند آئی اور اسے قبول کیا اور اس کے ساتھ اس شرط پر جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا کہ مسیلہ ہر سال یمامہ کی پیداوار کا نصف خراج کے طور پر ”سجاح“ کو دے۔ اس کے علاوہ طے پایا کہ اگلے سال کے خراج کا نصف بھی پیشگی کے طور پر اسی سال ادا کیا جائے۔ اس قسم کے سخت اور مشکل شرط کو قبول کرنے پر مسیلہ مجبور ہوا اور طے پایا کہ سجاح اگلے سال کا نصف خراج ساتھ لے کر لوٹے اور اپنی طرف سے ایک نمائندہ کو یمامہ میں رکھے تاکہ وہ اگلے سال خراج کا دوسرا حصہ وصول کرے۔

”سجاح“ نے ایسا ہی کیا اور مسیلہ سے خراج کا نصف حصہ وصول کر کے اپنی طرف سے وہاں پر ایک نمائندہ مقرر کر کے بین النہرین کی طرف روانہ ہوئی۔

ابن اثیر نے — بھی جہاں پر تمیم اور ”سجاح“ کی بات کرتا ہے — یہی مطالب طبری سے نقل کئے ہیں۔ اس موضوع پر ابن اثیر کی گفتگو کا آغاز یوں ہوتا ہے: (۵)
قبائل تمیم میں، ان ہی قبائل میں سے رسول خدا کے جن کارندوں کو آنحضرت ﷺ کی طرف سے ماموریت دی گئی تھی وہ حسب ذیل تھے:

”زبرقان بن بدر، سہل بن منجاب، قیس بن عاصم، صفوان بن صفوان، بسرہ بن عمرو، وکیع بن مالک اور مالک بن نویرہ“

جب پیغمبر خدا ﷺ کی رحلت کی خبر اس علاقے میں پہنچی تو ”صفوان بن صفوان“ نے قبیلہ بنی عمر سے وصول کئے گئے صدقات پر مشتمل رقومات..... (تا آخر روایت سیف)

مالک بن نویرہ کی داستان کو ابن اثیر نے بھی سیف سے روایت کر کے طبری کی کتاب سے

نقل کر کے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔

ابن کثیر نے بھی ”سبحان“ اور قبائل تمیم اور مالک نویریہ کی داستان کو سیف کی اسی روایت کے مطابق طبری سے نقل کر کے درج کیا ہے۔ (۶)

ابن خلدون بھی ”وکیع بن مالک“ کے بارے میں گفتگو کرتے وقت تاریخ طبری سے سیف کی اسی روایت کو نقل کرتا ہے۔

یا قوت حموی نے بھی لفظ ”بطاح“ کی تشریح میں بلا واسطہ سیف کی روایت، خاص کر اس کی تیسری روایت سے استفادہ کیا ہے اور اس کے شاہد کے طور پر وکیع کا شعر بھی پیش کیا ہے۔

سیف کی ان ہی مذکورہ روایات سے استفادہ کر کے ابن اثیر، ذہبی، ابن فحون اور ابن حجر نے سیف کے چھ جعلی اصحاب — جن کے نام اوپر بیان ہوئے — کے حالات زندگی اپنی کتابوں میں درج کئے ہیں۔ ان جعلی صحابیوں میں سے ہر ایک کے بارے میں مذکورہ علماء کی باتوں کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:

۱۳۔ سعیر بن خفاف

ابن حجر نے اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں اسے ”سعیر بن خفاف تمیمی“ بتایا ہے، جب کہ تاریخ میں طبری میں سیف کی تاکید کی بنا پر ”سعیر بن خفاف تمیمی“ ذکر ہوا ہے۔ ابن حجر نے سیف کے اس جعلی صحابی کے بارے میں اس طرح لکھا ہے:

سیف بن عمر نے اپنی کتاب ”فتوح“ میں لکھا ہے ”سعیر بن خفاف“، قبائل تمیم کے ایک قبیلہ میں رسول خدا ﷺ کا کارندہ تھا۔ ابو بکر نے بھی اسے اپنے عہدے پر برقرار رکھا۔ (۷) (۸)

یہ امر پہلے ہی واضح ہو چکا ہے کہ ابن حجر کی تحریروں میں حرف ”ز“ اس بات کی علامت ہے کہ یہ مطلب اصحاب کی سوانح لکھنے والے دوسرے مؤلفین کے مطالب کے علاوہ اور اس کا اپنا اضافہ

کیا، جو مطلب ہے۔

۱۴۔ عوف بن علاء جشمی

ابن حجر نے اس کا نام ”عوف بن خالد جشمی“ ذکر کیا ہے، لیکن تاریخ طبری میں سیف کی روایت کے مطابق اس کا نام ”عوف بن علاء بن خالد جشمی“ لکھا ہے۔

ابن حجر نے اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں اس کی سوانح اس طرح بیان کی ہے:

سیف نے اپنی کتاب ”فتوح“ میں لکھا ہے کہ عوف اُن کارندوں میں سے ہے، جنہیں رسول خدا ﷺ کی وفات کے بعد اس عہدے پر فائز کیا گیا ہے اور وہ رسول خدا ﷺ کا صحابی تھا۔ ابن فحون نے بھی عوف کا نام ان صحابیوں کے عنوان میں ذکر کیا ہے جو صحابیوں کی سوانح لکھنے والوں کے درج کرنے سے رہ گئے ہیں۔ (۸)

ہم نے عوف کے بارے میں سیف بن عمر اور دوسروں سے مذکورہ روایت کے علاوہ کوئی خبر روایت اور نہ پائی اور نہ ہی اس جعلی صحابی کی جنگوں میں شرکت اور شجاعتوں کے بارے میں کوئی مطلب نہیں پایا، جب کہ سیف اپنے قبیلہ ”مضر“ خاص کر تمیم کے افسانوی دلاوروں کے بارے میں اکثر و بیشتر شجاعتیں اور بہادریاں دکھلاتا ہے۔

۱۵۔ اوس بن جذیمہ

ابن حجر نے اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں اسے ”اوس بن جذیمہ“ جشمی کے نام سے یاد کیا ہے جب کہ تاریخ طبری میں سیف کی روایت کے مطابق ”اوس بن خزیمہ جشمی“ ذکر ہوا ہے اور جشمی بنی عمرو کا ایک قبیلہ ہے۔ اسی طرح یہ نام بصرہ میں موجود جیمیان کے ایک محلہ سے بھی مطابقت رکھتا ہے۔ (۹)۔

ابن حجر نے اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں اوس کی سوانح کے بارے میں یوں ذکر کیا ہے:

سیف اور طبری دونوں نے بیان کیا ہے کہ اوس نے رسول خدا ﷺ کا دیدار کیا ہے اور قبیلہ بنی تمیم کے افراد کے مرتد ہوتے وقت بدستور اسلام پر ثابت قدم رہا ہے۔ ”سجاح“ پیغمبری کا دعویٰ کرنے کے وقت اوس نے اپنے خاندان کے ایک گروہ کے ساتھ ”سجاح“ کے سپاہیوں پر چڑھائی کی اس طرح سیف کے اس خیالی سورما اور جعلی صحابی کے نام سے سیف کے خاندان، بنی عمرو تمیمی کے افتخارات میں اضافہ ہوتا ہے۔

۱۴۔ سہل بن منجاب

ابن اثیر نے اپنی کتاب ”اسد الغابہ“ میں لکھا ہے:

جب تمیم کے مختلف قبائل نے اسلام قبول کیا تو رسول خدا ﷺ نے ان قبیلوں میں ان کے ہی چند افراد کو اپنے کارندوں کی حیثیت سے ذمہ داری سونپی۔ قبیلہ کے صدقات کو جمع کرنے کی ماموریت ”سہل بن منجاب“ کو دی۔ جیسا کہ طبری نے ذکر کیا ہے کہ قیس بن عاصم، سہل بن منجاب، مالک نوریہ، زبرقان بدر اور صفوان وغیرہ قبائل تمیم میں آنحضرت ﷺ کے کارندے تھے۔

ابن حجر نے اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں لکھا ہے:

طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ”سہل بن منجاب“ ان کارندوں میں سے تھا جنہیں رسول خدا ﷺ نے قبائل بنی تمیم میں صدقات جمع کرنے پر مامور فرمایا تھا۔ آنحضرت ﷺ کی حیات تک سہل اس عہدے پر باقی تھا۔

ذہبی نے اپنی کتاب ”تجريد“ میں لکھا ہے:

کہا جاتا ہے کہ رسول خدا نے ”سہل کو صدقات جمع کرنے کے لئے مامور فرمایا تھا۔ (۱۰)

اس مطلب پر ایک تحقیقی نظر:

ہم، ابن اثیر کی کتاب ”اسد الغابہ“ پر ایک بار پھر نظر ڈالتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے:

تیم کے مختلف قبائل کے اسلام قبول کرنے کے بعد پیغمبر اسلام نے ان ہی قبائل میں سے ان کے لئے چند کارندوں کو معین فرما کر مختلف قبائل میں ان کو ماموریت دی۔ جیسے ”قیس بن عاصم“، ”سہل“ اور ”مالک“.....

پیغمبر خدا ﷺ کی طرف سے تیمیوں کو ماموریت دینے کی حدیث طبری کے متعدد نسخوں میں حسب ذیل صورت میں من و عن درج ہوئی ہے:

تیمیوں کے بارے میں رسول خدا ﷺ نے اپنی زندگی میں اپنے چند کارندوں کو مامور فرمایا تھا جن میں سے زبرقان بن بدر کو قبیلہ رباب، عوف اور بناء کے لئے مامور فرمایا تھا۔ جیسا کہ ”سہری“ نے ”شعیب“ سے اس نے ”سیف سے اس نے صعب بن عطیہ سے اس نے اپنے باپ اور سہم بن منجاب سے روایت کی ہے کہ ”قیس بن عاصم“ قبیلہ مقاعس اور بطون پر مامور تھا۔

طبری کے بیان سے یوں لگتا ہے کہ ”صعب بن عطیہ“ نے دو آدمیوں سے نقل قول کیا ہے کہ جن میں ایک اس کا باپ عطیہ اور دوسرا سہم بن منجاب ہے۔ لہذا منجاب اس حدیث میں خود راوی ہے نہ صحابی!

گویا ان دو معروف دانشوروں، ابن اثیر و ابن حجر نے طبری کی بات سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ صعب نے صرف اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ مقاعس اور بطون کے قبائل پر ”قیس بن عاصم“ اور سہم بن منجاب، نامی دو شخص تیمیوں کے صدقات جمع کرنے پر مامور تھے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ ان دو دانشوروں کو ہاتھوں میں طبری کے جو نسخے تھے، ان میں ”سہم بن منجاب“ کا نام ”سہل بن منجاب“ لکھا گیا ہو۔ اس بناء پر ان دو دانشوروں نے اسی نام کو صحیح قرار دیکر ”سہل بن منجاب“ کو رسول خدا ﷺ کے صحابی کے طور پر درج کر کے تشریح کی ہے۔

۱۔ وکیع بن مالک

سیف نے اسے ”وکیع بن مالک تمیمی“ خیال کیا ہے اور اس کے نسب کو ”حظله بن مالک“ تک پہنچایا ہے جو قبائل تمیم کا ایک قبیلہ ہے۔ (۱۱)

ذہبی نے اپنی کتاب ”تجرید“ میں وکیع کا تعارف اس طرح کیا ہے:

سیف بن عمر تمیمی لکھتا ہے کہ وکیع بن مالک اور مالک نوریہ ایک ساتھ قبیلہ بنی حظله میں رسول خدا ﷺ کے کارندے تھے۔

ابن حجر بھی اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں لکھتا ہے:

سیف نے نقل کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ”وکیع بن مالک“ کو ”مالک نوریہ“ کے ہمراہ بنی حظله اور بنی ربیع کے صدقات جمع کرنے پر مامور فرمایا، اور رسول خدا ﷺ کی حیات تک آنحضرت ﷺ کی طرف سے اس عہدے پر باقی تھے۔ تاریخ طبری میں ملتا ہے کہ وکیع نے سجاح کے ساتھ معاہدہ کیا تھا، لیکن جب سجاح اپنے خاندان سمیت نابود ہوئی تو وکیع اپنی ماموریت کے علاقے میں صدقات کے طور پر جمع کی گئی رقوم کو اپنے ساتھ لے کر خالد بن ولید کے پاس گیا اور عذر خواہی کے ساتھ اپنا قرض چکا دیا اور معافی مانگ کر احسن طریقے پر پھر سے اسلام کی طرف پلٹ آیا۔

سیف نے مزید کہا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ”وکیع داری“ کو ”صلصل“ کے ہمراہ عمرو کی مدد کے لئے بھیجا تا کہ وہ مرتدوں پر حملہ کریں۔

ابن حجر کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ یہ دانشور ”وکیع داری“ کی خبر کو دو منابع، یعنی سیف کی کتاب سے اور طبری کی تاریخ سے نقل کرتا ہے اور قبائل تمیم میں رسول خدا ﷺ کے کارندوں کے موضوع، تحیموں کے مرتد ہونے کی خبر اور عمرو عاص کی مدد کے لئے رسول خدا ﷺ کی طرف سے صلصل کے ہمراہ وکیع کی ماموریت کا ذکر کرتا ہے۔

انشاء اللہ اپنی جگہ پر اس کو تفصیل سے بیان کریں گے۔

اس طرح ابن حجر نے، اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں ”وکیع“ کا کوئی شعر نقل نہیں کیا ہے جب کہ طبری وحموی نے اپنی کتابوں میں وکیع کے اشعار کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔
 اسی طرح اس تہمی داری یعنی ”وکیع بن مالک“ کا اصحاب رسول خدا ﷺ کی فہرست میں قرار پانا، اس کے اشعار اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کارندہ کی حیثیت سے اس کی مخصوص ما موریت خاندان تہمی کے افتخارات میں درج ہوئے ہیں۔

۱۸۔ حصین بن نیار حنظلی

سیف نے ”حصین بن نیار حنظلی“ کو بنی حنظلہ سے تصور کیا ہے۔

ابن حجر نے اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں حصین کے بارے میں یوں لکھا ہے:
 سیف بن عمر، اور اسی طرح طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حصین بن نیار رسول خدا کے کارندوں میں شمار ہوتا تھا۔ ابن فحون نے بھی حصین کے حالات کے بارے میں سوانح نویسوں سے یہی سمجھا ہے۔

ابن حجر کہتا ہے کہ: سیف اور طبری نے کہا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس دانشور نے حصین بن نیار کے بارے میں ان مطالب کو ان دو منابع سے نقل کیا ہے۔

ابن حجر نے حصین کی زندگی کے حالات لکھتے ہوئے صرف اسی پر اکتفاء کی ہے کہ وہ رسول خدا کا کارندہ تھا۔ اس کے علاوہ جو دوسری داستانیں طبری نے سیف سے نقل کر کے اس کے بارے

(۱) ابو بکر، محمد بن خلف بن سلیمان بن فحون اندلی، ملقب بہ ”ابن فحون“ پانچویں اور چھٹی صدی ہجری کا ایک دانشور ہے۔ اس کی تألیفات میں سے دو بڑی جلدوں پر مشتمل کتاب ”التدبیل“ ہے۔ اس کتاب میں اس نے ”عبدالبر“ کی کتاب ”استیعاب“ کی تشریح و تفسیر لکھی ہے۔ ابن فحون نے ۱۹۵ھ میں اندلس کے شہر مرسیہ میں وفات پائی۔

میں ۱۴ھ کے حوادث کے ضمن ذکر کی ہیں۔ قادیسیہ کی جنگ میں شرکت اور ہراول دستے کی کمانڈ وغیرہ۔ کو بیان نہیں کیا ہے۔

اس کے علاوہ ابن حجر نے حموی کی ”معجم البلدان“ میں لفظ ”دلوٹ“ کے سلسلے میں بیان کی گئی خبر کے بارے میں یوں لکھا ہے:

سیف بن عمر نے ”عبدالقیس“ نامی ایک مرد ملقب بہ ”صحار“ سے نقل کر کے کہا ہے کہ میں نے شہر ابواز کے اطراف میں ”ہرمزان“ سے جنگ میں شرکت کرنے والے شخص ”ہرم بن حیان“ سے ملاقات کی۔ جنگ کا علاقہ ”دلوٹ“ اور دجیل کے درمیان تھا۔۔۔ (یہاں تک کہتا ہے:)

اس منطقہ کو دوسری جگہ پر ”دلث“ پڑھا جاتا تھا۔ اور حصین بن نيار حظلی نے اس سلسلے میں یہ اشعار کہے ہیں:

کیا اسے خبر ملی کہ ”مناذر“ کے باشندوں نے ہمارے دل میں لگی
آگ کو بجھا دیا؟
دلوٹ سے آگے ہماری فوج کے ایک گروہ کو دیکھ کر ان کی آنکھیں چکا چوندھ
ہو گئیں۔

اس مطلب کو عبدالمؤمن نے حموی سے نقل کر کے اپنی کتاب ”مرصد الاطلاع“ میں درج کیا ہے۔

ابن حجر نے بھی لفظ ”مناذر“ کے بارے میں حموی کی بات پر توجہ نہیں کی ہے جب کہ وہ اپنی معجم میں لکھتا ہے:

اہل علم کا عقیدہ ہے کہ ۱۸ھ میں عتبہ نے اپنی سپاہ کے سلمیٰ و حرمہ نام کے دوسر داروں کو ما موریت دی۔۔۔ (یہاں تک لکھتا ہے:)

سرا انجام مناذر و تیری کو فتح کیا گیا۔ اس فتح کی داستان طولانی ہے۔

”حصین بن نيار نے اس سلسلے میں یہ اشعار کہے ہیں:

کیا وہ آگاہ ہوا کہ مناذر کے باشندوں نے ہمارے دل میں لگی آگ کو
بجھا دیا؟

انھوں نے ”دلوٹ“ کے مقام سے آگے ہماری دفوج کی ایک ٹیلیں کو دیکھا
اور ان کی آنکھیں چکا چوندھ رہ گئیں۔

ہم نے ان کو خلستانوں اور دریائے دجیل کے درمیان موت کے گھاٹ اتار
دیا اور انھیں نابود کر کے رکھ دیا۔

جب تک ہمارے گھوڑوں کے سموں نے انھیں خاک میں ملا کر دفن نہیں کیا،
وہ وہیں پڑے رہے۔

طبری نے یہ آخری داستان نقل کر کے اس کو مفصل طور پر تشریح و تفسیر کے ساتھ درج کیا
ہے۔ لیکن اپنی عادت کے مطابق اس سے مربوطہ جز خوانیوں اور اشعار کو حذف کیا ہے۔ (۱۲)
اس طرح ان علماء نے سیف کی احادیث پر اعتماد کر کے اس کے خیالات کی مخلوق، یعنی
خاندان تمیم کے ان چھ افراد کو رسول خدا ﷺ کے حقیقی اصحاب اور کارندوں کی فہرست میں قرار دے
کر رجال اور پیغمبر خدا ﷺ کے صحابیوں سے مربوطہ اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔

اب ہم سیف کی احادیث میں ان سے مربوطہ مطالب کو ذکر کرنے کے بعد سب سے پہلے
سیف کی احادیث کے اسناد کی تحقیق کرتے ہیں اور اس کے بعد اس کے افسانوں کا تاریخ کے مسلم
حقائق کے ساتھ موازنہ کرتے ہیں:

اسناد کی تحقیق

سیف کی پہلی حدیث میں خاندان تمیم میں رسول خدا ﷺ کے مگاشتموں کے بارے میں

بحث ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ مذکورہ قبائل میں افراد کے مرتد ہونے، مالک نویریہ کی داستان اور پیغمبری کا دعویٰ کرنے والی خاتون ”سجاح“ کی داستان پر بحث ہوئی ہے۔

دوسری حدیث میں بحرین میں ارتداد اور سیف کے جعلی صحابی وکیع بن مالک کے بارے

میں بحث ہوئی ہے

تیسری حدیث میں بطاح، وکیع اور مالک نویریہ کی داستان کے ایک حصہ کا موضوع زیر بحث

قرار پایا ہے

سیف نے مذکورہ تین احادیث کو صعب بن عطیہ بن بلال اور اس کے باپ سے نقل کیا ہے اس میں باپ بیٹے ایک دوسرے کے راوی ہیں ہم نے گزشتہ مباحث میں بیان کیا، چوں کہ ان کو سیف کے علاوہ کہیں اور نہیں پایا جاسکتا ہے، لہذا ان کو ہم نے سیف کی مخلوق کی حیثیت سے جعلی راوی کے طور پر پہچان لیا ہے۔

چوتھی حدیث، جو مالک نویریہ کی بقیہ داستان پر مشتمل ہے، کی سند کے طور پر سیف نے خزیمہ بن شجرہ عقیقانی کا ذکر کیا ہے۔ علمائے رجال اور نسب شناسوں نے اس کی سوانح کو سیف کی احادیث سے نقل کیا ہے!! دوسرا عثمان بن سوید ہے جس کے نام کو ہم نے سیف کے علاوہ کہیں اور نہ پایا۔

لیکن جہاں پر سیف حصین بن نيار کی بات کرتا ہے اس کی سند کے طور پر چند مجہول الھویہ افراد کا ذکر کرتا ہے! یہ ہے سیف کی احادیث کے اسناد کی حالت ہے!!

تاریخی حقائق

سیف کے افسانوں کا موازنہ کرنے کے لئے ہم ان منابع کی طرف رجوع کرتے ہیں جنہوں نے سیف کی روایت کو نقل نہیں کیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم دیکھتے ہیں کہ ابن ہشام، رطیری نے ابن اسحاق سے نقل کر کے پیغمبر اسلام ﷺ کے مگاشتوں کے موضوع کے بارے میں اس طرح

اس کے بعد طبری اور ابن ہشام نے حضرت علی علیہ السلام کی نجران سے واپسی، ان کا رسول خدا ﷺ سے ملحق ہو کر فریضہ حج کے لئے جانا، پیغمبر خدا ﷺ کے مکہ سے مدینہ کی طرف واپسی اور اواخر صفر میں آنحضرت ﷺ کی رحلت کے واقعات کو سلسلہ وار لکھا ہے۔

اس حدیث کے مطابق تمیم کے مختلف قبائل میں رسول خدا ﷺ کے حسب ذیل تین گناشتے مقرر ہوئے تھے۔

مالک نویرہ

قمیس بن عاصم اور

زبرقان بن بدر

اور سیف نے ان میں اپنی طرف سے مزید آٹھ افراد کا اضافہ کر کے ان کی تعداد گیارہ افراد تک بڑھا دی ہے!

تمیم کے مختلف قبائل کے مرتد ہونے کے موضوع کو ہم نے کسی ایسے معتبر مورخ کے ہاں نہیں پایا جس نے سیف سے روایت نقل نہ کی ہو صرف مالک نویرہ کی داستان اور خالد بن ولید کے ہاتھوں اس کی دلخراش موت کے بارے میں پایا، جسے طبری، ابوالفرج اصفہانی اور وثیمہ وغیرہ جیسے معروف دانشوروں نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔ ہم نے اس داستان کو طبری کی تاریخ سے حاصل کیا ہے۔

مالک نویرہ کی داستان

طبری عبد الرحمن بن ابی بکر سے نقل کر کے مالک کی موت کے بارے میں یوں بیان کرتا ہے: (۱۴)

جب خالد سرزمین بطاح میں پہنچا تو اس نے ضرار بن ازور کو ایک گروہ کی قیادت سونپ کر

۔۔۔ جس میں ابوققادہ اور حارث بن ربیع بھی موجود تھے ۔۔۔ اس علاقہ کے ایک حصے کے باغیوں اور مرتدوں کی شناسائی کے لئے مامور کیا۔

ابوققادہ خود اس ماموریت میں شریک تھا۔ چوں کہ اس نے خالد کے پاس مالک کے مسلمان ہونے کی شہادت دی تھی، اور خالد نے اس کی شہادت قبول نہیں کی تھی، اس لئے اس نے قسم کھائی کہ زندگی بھر خالد کے پرچم تلے کسی بھی جنگ میں شرکت نہیں کرے گا۔ ابوققادہ نے مالک کی داستان کی یوں تعریف کی ہے:

ہم رات کے وقت قبیلہ مالک کے پاس پہنچے اور انھیں زیر نظر قرار دیا۔ لیکن جب انھوں نے ہمیں اس حالت میں اپنے نزدیک دیکھا تو ڈر گئے اور اسلحہ ہاتھ میں لے لیا ہم نے یہ دیکھ کر ان سے مخاطب ہو کر کہا:

ہم سب مسلمان ہیں!

انھوں نے کہا

ہم بھی مسلمان ہیں:

ہم نے کہا:

پس تم لوگوں نے کیوں اسلحہ ہاتھ میں لے لیا ہے؟!

انھوں نے جواب دیا:

تم کیوں مسلح ہو؟

ہم نے کہا:

ہم اسلام کے سپاہی ہیں۔ اگر تم لوگ سچ کہتے ہو تو اپنا اسلحہ زمین پر رکھ دو!

انھوں نے ہماری تجویز قبول کرے ہوئے اسلحہ کو زمین پر رکھ دیا اس کے بعد ہم نماز کے

لئے اٹھے اور وہ بھی نماز کے لئے اٹھے اور...

گویا خالد اور مالک کے درمیان ہوئی گفتگو خالد کے لئے مالک کو قتل کرنے کی سند بن گئی تھی، کیوں کہ جب مالک نویریہ کو پکڑ کے خالد کے سامنے حاضر کیا گیا تو اس نے اپنی گفتگو کے ضمن میں خالد سے کہا:

میں یہ گمان نہیں کرتا کہ تمہارے پیشوا۔۔۔ پیغمبر خدا ﷺ۔۔۔ نے ایسی ویسی کوئی بات کہی

ہو!!

خالد نے جواب میں کہا:

لیا تم اسے اپنا پیشوا نہیں جانتا؟ اس کے بعد حکم دیا کہ اس کا اور اس کے ساتھیوں کا سر تن جدا کر دیں!! پھر حکم دیا کہ تن سے جدا کئے گئے سروں کو دیگ میں ڈال کر جلتی آگ پر رکھ دیں۔

خالد پر عمر کا غضب ناک ہونا

جب مالک نویریہ کے قتل کی خبر سے عمر ابن خطابؓ آگاہ ہوا تو اس نے اس موضوع پر ابو بکرؓ سے بات کرتے ہوئے اس سے کہا:

اس دشمن خدا۔۔۔ خالد ولید۔۔۔ نے ایک بے گناہ مسلمان کو قتل کیا ہے اور ایک وحشی کی طرح اس کی بیوی کی عصمت دری کی ہے۔

جب خالد مدینہ لوٹا۔۔۔ سیدھے مسہد النبیؐ میں چلا گیا۔ اس وقت اس کے تن پر ایک ایسی قبا تھی جس پر لوہے کے اسلحہ کی علامت کے طور پر زنگ کے دھبے لگے ہوئے تھے ہر پر جنگجوؤں کی طرح ایسا عمامہ باندھا تھا جس کی تہوں میں چند تیر رکھے گئے تھے۔ جوں ہی عمر نے خالد کو دیکھا، غضبناک حالت میں اپنی جگہ سے اٹھ کر زور سے اس کے عمامہ سے نیروں کو کھینچ کر نکالا اور انہیں غصے میں توڑ ڈالا اور بلند آواز سے اس سے مخاطب ہو کر کہا:

مکاری اور ریاکاری سے ایک مسلمان کو قتل کر کے ایک حیوان کے مانند اس کی بیوی کی

قصمت لوتے ہو؟ خدا کی قسم اس جرم میں تجھے سنگار کروں گا!!...

ہم نے اس مطلب کو طبری سے نقل کیا ہے۔

ابن خلکان نے بھی اپنی کتاب ”وفیات الاعیان“ میں مالک نویریہ کے بارے میں لکھا

ہے: (۱۵)

جب مالک نویریہ کو پکڑ کر اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ خالد کے پاس لایا گیا تو خالد کی سیاہ کے دو افراد ابوقنادانسماری اور عبداللہ بن عمر نے خالد کے پاس مالک کے مسلمان ہونے کی شہادت دی اور اس کی شفاعت کی لیکن خالد نے ان کی ایک نہ مافی بلکہ ان دو صحابیوں کی باتیں بھی اسے پسند نہ آئیں۔

مالک نویریہ نے جب حالت کو اس طرح بگڑتے اور خطرناک ہوتے دیکھا اور احساس کیا کہ اس کی جان خطرے میں ہے تو خالد سے مخاطب ہو کر کہا:

اے خالد! ہمیں ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیج دو کہ وہ ذاتی طور پر ہمارے بارے میں فیصلہ کریں، کیوں کہ تم نے ایسے افراد کے بارے میں ایسا اقدام کیا ہے جن کا گناہ ہم سے سنگین تر تھا۔

خالد نے جواب میں کہا:

خدا مجھے موت دے، اگر تجھے قتل نہ کروں!!

اسی وقت مالک کو خالد کے اشارہ پر ضرار کے پاس لے گئے تاکہ وہ اس کا سرن سے جدا کر دے۔ اس حالت میں مالک کی نظر اپنی بیوی ام تمیم پر پڑی، جو اپنے زمانے کی خوبصورت ترین عورت تھی۔ مالک نے خالد کی طرف رخ کر کے کہا: اس عورت نے مجھے مرادوایا؟!

خالد نے جواب میں کہا:

خدا نے تجھے اسلام سے منہ موڑ کر مرتد ہونے کے جرم میں مارا ہے۔

مالک نے کہا:

میں مسلمان ہوں۔

خالد نے بلند آواز میں کہا:

ضرار! کیوں دیر کر رہا ہے؟ اس کا سرتن سے جدا کر دے!!

ابن خلکان مالک کی داستان کو جاری رکھتے ہوئے مزید لکھتا ہے:

ابو زہرہ سعدی نے مالک کے سوگ میں چند دردناک اشعار کے ضمن یوں کہا ہے: (الف)

جن سواروں نے اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے ہماری سرزمین کو نیست و نابود

کر کے رکھ دیا، ان سے کہہ دو کہ مالک کی شہادت کے بعد مصیبت کی شام

ہمارے لئے ختم ہونے والی نہیں ہے۔

خالد نے بڑی بے شرمی سے مالک کی بیوی کی عصمت لوٹ لی، کیوں کہ وہ

بہت پہلے سے اسے لپچائی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

خالد نے عقل کی زمام نفسانی خواہشات کے حوالے کی تھی اور اس میں اتنی

مردانگی نہیں تھی کہ اپنے دل کو اس سے کھینچ کر اپنے آپ کو کنٹرول کر سکتا۔

مالک کے قتل ہونے کے بعد خالد اپنی دیرینہ آرزو کو پاسکا۔ لیکن مالک نے

اس دن اپنی بیوی کی وجہ سے جان دی اور اس کا سب کچھ لٹ گیا۔

(الف)۔

تطاول هذا الليل من بعد مالک
و کان له فيها هوى قبل ذالک
عنان الهوى عنها ولا متمالک
الئ غیر شئ هالک أفی هو الک
ومن للرجال المعمدین الصعالک
بفارسها المرجو سحب الحوالک

الاقبل لحي اوطأوا بالسناک
قضى خالد بغياً علیه لعرسه
فأمضى هواه خالد غیر عاطف
و أصبح ذا اهل، و أصبح مالک
فمن لليتامی والارامل بعده
اصيبت تمیم غنهما و سمینهما

مالک کے بعد اب اس کے یتیموں، بیوہ، بوڑھوں اور بے چاروں کا سہارا اور امید کون بن سکتا ہے؟!
قبائل تمیم کے لوگوں نے مالک جیسے شہسوار کو جو ہر بلا کو ان سے دور کرتا تھا ہاتھ سے دینے کے بعد اپنی قیمتی اور معمولی سبھی چیزوں کو کھو دیا۔

دونرو مادہ پیغمبروں کی حقیقت

طبری نے پیغمبری کا دعویٰ کرنے والے دو شخص ”سجاح“ اور ”مسلمہ“ کے بارے میں اس طرح لکھا ہے: (۱۶)

(سیف کے علاوہ) دوسروں نے لکھا ہے کہ ”سجاح“ اس علاقے میں پہنچی جو پیغمبری کا دعویٰ کرنے والے ”مسلمہ“ کے تسلط میں تھا۔ مسلمہ نے ڈر کے مارے قلعہ کے اندر پناہ لے کر قلعہ کے دروازے اندر سے محکم طور پر بند کر دیے۔

”سجاح“ جب قلعہ کے سامنے آ پہنچی تو قلعہ کی چھت پر بیٹھے مسلمہ سے یوں مخاطب ہوئی:
قلعہ سے نیچے اتر آؤ!

(گویا ”مسلمہ“، ”سجاح“ کی باتوں اور اس کی حرکات و سکنات سے سمجھ گیا تھا کہ اس سہف نازک پر غلبہ پایا جاسکتا ہے۔ اس لئے) جواب میں بولا:

تم پہلے حکم دو کہ تیرے مرید اور حامی تم سے دور ہو جائیں!
”سجاح“ نے اس تجویز سے موافقت کی اور حکم دیا کہ اس کے مرید اپنے خیموں میں چلے جائیں۔

مسلمہ بھی قلعہ سے باہر آیا اور اپنے مریدوں کو حکم دیتے ہوئے کہا:
ہمارے لئے ایک الگ خیمہ نصب کرو اور اس کے اندر عود و عنبر جلا کر معطر کرو تا کہ اس معطر

نصا اور حالات سے متاثر ہو کر ”سجارج“ کی نفسانی اور جنسی خواہشات بھڑک اٹھیں۔

مسئلہ کے حکم کو مٹلی جامہ پہنایا گیا۔ جب ”سجارج“ نے اس خیمہ کے اندر قدم رکھا... تا آخر! یہاں پر طبری نے پیغمبری کا دعویٰ کرنے والے ان دونوں مادہ کے درمیان انجام پائی گفتگو کو سمجھی سے نقل کر کے درج کیا ہے، درحقیقت پیغمبری کا دعویٰ کرنے والے ان دو شخصیتوں کے درمیان گفتگو مسئلہ کی توقع کے عین مطابق انجام پائی اور یہ گفتگو ایک ایسے حساس مرحلے میں داخل ہوئی کہ سرانجام یہ دونوں بیجان اور جذبات کے عالم میں انتہائی نازک مرحلے میں داخل ہوئے اور ایک دوسرے کے ساتھ عقد کر لیا۔

طبری ان دونوں کی داستان کو اس طرح خاتمہ بخشتا ہے:

سجارج نے مذکورہ خیمہ میں مسئلہ کے ساتھ تین دن رات گزارے۔ اس کے بعد جب خیمہ سے نکل کر اپنے مریدوں کے درمیان پہنچی تو اس کے مریدوں نے اس سے سوال کیا:

اچھا بتاؤ! مسئلہ سے ملاقات کر کے تمہیں کیا ملا؟

سجارج نے جواب میں کہا:

وہ حق پر تھا! میں بھی اس پر ایمان لائی۔ حتیٰ اسے اپنا شوہر بنایا۔

اس سے پوچھا گیا:

اچھا بتاؤ! کیا اس نے کسی چیز کو تیرے لئے مہر قرار دیا؟

(یہ سوال سن کر جیسے سجارج خواب سے بیدار ہو گئی ہو اور تعجب سے کہتی ہے) کہا:

نہیں!

انہوں نے اس سے کہا:

نم نے یہ اچھا کام نہیں کیا ہے، لوٹ کر اس کے پاس جاؤ! تم جیسی خاتون کے لئے مناسب

نہیں ہے کہ مہر لئے بغیر شوہر سے جدا ہو جائے!!

سجاح دوبارہ خیمہ کی طرف گئی اور مسیلہ — جو ابھی خیمہ میں ہی تھا — سے جا ملی۔ مسیلہ اس خیال میں تھا کہ اس کا حریف چلا گیا ہے لیکن جب اس نے اسے واپس لوٹتے دیکھا تو فکر مند ہوا اور اس سے پوچھا:

تم تو چلی گئی تھی! ماجرا کیا ہے؟

سجاح نے کہا:

میرا مہر، میرے مہر کا کیا ہوگا؟ تمہیں مہر کے عنوان سے مجھے کچھ دینا چاہئے مسیلہ نے سجاح کی ٹانگ کو سن کر اطمینان کا سانس لیا اور سجاح کے مؤذن سے کہا:

اپنے دوستوں میں جا کر اعلان کرو کہ مسیلہ بن حبیب نے شام اور صبح کی دو نمازیں، جنہیں محمدؐ نے تم لوگوں پر واجب قرار دیا تھا، کو سجاح کے مہر کے طور پر تمہیں بخش دیا ہے اور اب انہیں انجام دینے کی تکلیف تم لوگوں سے اٹھادی جاتی ہے!!

اب ہم دیکھتے ہیں کہ مناظر اور تیری کی فتح کے بارے میں سیف کی باتوں کے علاوہ دوسروں نے کیا کہا ہے؟

ابن حزم اپنی کتاب ”جوامع السیر“ میں لکھتا ہے:

ابوموسیٰ اشعری نے عمرؓ کی خلافت کے دوران صوبہ خوزستان کے بعض علاقوں پر زبردستی اور بعض دیگر علاقوں پر صلح، معاہدوں اور محبت سے قبضہ جمایا تھا۔ (۱۷)

ذہبی کتاب ”تاریخ الاسلام“ میں لکھتا ہے:

۷۱ھ میں عمرؓ نے ایک فرمان کے تحت بصرہ کی حکومت ابوموسیٰ اشعری کو سونپی اسے حکم دیا

کہ اہواز پر لشکر کشی کر کے اس صوبہ پر قبضہ کر لے۔ (۱۸)

بلاذری نے اپنی کتاب ”فتوح البلدان“ میں لکھا ہے:

ابوموسیٰ اشعری نے سوق اہواز اور نہر تیری پر قہر و غلبہ سے قبضہ کر لیا... (یہاں تک لکھتا ہے: (ربیع بن زیاد حارثی کو مناذر میں نمائندہ کی حیثیت سے مقرر کیا اور خود ستر (شوشتر) کی طرف

لشکر کشی کی اور اسے اسی سال موسم بہار میں فتح کیا (۱۹)

مناذر اور تیری کے بارے میں فتح کی داستان یہی تھی جو ہم نے بیان کی لیکن دلوٹ نام کی کسی جگہ کا نام ہمیں کسی کتاب میں نہیں ملا کہ اس کے بارے میں سیف کی باتوں کا موازنہ کریں کیوں کہ یہ جگہ سیف بن عمر کی خیالی پیداوار کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

گزشتہ بحث کا خلاصہ اور موازنہ کا نتیجہ

سیف نے رسول خدا ﷺ کے گماشتوں میں چھ افراد کا اضافہ کیا ہے۔ اسی کی برکت سے رسول خدا ﷺ کے صحابیوں کی زندگی کے حالات لکھنے والے علماء نے بھی سیف کے ان چھ جعلی اصحاب اور رسول خدا ﷺ کے گماشتوں کو پیغمبر خدا ﷺ کے حقیقی اصحاب کی فہرست میں قرار دے کر سیف سے نقل کر کے ان کی زندگی کے حالات لکھے ہیں جب کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جن علماء نے سیف کی باتوں پر اعتقاد نہیں کیا ہے ان کی کتابوں میں پیغمبر خدا ﷺ کے اس قسم کے کارندوں اور گماشتوں کا کہیں نام تک نہیں ملتا۔

اس کے علاوہ ہم نے دیکھا کہ سیف بن عمر نے اپنی احادیث، ایسے راویوں سے نقل کی ہیں کہ حقیقت میں ان کا کہیں وجود نہیں ہے اور ہم انھیں سیف کے جعلی راوی محسوب کرتے ہیں۔

ہم نے یہ بھی دیکھا کہ سیف تنہا فرد ہے جو قادیسیہ کی جنگ سے پہلے ایک ہر اول دستے کے کمانڈر کی حیثیت سے حصین نامی ایک صحابی کا نام لیتا ہے۔ اور حموی جیسا دانشور اور جغرافیہ کی کتاب

”نظم ابلدان“ کا مؤلف اس فرضی حصین کی فتح مناذر کے بعد سیف کے دو جعلی صحابیوں اور سورما حرمہ اور سلمیٰ کے ذریعہ اسے فتح کرنے کے سلسلے میں لکھی گئی دلاوریوں کو اپنی کتاب میں درج کرتا ہے، جب کہ حقیقت میں مناذر کو ”ربیع حارثی قحطانی“ اور دیگر لوگوں نے فتح کیا ہے۔ چونکہ حموی نے ”دلوٹ“ کا نام بھی اسی حصین کے اشعار میں دیکھا ہے اس لئے اسے بھی ایک حقیقی جگہ کے طور پر اپنی کتاب میں درج کیا ہے!

سیف نے اپنے قبیلہ مضروہ تمیم کی حمایت و طرفداری میں تعصبات پر مبنی اپنے اندرونی جذبات اور احساسات کو جواب دینے اور اپنے دشمنوں، جیسے قبیلہ یمانی قحطانی کی طعنہ زنی کرنے کے لئے مناذر اور تیری کی حدیث کو گھڑ لیا ہے اور ابو موسیٰ اشعری یمانی قحطانی کو خلیفہ عمرؓ کی طرف سے دئے گئے عہدے و منصب سے محروم کر کے اس عہدے پر ایک عدنانی و مضری جعلی فرد ”عتبہ بن غزوہ“ کو فائز کیا ہے۔

سیف بن عمر اپنے قبیلہ تمیم کے خیالی اور جعلی پہلوانوں حرمہ اور سلمیٰ کو یمانی قحطانی ”ربیع حارثی“ کی جگہ پر بٹھاتا ہے اور اپنے جعلی و خیالی صحابی و شاعر حصین بن نيار خظلی سے ان کی مداح اور تعریفیں کراتا ہے تاکہ اپنے خاندان تمیم کے افتخارات کی شہرت کو دنیا میں چار چاند لگائے!!

مگر ہمیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ سیف کے ان تاریخی واقعات کے سال کو بدل کر ۱۷ھ کو ۱۸ھ لکھنے کا کوئی چیز سبب بنی ہے؟ جبکہ تمام دور حصین نے لکھا ہے کہ ”عتبہ بن غزوہ“ — جسے سیف بن عمر نے ابو موسیٰ اشعری کی جگہ پر بٹھا دیا ہے — ۱۸ھ سے پہلے فوت ہو چکا تھا اور زندہ نہیں تھا تو کہاں سے خلیفہ عمرؓ سے اپنے لئے حکومت اور سپہ سالاری کا فرمان حاصل کرتا!! مگر یہ کہ ہم یہ بات قبول کریں کہ ایک کہ زندیق نے — جس کا سیف پر الزام تھا — اپنے خاص مقاصد کے پیش نظر تاریخ اسلام کی روئداد کی تاریخوں میں تصرف کر کے ایک امت کی تاریخ کو مشکوک بنا کر اسے بے اعتبار اور ناقابل اعتماد بنانے کی کوشش کی ہے!!

ہم نے دیکھا کہ سیف، پیغمبری کا دعویٰ کرنے والے دو افراد — سجاح و سیلمہ — کے بارے میں کہتا ہے کہ جب سجاح تمیمی نے سیلمہ سے جنگ نہ کرنے کے معاہدہ پر دستخط کئے تو پہلے سیلمہ سے یہ طے پایا کہ یمامہ کی پیداوار کا نصف ہر سال سجاح کو ادا کرے گا۔ دوسرے اگلے سال کے خراج کا نصف بھی اسی سال ادا کرے گا اور اس طرح سیلمہ اس قسم کے سنگین شرائط کو قبول کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ سجاح نے قرار کے مطابق جو کچھ وصول کرنا تھا کر لیا اور باقی خراج کو وصول کرنے کے لئے نمائندہ مقرر کر کے سیلمہ سے مرخص ہوتی ہے!!

سیف اس قسم کا افسانہ گھڑ کر صرف اس فکر میں ہے کہ قبیلہ تمیم کو فخر و مہابا ت بخشے، اس لئے لکھتا ہے کہ سجاح نے اس فوج کشی کے نتیجہ میں یمامہ کی پیداوار کا نصف حصہ حاصل کیا! جب کہ دوسروں نے لکھا ہے کہ پیغمبری کا دعویٰ کرنے والی اس خاتون کو، اس فوج کشی کے نتیجہ میں جو کچھ میسر ہوا، وہ سیلمہ جیسا شوہر تھا نہ یمامہ کی پیداوار۔ اور جو کچھ اس کے مریدوں نے پایادہ صبح اور مغرب کی نمازوں کا ساقط ہونا تھا، اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

ہاں، قبیلہ تمیم کے بعض افراد کے مرتد ہونے کے بارے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس کے باوجود کہ بنیادی طور پر کفر و ارتداد ایک شرم آور امر ہے۔ لیکن سیف وہ شخص نہیں ہے جسے اسلام کی فکر ہو اور اپنے خاندان کے دامن سے ارتداد کے بدنماداغ کو پاک کرنے کی کوشش کرے، بلکہ وہ صرف اس فکر میں ہے کہ ہر ممکن طریقے سے اپنے قبیلہ تمیم کے لئے افتخارات میں اضافہ کرے۔ اسی لئے قبیلہ تمیم کے مرتد اور مسلمان افراد کو آپس میں لڑاتا ہے اور کسی بھی اجنبی کو قبیلہ تمیم کے اندرونی معاملات میں دخل دینے کی اجازت نہیں دیتا، اسی لئے سیف کی حدیث میں ملتا ہے کہ صرف تمیمی مسلمان ہی اس قبیلہ کے مرتدوں کی تنبیہ کرتے ہیں، کسی اور کو اس امر کی اجازت نہیں دی جاتی ہے!! لیکن، مالک نویریہ کی داستان، اگرچہ مالک ایک تمیمی فرد ہے اور قاعدے کے مطابق قبیلہ کے تعصبات کے پیش نظر سیف کی ہمدردیاں اس سے مربوط ہونی چاہئے، لیکن خالد بن ولید جیسے

خاندان مضر کے سپہ سالار، شمشیر باز اور تجربہ کار جنگجو کے مقابلے میں مالک کی حیثیت انتہائی پست و حقیر ہے۔ یہاں پر سیف ضعیف کو طاقتور پر قربان کرنے کے قاعدے کے تحت مالک کو مرتد اور سجاح کے شریک کار اور ساتھی کی حیثیت سے پیش کرتا ہے، اور ایک افسانہ کے ذریعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ خالد بن ولید کے ایک حکم کے سلسلے میں سرزمین بطاح میں کنانہ کے لوگوں میں غلط فہمی پیدا ہونے کی وجہ سے مالک نویریہ کو قتل کیا جاتا ہے۔ اس طرح سیف یہ کوشش کرتا ہے کہ خالد مضر کی دامن کو مالک کے ناحق خون سے پاک و مبرا ثابت کرے۔ جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے اور دوسرے مورخین نے اس سلسلے میں لکھا ہے:

مالک نویریہ اپنے اسلام اور ایمان کے سلسلے میں دفاع کرنے کے لئے خالد سے گفتگو کرتا ہے، لیکن جب اپنے قتل کئے جانے پر خالد کی ہٹ دھرمی کا احساس کرتا ہے تو اپنی عقل و فراست سے سمجھ لیتا ہے کہ یہ اس کی بیوی کی خوبصورتی اور دلفریب حسن و جمال ہے جس کی وجہ سے خالد اسے قتل کرنے پر تڑپا ہوا ہے تاکہ اپنی دیرینہ آرزو اور تمنا کو پھینچ سکے۔

اسی طرح کہا گیا ہے کہ مالک کے مسلمان ہونے اور نماز گزار ہونے کے سلسلے میں ابو قتادہ اور عبداللہ بن عمر کی گواہی بھی نہ فقط کارگر اور مؤثر ثابت نہیں ہوئی بلکہ خالد کو ان کی باتیں ہرگز پسند نہ آئیں اور یہی امر خالد کے لئے مالک کے قتل میں تعجیل کرنے کا سبب بنا۔ بالآخر خالد کے اشارہ پر ضرار نے مالک کے سر تن سے جدا کیا۔ اس کے بعد خالد نے اس کے دیگر ساتھیوں کو قتل کرانے کے بعد حکم دیا کہ ان کے سروں کو دیگ میں رکھ کر اس کے نیچے (چولہے کی مانند) آگ لگا دیں۔

لکھا گیا ہے کہ عمر نے جب مالک کے قتل کئے جانے کی خبر سنی تو غضبناک ہوئے اور اس سلسلے میں ابو بکر سے گفتگو کی۔ جب عمر خالد کو جنگی اسلحہ کا کثرت سے استفادہ کرنے کی وجہ سے اس کے لباس پر زنگ کے دھبے لگے خاص حالت میں دیکھتے ہے تو غصہ میں آ کر اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے عمامہ کو پھاڑ کر بلند آواز میں کہتے ہیں: مکاری اور ریاکاری سے ایک مسلمان کو قتل کر ڈالتے ہو پھر

ایک حیوان کی طرح اس کی بیوی سے اپنا منہ کالا کرتے ہو!! خدا کی قسم میں تجھے سنگسار کروں گا!!

اس کے باوجود سیف بن عمر کو خاندانی اور زندگی تعصب، اسلام دشمنی پر مجبور کرتا ہے۔ اسی لئے وہ مالک کے بارے میں پھوہڑ پن سے جھوٹ کے پلندے گھڑ لیتا ہے تاکہ ”قائد اعظم“ اور ”اسلام کے سپہ سالار“، خالد بن ولید مضر کے دامن کو مالک کے ناحق خون سے پاک کر سکے!!

اگر ہم اس کے باوجود بھی فرضاً یہ مان لیں کہ خالد کا یہ قصد و ارادہ نہ تھا کہ مالک کو قتل کرے بلکہ اتفاق سے یہ حادثہ پیش آیا ہے اور کنانہ کے لوگوں نے (جو اصلاً خالد کی سپاہ میں موجود نہ تھے) غلط فہمی سے اسیروں کو گرم کپڑے دینے کے بجائے تلوار سے ان کے سر تن سے جدا کر کے انھیں راحت کر دیا ہے اور اس میں خالد کا کوئی قصور نہ تھا پھر بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس نے مقتولین کے سروں کو دیگ میں رکھ کر اس کے نیچے (چولہے کے مانند) کر آگ لگانے کا حکم کیوں دیا اور اس طرح ان کی بے احترامی کی؟؟

سجاح کے افسانہ کا نتیجہ

سیف بن عمر، رسول خدا ﷺ کے کارندوں، قبیلہ تمیم کے افراد کے ارتداد، خاندان تمیم سے پیغمبری کا دعویٰ کرنے والی ”سجاح“ اور مالک نویرہ و... کے بارے میں داستانیں خلق کر کے اپنے خاندان یعنی قبیلہ تمیم کے لئے حسب ذیل فخر و مباہات حاصل کرتا ہے:

۱۔ خاندان تمیم کی خاتون ”سجاح“ پیغمبری کا دعویٰ کرتی ہے۔ قبیلہ بنی حنیفہ کے اپنے دوسرے شریک اور پیغمبری کے مدعی یعنی مسیلہ سے یمامہ کی پیداوار کا نصف حصہ بعنوان خراج حاصل کرتی ہے تاکہ اسے آزاد چھوڑ دے۔ یہ قبیلہ تمیم کے لئے بذات خود ایک عظیم افتخار ہے کہ اس قبیلہ کے پیغمبری کا دعویٰ کرنے والے مکار اور دھوکہ باز دوسرے جھوٹے پیغمبروں سے برتری رکھتے ہیں اور ان سے باج حاصل کرتے ہیں!!

قبیلہ تمیم کے افراد کے مرتد ہونے کے موضوع کے بارے میں افسانہ میں ایسا دکھاتا ہے کہ اس قبیلہ کے مسلمانوں نے اس قبیلہ کے مرتد ہوئے افراد کی گوشمالی کرنے کے لئے اٹھ کر ان کی سخت تنبیہ کی ہے اور اس طرح تمیمیوں کے اندرونی مسائل میں کسی اجنبی کو دخل دینے کی اجازت نہیں دی ہے اور یہ خود قبیلہ تمیم کے لئے ایک افتخار ہے کہ اپنے قبیلہ کے ارتداد کے مسئلہ کو خود حل کریں اور کسی اجنبی کو اس میں دخل دینے کی اجازت نہ دیں۔

۲۔ رسول خدا ﷺ کی رحلت کے بعد جزیرہ میں ارتداد کی خبر کو جعل کر کے اس کی اشاعت کرتا ہے تاکہ اسلام کے دشمنوں کے لئے ایک سند مہیا ہو جائے جس کے بناء پر وہ آسانی کے ساتھ یہ کہہ سکیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے اور خوف و وحشت کے سائے میں پائیدار ہوا ہے نہ کسی اور کی وجہ سے؟!۔

۳۔ رسول خدا ﷺ کے لئے قبیلہ تمیم سے کارندے اور گمشتے خلق کرتا ہے تاکہ وہ پیغمبر اسلام ﷺ کے دیگر حقیقی صحابیوں کی فہرست میں قرار پائیں اور ان کے نام طبقات اور رجال کے موضوع پر لکھی گئی دانشوروں کی کتابوں میں درج ہو جائیں!!

۴۔ علاقہ اہواز میں ایک جگہ کو خلق کرتا ہے تاکہ وہ جغرافیہ کی کتابوں میں درج کی جائے۔
۵۔ چند اشعار لکھ کر انھیں اپنے جعلی اور خیالی دلاوروں کی زبان پر جاری کرتا ہے تاکہ عربی ادبیات کے خزانوں کی زینت بن جائیں۔

۶۔ تاریخ اسلام کے اہم واقعات کے سالوں میں تغیر ایجاد کرتا ہے۔ ہماری نظر میں اس سلسلے میں خاص طور پر اس کا اصل محرک سیف کا زندیق ہونا ہے کہ جس کا اس پر الزام ہے! سیف نے جو حدیث ”صعب بن عقیہ“ سے روایت کی ہے اس پر علماء نے بہر صورت اعتماد کیا ہے اور اس کے چھ جعلی اصحاب کو پیغمبر خدا ﷺ کے حقیقی اصحاب کی فہرست میں قرار دیا ہے۔ پھر انھیں اپنی کتابوں میں درج کر کے سیف کی حدیث سے ان کی زندگی کے حالات پر

روشنی ڈالی ہے۔

اس کے علاوہ ان علماء نے ”صفوان بن صفوان“ کو سیف کی احادیث سے صحابی جان کر علیحدہ طور پر اس کی سوانح عمری لکھی ہے۔ چونکہ ہم نے ”صفوان“ کے بارے میں سیف کے خیالات کی مخلوق ہونے پر یقین نہیں کیا ہے اس لئے اس پر بحث نہیں کی۔

اس افسانہ کو نقل کرنے والے علماء

ان تمام افسانوں کو سیف نے انفرادی طور پر خلق کیا ہے اور حسب ذیل دانشوروں نے ان افسانوں کی اشاعت کی ہے:

- ۱۔ طبری نے اپنی تاریخ کبیر میں سند کے ساتھ۔
- ۲۔ یاقوت حموی نے ”معجم البلدان“ میں سند کے ساتھ۔
- ۳۔ ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں طبری سے نقل کر کے۔
- ۴۔ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں طبری سے نقل کر کے۔
- ۵۔ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں طبری سے نقل کر کے۔
- ۶۔ ابن فحون نے اپنی کتاب ”التذیل“ میں اپنے پیش روؤں سے۔
- ۷۔ کتاب ”اسد الغابہ“ کے مؤلف نے طبری سے نقل کر کے۔
- ۸۔ کتاب ”تجرید“ کے مؤلف نے طبری سے نقل کر کے۔
- ۹۔ ابن حجر نے ”الاصابہ“ میں سیف بن عمر اور طبری سے نقل کر کے۔
- ۱۰۔ ”مرصد الاطلاع“ کے مؤلف نے یاقوت حموی سے نقل کر کے۔

انیسواں جعلی صحابی

زر بن عبد اللہ لفقیمی

دو مہاجر صحابی

زر بن عبد اللہ لفقیمی کا کتاب ”اسد الغابہ“ میں اس طرح تعارفی کیا گیا ہے:

طبری نے لکھا ہے کہ ”زر“ رسول خدا ﷺ رسول خدا ﷺ کا صحابی اور مہاجرین میں سے تھا۔ زرخوزستان کی فتح میں مسلمان فوجیوں کے کمانڈروں میں سے ایک کمانڈر تھا۔ وہ اس لشکر کا کمانڈر تھا جس نے جندی شاپور کو اپنے محاصرہ میں قرار دیا اور سرانجام جندی شاپور صلح و مذاکرہ کے نتیجہ میں فتح ہوا۔

اسی مطلب کو ذہبی نے خلاصہ کے طور پر ”اسد الغابہ“ سے نقل کر کے اپنی کتاب ”تجربہ“ میں درج کیا ہے۔

زبیدی نے بھی لفظ ”زر“ کے بارے میں اپنی کتاب ”تاج العروس“ میں لکھا ہے:

طبری نے کہا ہے کہ ”زر بن عبد اللہ لفقیمی“ رسول خدا ﷺ کا صحابی اور فوج کا کمانڈر تھا۔ چونکہ ان تمام کے تمام دانشوروں نے ”زر بن عبد اللہ“ کو طبری سے نقل کر کے اس کی تشریح کی ہے، اس لئے ہم بھی زر کی روایت کے بارے میں طبری کی طرف رجوع کرتے ہیں تاکہ یہ دیکھ

لیں کہ طبری نے اس خبر کو کہاں سے حاصل کیا ہے۔

زر کا نام و نسب

طبری نے سیف سے نقل کر کے لکھا ہے:

زر بن عبداللہ، کلیب فقیہی کا نواسہ اور خاندان تمیم و عدنان سے تعلق رکھتا ہے۔

طبری نے رامبر مزی فتح کے بارے میں سیف سے نقل کر کے لکھا ہے: ”اسود“ و ”زر“ پیغمبر

کے ان اصحاب اور مہاجرین میں سے ہیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کو درک کیا ہے،

زر پیغمبر اکرم ﷺ کے حضور پہنچا اور آپ کی خدمت میں عرض کی: خاندان ”فقیم“ کے

افراد دن بدن گھٹ رہے ہیں اور اس طرح یہ خاندان نابود ہو رہا ہے جب کہ تمیم کے دوسرے قبیلوں کی

آبادی بڑھ رہی ہے۔ کیا کیا جائے کہ آپ خدا ہاں ہمارے لئے دعا فرمائیں؟!

رسول خدا ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور فرمایا: خداوند! خاندان ”زر“ کو

کثرت دے اور ان کی تعداد میں!!!

یہی سبب بنا کہ خاندان زر کی نسل بڑھی اور ان کی آبادی میں اضافہ ہوا۔ دوسروں نے بھی

سیف کی اسی روایت کو طبری سے استناد کر کے لکھا ہے:

زر ان افراد میں سے ہے جنہوں نے پیغمبر اسلام ﷺ کے حضور میں شرف یاب ہو کر آپ

سے گفتگو کرنے کا فخر حاصل کیا ہے۔ اس کے علاوہ وہ مہاجرین میں سے تھا۔

طبری فتح ”ابلہ“ کے سلسلے میں ۱۲ھ کے حوادث کے ضمن میں لکھتا ہے:

خالد بن ولید نے مال غنیمت کے طور پر حاصل کئے گئے ہاتھی اور دیگر غنائم کے پانچویں

حصے کو زر کے ذریعہ خلیفہ کی خدمت میں مدینہ بھیجا۔ ہاتھی کی مدینہ کی گلی کوچوں میں نمائش کی گئی تاکہ

لوگ اس کا مشاہدہ کریں۔ عورتیں عظیم الجثہ ہاتھی کو دیکھ کر تعجب میں پڑ گئیں اور حیرت کے عالم میں ایک

دوسرے سے کہتی تھیں: کیا یہ عظیم الجثہ حیوان خدا کی مخلوق ہے؟! کیوں کہ وہ ہاتھی کو انسان کی مخلوق تصور کرتی تھیں۔ ابوبکر نے حکم دیا کہ ہاتھی کو ”زر“ کے ساتھ واپس بھیج دیا جائے۔

طبری اس داستان کے ضمن میں لکھتا ہے:

”ابلہ“ کی فتح کے بارے میں سیف کی یہ داستان تاریخ نویسوں اور واقعہ نگاروں کے بیان کے برخلاف ہے۔ کیوں کہ صحیح اخبار و روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابلہ عمر کے زمانے میں فتح ہوا ہے نہ خلافت ابوبکر کے زمانہ میں اور یہ فتح و کامرانی عتبہ بن غزوہ ان کے ہاتھوں ۱۴ھ میں حاصل ہوئی ہے نہ ۱۲ھ میں۔ جب ہم اس زمانہ کی بحث پر پہنچے گیں تو اس جگہ کی فتح کی کیفیت پر بحث کریں گے۔

(طبری کی بات کا خاتمہ)

ایک مختصر موازنہ

۱۔ طبری وضاحت کرتا ہے کہ شہر ”ابلہ“ ۱۴ھ میں خلافت عمر کے زمانہ میں فتح ہوا ہے نہ کہ ۱۲ھ میں خلافت ابوبکر کے زمانہ میں!

۲۔ اس جنگ کی کمانڈ ”عتبہ بن غزوہ ان“ کے ہاتھ میں تھی نہ کہ ”خالد بن ولید“ کے ہاتھ میں۔ اس فتح و پیروزی کی نوید ”نافع“ نے خلیفہ کو پہنچائی تھی نہ کہ ”زر بن عبد اللہ فقیہی“ نے!

اس کے علاوہ جو کچھ طبری نے سیف بن عمر سے نقل کر کے ۱۴ھ کے حوادث کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ جیسے ”زر“ کا موضوع اور جنگی غنائم کا پانچواں حصہ اور مذکورہ ہاتھی وغیرہ۔ سیف کے علاوہ دوسروں کی روایتوں میں کسی صورت میں نہیں ملتا۔ خاص کر مدینہ کی عورتوں نے اس زمانے میں قرآن مجید کے سورہ فیل کو کئی بار پڑھا تھا اور ہاتھی و ابرہہ کی لشکر کشی کی داستان اس زمانے میں زبان زد خاص و عام تھی، کیونکہ یہ حادثہ تاریخ کی ابتداء قرار پایا تھا۔ لہذا عظیم الجثہ ہاتھی کا وجود ان کے لئے تعجب کا سبب نہیں بن سکتا۔

سیف نے اس سلسلے میں جو کچھ لکھا اور اس کا دعویٰ کیا ہے وہ سب تاریخی حقائق کے برخلاف ہے۔ ہم نے گزشتہ بحث میں خاص کر ”زیاد“ کے افسانہ میں اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے۔

جندی شاپور کی صلح کا افسانہ

طبری نے سیف سے نقل کر کے صحیحہ کے حوادث کے ضمن میں ”شوش“ کی فتح کے بارے میں لکھا ہے:

”زر“ نے اس سال نہاوند کا محاصرہ کیا اور.....

اس کے بعد ایک دوسری حدیث میں سیف سے نقل کر کے لکھتا ہے:

عمر نے ایک تحریری فرمان کے ذریعہ ”زر“ کو حکم دیا کہ ”جندی شاپور“ کی طرف لشکر کشی کرے۔ ”زر“ نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جندی شاپور پر چڑھائی کی اور اسے اپنے محاصرہ میں لے لیا.....

ایک دوسری حدیث میں ذکر کیا ہے:

صحابی ”ابوسبرہ“ (الف) نے حکم دیا کہ ”زر و مقترب“ جندی شاپور پر لشکر کشی کریں اور خود بھی شوش کو فتح کرنے کے بعد اپنا لشکر لے کر ان کی طرف بڑھا اور اس وقت وہاں پہنچا جب زرنے جندی شاپور کو اپنے محاصرہ میں لے لیا تھا۔

اسی حالت میں کہ جندی شاپور اسلام کے سپاہیوں کے محاصرہ میں تھا اور مسلمان وہاں کے لوگوں سے جنگ میں مصروف تھے، انھوں نے ایک دن دیکھا کہ اچانک قلعہ کے دروازے کھل گئے

(الف)۔ ابوسبرہ بن ابی رہم عامری قرشی نے اسلام کی تمام ابتدائی جنگوں میں شرکت کی ہے ”ابوسبرہ“ نے پیغمبر اسلام ﷺ کی رحلت کے بعد مکہ میں رہائش اختیار کی اور عثمان کی خلافت کے دوران وہیں پر وفات پائی۔ ”استیعاب“ ۸۲/۴، اسد الغابہ ۵/۲۰۷ اور اصحابہ ۸۲/۴۔

اور لوگ خوشی خوشی اور کھلے دل سے عرب جنگجوؤں کا استقبال کرنے لگے اور بازار کے دروازے بھی ان کے لئے کھول دیئے۔

مسلمانوں نے ان سے اس کا سبب پوچھا، تو ایرانیوں نے جواب دیا:
تم لوگوں نے قلعہ کے اندر ایک ایسا تیرے پھیکا جس کے ساتھ امان نامہ تھا ہم نے آپ کے امان نامہ کو قبول کیا۔
مسلمانوں نے کہا:

ہم نے ایسا کوئی امان نامہ تمہارے پاس نہیں بھیجا ہے!
اس کے بعد تحقیق کرنے لگے تو معلوم ہوا کہ مکلف نامی ایک غلام نے یہ کام کیا تھا، وہ خود بھی جندی شاپور کا باشندہ تھا۔ اس کے بعد ایرانیوں سے کہا: یہ مرد ایک غلام تھا، اس کے امان نامہ کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ ایرانیوں نے جواب میں کہا:

ہم تمہارے غلام اور آزاد کے درمیان کوئی فرق نہیں سمجھتے ہیں بلکہ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ آپ لوگوں نے ہمیں امان دی ہم نے اسے قبول کیا اور ہم اس کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے اب یہ آپ کا کام ہے، اگر چاہیں ہو تو خیانت کر سکتے ہیں؟!

ایرانیوں کے اس قطعی جواب کی وجہ سے مسلمان مجبور ہوئے اور وظیفہ واضح ہونے کے لئے اس سلسلے میں خلیفہ عمر کو خبر دی تاکہ وہ اس سلسلہ میں حکم فرمائیں، اس دوران ایرانیوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی۔ عمر نے مکلف کے امان نامہ کو قبول کیا اور اس طرح جندی شاپور کے لوگ مکلف کی پناہ میں آگیا اور مسلمانوں نے ان پر حملہ نہیں کیا!

جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، اس داستان کو طبری نے سیف بن عمر سے نقل کر کے جندی شاپور کی صلح کے بارے میں اپنی تاریخ کبیر میں درج کیا ہے۔ اور ابن اثیر، ابن کثیر اور ابن خلدون نے بھی اسے طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ کی کتابوں میں روایت کے منبع کا ذکر کئے بغیر درج کیا

ہے۔ جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب عبد اللہ ابن سبا کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ ان دانشوروں نے وہ روایات اور واقعات جو بہر صورت رسول خدا ﷺ کے اصحاب سے مربوط ہیں، بلا واسطہ اور براہ راست طبری سے نقل کئے ہیں اور انھوں نے اس مطلب کی اپنی کتابوں کی ابتداء میں وضاحت کی ہے۔

حموی اپنی کتاب ”معجم البلدان“ میں جندی شاپور کے سلسلے میں لکھی گئی ایک تشریح کے ضمن میں اس روایت کو لکھ کر اس کے آخر میں یوں رقم طراز ہے:

عاسم بن عمرو نے (وہی سورما جس کے حالات اسی کتاب کی پہلی جلد میں لکھے گئے) مملکت کے اسی موضوع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ اشعار کہے ہیں:

اپنی جان کی قسم! مملکت کی رشتہ داری صحیح تھی اس نے ہر گز اپنے شہریوں کے ساتھ قطع رحم نہیں کیا!!

اشعار کو اپنی جگہ پر ہم نے آخر تک درج کیا ہے۔ حموی اپنی بات کی انتہا پر کہتا ہے کہ اس مطلب کو سیف بن عمر نے کہا ہے۔

اسی داستان کو تمیزی نے بھی اپنی کتاب ”الروض المعطار“ میں درج کیا ہے۔

جندی شاپور کی داستان کے حقائق

جندی شاپور کی صلح کے بارے میں جو داستان سیف بن عمرو نے لکھی ہے اور دوسرے مؤلفین نے بھی اسے نقل کیا ہے، اس پر بحث ہوئی۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس سلسلے میں دوسروں نے کیا کہا ہے:

بلاذری کہتا ہے:

شوشر کو فتح کرنے کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے جندی شاپور کی طرف فوج کشی کی۔ چونکہ

جندی شاپور کے باشندے مسلمانوں کے حملے کے بارے میں سخت پریشان اور مضطرب تھے۔ اس لئے انہوں نے قبل از وقت امان کی درخواست کی اور اپنی اطاعت کا اعلان کیا۔ ابو موسیٰ اشعری نے بھی جندی شاپور کے باشندوں سے معاہدہ کیا کہ جنگ کے بغیر ہتھیار ڈالنے کی صورت میں ان کی جان، مال اور آزادی اسلام کی پناہ میں محفوظ ہوں گے۔

یہ روایت ہے جسے بلاذری نے جندی شاپور کی فتح کے بارے میں اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ خلیفہ بن خیاط (وفات ۲۴۰ھ) اور ذہبی (وفات ۴۸۰ھ) نے بھی خلاصہ کے طور پر اسے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔

یا قوت حموی نے بھی دونوں روایتوں کو پوری تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب ”معجم البلدان“ میں درج کیا ہے۔

ان دو کی روایتوں کا مختصر موازنہ

مورخین نے لکھا ہے کہ جندی شاپور کی صلح کا سبب مسلمانوں کے حملہ سے ایرانیوں کا خوف و حشت تھا، یہ مطلب جو سیف کہتا ہے کہ: یہ امان ایک ایرانی الاصل غلام مکنت کی وجہ سے ملا ہے، اور اس امان نامہ کو قبول یا رد کرنے کے سلسلے میں اختلاف پیدا ہونے پر خلیفہ عمر نے اس کی تائید کی ہے اس کے علاوہ لکھا گیا ہے کہ جندی شاپور کی جنگ میں سپہ سالار اعظم ”ابو موسیٰ اشعری“ یمانی قحطانی تھا نہ جیسا کہ سبرہ قرشی عدنانی، جسے سیف بن عمر تمیمی نے معین کر کے زرا اور اسود نامی دو جعلی اصحاب بھی اس کی مدد کے لئے خلق کئے ہیں:

سیف کہتا ہے:

زربن کلیب اور مقترب کو خلیفہ عمر نے اپنے ایلچی کے طور پر بصرہ کے گورنر نعمان کے پاس بھیجا اور ان کے ذریعہ نعمان کو یہ پیغام دیا:

میں نے تجھے ایرانیوں سے جنگ کرنے کے لئے انتخاب و مامور کیا ہے اس سلسلے میں اقدام کرنا۔

لیکن بلاذری اس سلسلے میں لکھتا ہے:

خلیفہ عمر نے سائب بن اقرع ثقفی (الف) کے ہاتھ نعمان کے نام ایک خط بھیجا اور اسے ایرانیوں سے جنگ کرنے کی ماموریت دی۔ اس کے علاوہ حکم دیا کہ جنگی غنائم کی ذمہ داری سائب بن اقرع کو سونپی جائے۔

زر، فوجی کمانڈر کی حیثیت سے

سیف نے نہاوند کی جنگ کی روایت کے ضمن میں لکھا ہے:

خلیفہ عمر نے ابوازو فارس میں معین کمانڈروں — سلمیٰ، حرملہ، زر بن کلیب اور متقرب وغیرہ — کو لکھا کہ ایرانیوں کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ کو روک لیں اور انھیں مسلمانوں اور امت اسلامیہ کی سرزمین پر نفوذ کرنے کی اجازت نہ دیں، اور میرے دوسرے فرمان کے پہنچنے تک ایرانیوں کو نہاوند کی جنگ میں مدد پہنچانے میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے فارس اور ابوازو کی سرحدوں پر چوکس رہیں۔

خلیفہ کے فرمان کو اس وقت عملی جامہ پہنایا گیا جب مذکورہ چار صحابی اور پہلوان اصفہان اور فارس کی سرحدوں کے نزدیک پہنچ چکے تھے اور اس کے نتیجے میں وہ نہاوند میں لڑنے والے ایرانی فوجیوں کو رسد اور امداد پہنچانے میں رکاوٹ بنے!!

(الف)۔ سائب پیغمبر اسلام ﷺ کی حیات طیبہ میں ایک چھوٹا بچہ تھا، رسول خدا ﷺ نے اپنا شفقت بھرا ہاتھ اس کے سر پر پھیر کر اس کے حق میں دعا کی تھی۔ سائب نے عمر کا خط نعمان مقرر کو پہنچا دیا اور خود نہاوند کی جنگ میں شرکت کی سائب عمر کی طرف سے اصفہان اور مدائن کا گورنر بھی رہا ہے۔ ”اسد الغابہ ۲/۲۳۹“

فارس اور اصفہان کی سرحدوں پر سیف کے جعلی صحابیوں کے رد عمل کی داستان اس کے ذہن کی پیداوار ہے اور دوسرے مولفین نے اس سلسلے میں کچھ نہیں لکھا ہے جس کے ذریعہ ہم سیف کی داستان کا دوسروں کی روایت سے موازنہ کریں!

زر کی داستان کا خلاصہ

زر بن عبد اللہ بن کلیب فقیہی کے بارے میں سیف کے بیان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

یہ ایک صحابی و مہاجر ہے، وہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں پہنچا ہے۔ اپنے خاندان میں افراد کی کمی کے سلسلے میں آنحضرت ﷺ کے حضور میں شکایت کی، آنحضرت ﷺ نے اس کے حق میں دعا کی اور خدائے تعالیٰ نے پیغمبر اسلام ﷺ کی دعا قبول فرمائی جس کے نتیجہ میں اس کے خاندان کے افراد میں اضافہ ہوا!

۱۲ھ میں فتوح کی جنگوں میں زر کو بقول سیف خالد کی طرف سے ”اہلہ“ کی جنگ کی فتح کی نوید، جنگی غنائم کا پانچواں حصہ اور ایک ہاتھی کو لے کر خلیفہ ابو بکر کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔ خلیفہ کے حکم سے مدینہ کی گلی کو چوں میں ہاتھی کی نمائش کرانے کے بعد زر کے ذریعہ اسے واپس کیا جاتا ہے سیف کی روایت کے مطابق ۱۷ھ میں ہم زر کو نہاد کا محاصرہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ خلیفہ عمر اسے لکھتے ہیں کہ جندی شاپور پر لشکر کشی کرے اور اس وقت کا سپہ سالار ابو بکر اسے مقترب کے ہمراہ شہر جندی شاپور کا محاصرہ کرنے کی ماموریت دیتا ہے اور ابو موسیٰؓ بھی کچھ مدت کے بعد ان سے ملحق ہوتا ہے، جب وہ جندی شاپور کے محاصرہ میں پھنسے لوگوں سے برسرِ پیکار تھے، اچانک دیکھتے ہیں کہ قلعہ کے دروازے کھل گئے اور لوگ لشکر اسلام کے لئے بازار میں اشیاء آمادہ کر کے مسلمانوں کے استقبال کے لئے آگے بڑھتے ہیں! کیوں کہ لشکر اسلام سے جندی شاپور کا رہنے والا مکلف نامی ایک غلام نے خلیفہ کی اجازت کے بغیر اور دیگر لوگوں سے چوری چھپے ایک تیر کے ہمراہ

قلعہ کے اندر امان نامہ پھینکا تھا اور سرانجام خلیفہ عمر مکتف کے امان نامہ کی تائید کرتے ہیں اور شہر اور شہر کے باشندے مسلمانوں کی امان میں قرار پاتے ہیں۔

پھر سیف کی روایت کے مطابق ۳۱ھ میں خلیفہ عمر زکوٰۃ کا ایک پیغام دے کر اپنے ایلچی کے طور پر نعمان بن مقرن کے پاس بھیجتے ہیں اور نعمان کو نہاوند کی جنگ کے لئے مامور قرار دیتے ہیں۔ اس ماموریت کے بعد خلیفہ کی طرف سے زراور سپاہ اسلام کے تین دیگر کمانڈر ماموریت پاتے ہیں کہ نہاوند کی جنگ میں لڑنے والے ایرانیوں کے لئے فارس کے باشندوں کی طرف سے کمک اور رسد پہنچنے میں رکاوٹ ڈالیں۔ وہ خلیفہ کے حکم کو عملی جامہ پہناتے ہوئے اصفہان اور فارس کی سرحدوں تک پیش قدمی کرتے ہیں اور اس طرح نہاوند کی جنگ میں لڑنے والے ایرانی فوجیوں کے لئے امدادی فوج پہنچنے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

زراور زرین

جو کچھ ہم نے یہاں تک بیان کیا، یہ زر کے بارے میں سیف کی روایتیں تھیں جو تاریخ طبری میں درج ہوئی ہیں۔

کتاب اسد الغابہ، کے مؤلف ابن اثیر نے بھی ان تمام مطالب کو طبری سے نقل کر کے زر کی زندگی کے حالات کی تشریح کرتے ہوئے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن زرین نام کے ایک دوسرے صحابی کے حالات کے بارے میں لکھتا ہے:

زرین بن عبد اللہ فقیمی کے بارے میں ابن شاہین نے کہا ہے کہ میری کتاب میں دو جگہوں پر اس صحابی یعنی زرین بن عبد اللہ کا نام اس طرح آیا ہے حرف ”ز“ حرف ”ر“ سے پہلے ہے۔ اور سیف بن عمر نے ”ورقاء بن عبد الرحمن حنظلی“ سے روایت کر کے نقل کیا ہے کہ زر بن عبد اللہ فقیمی نے روایت کی ہے کہ وہ۔ زرین بن عبد اللہ۔ قبیلہ تمیم کے چند افراد کے ہمراہ رسول خدا ﷺ کی

خدمت میں پہنچ کر اسلام لایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے اور اس کی اولاد کے لئے دعا کی۔

”ابو معشر“ نے بھی یزید بن رومان (الف) سے روایت کی ہے

زر بن عبد اللہ فقیہی آنحضرت ﷺ کی خدمت.... (تا آخر داستان)

اب حجر بھی زر کی تشریح میں لکھتا ہے:

طبری نے لکھا ہے کہ زر نے پیغمبر خدا ﷺ کو درک کیا ہے اور اپنے قبیلہ کی طرف سے نمائندہ کے طور پر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچا ہے۔ زراں سپہ سالاروں میں سے تھا، جنہوں نے نہادند اور خوزستان کی فتوحات اور جندی شاپور کا محاصرہ کرنے کی کاروائیوں میں شرکت کی ہے، ابن فتحون نے بھی زر کے بارے میں یہی مطالب درج کئے ہیں۔

ابن حجر مذکورہ بالا مطالب کے ضمن میں زرین کے بارے میں ابن شاپین اور ابی معشر کی روایت کو بیان کرتے ہوئے زرین کے حالات کے بارے میں یوں لکھتا ہے:

اس صحابی کی داستان زر کے حالات کے سلسلے میں بیان ہوئی ہے۔

اس لحاظ سے زر اور زرین دو نام ہیں زر سے مربوط خبر صرف سیف کی روایتوں میں آئی ہے اور طبری نے اس سے یہ روایت نقل کی ہے۔ اس کے بعد ابن اشیر اور ابن فتحون نے طبری سے نقل کر کے اسے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔

ذہبی نے بھی زر کی داستان ابن اشیر سے نقل کی ہے اور ابن حجر نے اس کو فتحون سے نقل کر کے بالترتیب اپنی کتابوں ”التجرید اور اصابع“ میں درج کیا ہے۔

مناسب ہے کہ ہم یہاں پر یہ بھی بتا دیں کہ آثار و قرائن سے لگتا ہے کہ سیف نے زر کا نام خاندان فقیہ کے ایک شاعر سے عاریتاً لیا ہے جو زمانہ جاہلیت میں اشعار کہتا تھا۔ اس بات کی تائید

(الف)۔ یزید بن رومان اسدی خاندان زبیر کا ایک سردار دانشور اور کثیر الحدیث شخص تھا یزید رومان نے ۳۱ھ میں وفات پائی ہے۔
الجزیبہ ۱/۳۲۵، تقریباً ۳۶۲/۳۶۳ ملاحظہ ہو۔ رومان کا بیٹا حدیث کے طبقہ پنجم کے ثقات میں سے ہے۔

آمدی (الف) کی کتاب ”مختلف ومؤتلف“ میں شعراء کے حالات پر لکھی گئی تشریح سے ہوتی ہے وہ اس سلسلے میں لکھتا ہے:

شعراء میں سے ”زرین بن عبد اللہ بن کلیب“ ہے جو خاندان فقیم میں سے تھا... آمدی کی یہ بات ابن ماکولانے بھی اپنی کتاب ”اکمال“ میں درج کی ہے۔

بحث و تحقیق کا نتیجہ

معلوم ہوا کہ سیف بن عمر تہا شخص ہے جو زر کے نسب، ہجرت، پیغمبر خدا ﷺ کا صحابی ہونے اور اپنے قبیلہ کی طرف سے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں نمائندہ کی حیثیت سے حاضری دینے کے بارے میں روایت کرتا ہے۔

سیف فتح ابلہ کی داستان میں نافع کے کام کو زر سے نسبت دیتا ہے، خلیفہ وقت اور سپہ سالار کے ناموں میں رد و بدل کر کے اس پر ہاتھی کا افسانہ بھی اضافہ کرتا ہے۔

سیف نے جندی شاپور کی صلح کی داستان میں ابو موسیٰ اشعری یرمائی قحطانی کی کارکردگی اور اقدامات کو ابوسبرہ قرشی عدنانی سے نسبت دی ہے خاص کر اس عزل و نصب میں — ابو موسیٰ اشعری کو گورنر کے عہدے سے عزل کر کے اس جگہ کی پر ابوسبرہ کو منصوب کرنے میں — سیف کا خاندانی تعصب بالکل واضح اور آشکار ہے۔

سیف، عمر کی خلافت کے زمانے میں ابوسبرہ عدنانی کو کوفہ کے گورنر کے عہدے پر منصوب کرتا ہے تاکہ اس کی سرزنش کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے کیوں کہ کہا جاتا ہے کہ وہ مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد دوبارہ سے مکہ چلا گیا تھا اور پھر مرتے دم تک وہاں سے باہر نہیں نکلا، اسی طرح

اسی ابوسبرہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جن دنوں وہ مکہ میں مقیم تھا، سیف کے دعوے کے مطابق انہی دنوں خلیفہ عمر کی طرف سے کوفہ میں ایک امین گورنر اور مجاہد و جاں نثار افسر کی حیثیت سے اپنا فریضہ انجام دینے میں مصروف تھا۔

مکلف کا افسانہ اور اس کا امان نامہ بھی سیف کا جعل کیا ہوا اور اس کے تخیلات کا نتیجہ ہے۔ سیف نے فتح نہاوند کی داستان میں سائب اقرع ثقفی کی جنگی کاروائیوں کو زر سے نسبت دی ہے۔ سیف تنہا شخص ہے جو زرنامی ایک صحابی کی قیادت میں فارس اور اصفہان کے اطراف میں مسلمانوں کی لشکر کشی اور اسی کے ہاتھوں نہاوند کے محاصرہ کا تذکرہ کرتا ہے!!

یہ بھی معلوم ہے کہ سیف نے ان تمام احادیث اور اپنی دوسری داستانوں کو واقعہ نگاروں کے طرز پر ایسے راویوں کی زبانی نقل کیا ہے جس کو اس نے خود خلق کیا ہے یا ان مجہول الہویہ افراد سے نقل کیا ہے، جن کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ تاریخ میں زرین بن عبد اللہ نامی ایک اور صحابی کا نام آیا ہے جو سیف کے زرین بن عبد اللہ نامی جعلی صحابی کے علاوہ ہے اور ہم نے دیکھا کہ ان دونوں کے بارے میں اسد الغابہ اور الاصابہ جیسی کتابوں میں ان کی زندگی کے حالات پر جدا گانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہمیں یہ بھی پتا لگا کہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں زید بن عبد اللہ فقیہی نام کا ایک شاعر تھا، جو بہت مشہور تھا جس کی زندگی کے حالات پر آمدی کی کتاب میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور اس شخص کا کسی صورت میں سیف کے جعلی زر کے ساتھ کوئی تعلق و ربط نہیں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سیف نے اس زمان جاہلیت کے شاعر سے اپنے اس جعلی صحابی کے لئے یہ نام عاریتاً لیا ہوگا سیف کا یہ کام کوئی نیا کارنامہ نہیں ہے، بلکہ ہم نے اس کے ایسے کارنامے حزیمہ بن ثابت انصاری، سماک بن خرشہ، اسود اور دیگر افراد کی احادیث میں مشاہدہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں مناسب جگہ پر مزید وضاحت کی جائے گی۔

زر کا افسانہ نقل کرنے والے علماء

زر کے افسانہ کا سرچشمہ سیف بن عمر تمیمی ہے اور یہ افسانہ حسب ذیل اسلامی منابع درج ہو کر اس کی اشاعت ہوئی ہے:

- ۱۔ محمد بن جریر طبری (وفات ۳۱۰ھ) نے سیف سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔
- ۲۔ ابن اثیر (وفات ۶۳۰ھ) نے طبری سے نقل کیا ہے۔
- ۳۔ ابن کثیر (وفات ۷۷۷ھ) نے طبری سے نقل کیا ہے۔
- ۴۔ ابن خلدون (وفات ۸۰۸ھ) نے طبری سے نقل کیا ہے۔
- ۵۔ ابن فتحون (وفات ۵۱۹ھ) نے طبری سے نقل کیا ہے، اس دانشور نے بعض اصحاب کی زندگی کے حالات کو کتاب ”استیعاب“ کے حاشیہ میں درج کیا ہے۔
- ۶۔ زبیدی (وفات ۱۲۰۵ھ) نے تاج العروس میں طبری سے نقل کیا ہے۔
- ۷۔ ذہبی (وفات ۷۴۸ھ) نے ابن اثیر سے نقل کر کے اپنی کتاب ”التجريد“ میں درج کیا ہے۔
- ۸۔ ابن حجر (وفات ۸۵۲ھ) نے فتحون سے نقل کر کے اپنی کتاب الاصابہ میں درج کیا ہے۔
- ۹۔ یاقوت حموی (وفات ۶۲۶ھ) نے بلا واسطہ سیف سے نقل کر کے اپنی کتاب ”معجم البلدان“ میں درج کیا ہے۔
- ۱۰۔ حمیری (وفات ۹۰۰ھ) نے براہ راست سیف سے نقل کر کے اپنی کتاب ”الروض المعطار“ میں نقل کیا ہے۔

ان تمام معتبر اور اہم منابع کے پیش نظر اگر ہمارے زمانے کا کوئی مؤلف، فتوحات اسلامی کے کسی سپہ سالار کے بارے میں کوئی کتاب تالیف کرنا چاہے تو وہ یہ حق رکھتا ہے کہ زر بن عبد اللہ تمیمی کو ایک شجاع کمانڈر، ایک سیاستدان اور موقع شناس صحابی کے طور پر اپنی کتاب میں تشریح و تفصیل

کے ساتھ درج کرے، جب کہ یہ مؤلف اور دیگر تمام مذکورہ علماء اس امر سے غافل ہیں کہ حقیقت میں زر بن عبد اللہ فقیہی نام میں کسی صحابی یا سپہ سالار کا کہیں کوئی وجود ہی نہیں تھا بلکہ وہ صرف سیف بن عمر تمیمی کے خیالات اور توہمات کی مخلوق اور جعل کیا ہوا ہے۔ اور یہ وہی سیف ہے جس پر زندیقہ، دروغ گوئی اور افسانہ نگاری کا الزام ہے!!

افسانہ زر کا ما حاصل

سیف نے زر کا افسانہ گڑھ کراپنے لئے درج ذیل نتائج حاصل کئے ہیں:

- ۱۔ فتوحات میں لشکر اسلام کا ایک ایسا سپہ سالار خلق کرتا ہے جو صحابی اور مہاجر ہے، رسول خداؐ نے اس اور اس کے خاندان تمیم کے لئے دعا کرے اور خدائے تعالیٰ نے بھی پیغمبر ﷺ کی دعا قبول فرما کر اس کی نسل میں اضافہ کیا۔
- ۲۔ ایک امین اور پارسا ایلچی کو خلق کرتا ہے تاکہ جنگی غنائم اور ایک عجیب و غریب ہاتھی کو لے کر خلیفہ ابو بکر کی خدمت میں جائے۔
- ۳۔ قحطانی یمانیوں کے ذریعہ حاصل ہوئے تمام افتخارات اور فتوحات کو اپنے خاندانی تعصب کی پیاس بجھانے کے لئے عدنانیوں اور مضر یوں یعنی اپنے خاندان سے نسبت دیتا ہے۔
- ۴۔ جندی شاپور کی فتح کے لئے اپنے افسانے میں مکلف نام کا ایک غلام خلق کرتا ہے تاکہ جندی شاپور کے باشندوں کو دئے گئے اس کے امان نامہ کی خلیفہ تائید کرے۔
- ۵۔ سرانجام، جیسا کہ اس سے پہلے بھی ہم نے کہا ہے کہ سیف اپنے خاندان تمیم کے لئے افتخارات گڑھ کراپنے خاندانی تعصب کی اندرونی آگ کو بجھاتا ہے اور زندیقہ ہونے کے الزام کے تحت تاریخ اسلام کو تشویش سے دوچار کر کے اس امر کا سبب بنتا ہے کہ اسلامی اسناد میں شک و شبہات پیدا کرے۔

بیسواں جعلی صحابی

اسود بن ربیعہ خنظلی

”اسود بن ربیعہ“ کی زندگی کے حالات پر ”اسد الغابہ“، ”التجريد“، ”الاصابه“ اور تاریخ طبری جیسی کتابوں میں روشنی ڈالی گئی ہے اور ان تمام کتابوں کی روایت کا منبع سیف بن عمر تیمی ہے۔

ایک مختصر اور جامع حدیث

طبری اپنی کتاب میں سیف بن عمر سے نقل کر کے راہر مز کی فتح کی خبر کے سلسلے میں لکھتا ہے۔

مقترب یعنی ”اسود بن ربیعہ بن مالک“ جو صحابی رسول خدا ﷺ اور مہاجرین میں سے تھا، جب پہلی بار پیغمبر اکرم ﷺ کی خدمت میں شرف یاب ہوا تو آنحضرت ﷺ سے عرض کی: میں آیا ہوں تاکہ آپ کی ہم نشینی اور ملاقات کا شرف حاصل کر کے خدائے تعالیٰ سے نزدیک ہو جاؤں۔ اسی لئے رسول خدا ﷺ نے اسے مقترب (یعنی نزدیک ہوا) کا لقب دے دیا۔ کتاب اسد الغابہ اور الاصابہ میں مذکورہ حدیث اس طرح نقل ہوئی ہے۔

سیف نے ورقاء بن عبد الرحمن خنظلی سے نقل کر کے روایت کی ہے کہ مالک بن خنظلہ کا نواسہ اسود بن ربیعہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں شرف یاب ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اس سے پوچھا:

میرے پاس کس لئے آئے ہو؟

اسود نے جواب دیا:

تاکہ آپ کے ساتھ ہم نشینی کا شرف حاصل کر کے خدا کے نزدیک ہو جاؤں۔ رسول خداؐ نے اسے مقترب (یعنی نزدیک ہوا) لقب دیا اور اس کا اسود نام مٹروک ہو گیا۔

اسود یعنی مقترب، پیغمبر اکرم ﷺ کا صحابی شمار ہوتا ہے۔ وہ صفین کی جنگ میں امام علیؑ کے ساتھ تھا۔

یہ حدیث جس کی روایت سیف نے کی ہے اسی طرح بالترتیب کتاب اسد الغابہ اور الاصابہ میں درج ہوئی ہے، ابو موسیٰ اور ابن شاہین، نے اس سے نقل کیا ہے۔ مقانی نے بھی اس مطلب کو ابن حجر سے نقل کر کے اپنی کتاب ”تنقیح المقال“ میں درج کیا ہے۔

پیغمبر اسلام ﷺ کے پاس اسود کو نمایاں کرنے کے لئے سیف کے پاس ایک اور حدیث ہے کہ جسے طبری نے سیف سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کیا ہے اور ابن اثیر نے بھی اسی کو طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ کی کتاب میں درج کیا ہے۔

اس کے علاوہ ہمیں یاد ہے کہ سیف بن عمر نے ایک حدیث کے ضمن میں زر کے رسول خداؐ کی خدمت میں پہنچنے اور اس کے حق میں آنحضرت ﷺ کی دعا اور ایک دوسری حدیث میں زرین کے چند تمیمیوں کے ہمراہ رسول خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے اور آنحضرت ﷺ کے اس کے اور اس کی اولاد کے حق میں دعا کرنے کی داستان بیان کی ہے۔

سیف نے ان احادیث میں رسول اسلام ﷺ کے حضور شرف یاب ہونے والے تمیمی گروہوں کا تعارف کرایا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے نام اور پیغمبر خدا ﷺ ساتھ ان کی گفتگو درج کی ہے۔

اس کے ساتھ ہی ابن سعد، مقریزی اور ابن سیدہ جیسے تاریخ نویسوں اور دانشمندوں نے

پیغمبر خدا ﷺ سے ملاقات کرنے والے گروہوں کے نام لئے ہیں اور جو بھی گفتگو ان کی رسول خدا سے انجام پائی ہے، اسے ضبط و ثبت کیا ہے لیکن ان میں سے کسی ایک میں سیف کی بیان کی گئی داستانوں میں سے کسی کا بھی کہیں کوئی نام و نشان نہیں پایا جاتا ہے۔

بلکہ ان مورخین نے قبیلہ تمیم کے نمائندوں کی رسول خدا ﷺ سے ملاقات کے بارے میں ایک دوسری روایت حسب ذیل بیان کی ہے:

”رسول خدا ﷺ نے ”بنو خزاعہ“ کے صدقات جمع کرنے والے مامور کو حکم دیا کہ سرزمین ”خزاعہ“ میں رہنے والے بنی تمیم کے افراد سے بھی صدقات جمع کرے۔ تمیمیوں نے اپنے صدقات ادا کرنے سے انکار کیا اور ایسا رد عمل دکھایا کہ سرانجام پیغمبر ﷺ کے مامور کے خلاف تلوار کھینچ لی! پیغمبر خدا کا کارندہ مجبور ہو کر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنحضرتؐ کی خدمت میں اس روئداد کی رپورٹ پیش کی۔

رسول خدا ﷺ نے ”عیبہ بن حصن فزاری“ کو پچاس عرب سواروں جن میں مہاجر و انصار میں سے ایک نفر بھی نہیں تھا۔ کی قیادت سونپ کر تمیمیوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ اس گروہ نے تمیمیوں پر حملہ کر کے ان میں سے ایک گروہ کو قیدی بنا کر رسول خدا ﷺ کی خدمت میں پہنچا دیا۔

اس واقعہ کے بعد خاندان تمیم کے چند رؤسا اور سردار مدینہ آئے اور مسجد النبیؐ میں داخل ہوتے ہی فریاد بلند کی: ”اے محمد ﷺ! سامنے آؤ!“ ان کی اس گستاخی کی وجہ سے مذمت کے طور پر سورہ ”حجرات“ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں، جن میں ارشاد الہی ہوا:

”بیشک جو لوگ آپ ﷺ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں، ان کی اکثریت کچھ نہیں سمجھتی اور اگر یہ اتنا صبر کر لیتے کہ آپ نکل کر باہر آجاتے تو یہ

ان کے حق میں زیادہ بہتر ہوتا اور اللہ بہت بخشنے والا اور مہربان ہے“

رسول خدا ﷺ مسجد میں تمیموں کے پاس تشریف لائے اور ان کے مقرر کی تقریر اور شاعر کی شاعری سنی۔ اس کے بعد انصار میں سے ایک سخنور اور شاعر کی طرف اشارہ فرمایا کہ ان کا جواب دے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ تمیموں کے قیدی آزاد کر کے ان کے حوالے کئے جائیں اور تمیموں کے گروہ کو ان کے شان کے مطابق کچھ تحفے بھی دیئے۔

یہ اس داستان کا خلاصہ تھا جو ”طبقات ابن سعد“ میں تمیموں کے ایک گروہ کے پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہونے کے سلسلے میں روایت ہوئی ہے۔

گزشتہ بحث پر ایک نظر

ہم نے سیف سے روایت نقل نہ کرنے والے دانشمندوں کے ہاں اور اسی طرح آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہونے والے عربوں کے وفود اور نمائندوں۔ جن کی تعداد ۷۷ سے زیادہ تھی۔ کی روایتوں میں ”زر“ اور ”اسود“ کا کہیں نام و نشان نہیں پایا اور طبقات ابن سعد میں ذکر ہوئی روایت میں بھی سیف بن عمر تمیمی کی خود ستائی اور فخر و مباہات کا اشارہ تک نہیں پایا۔

کونسا افتخار؟ کیا پیغمبر خدا ﷺ کی طرف سے صدقات جمع کرنے والے مامور کے ساتھ کیا گیا ان کا برتاؤ قابل فخر ہے یا ”عینہ فزاری“ کے ہاتھوں ان کے ایک گروہ کو اسیر اور قیدی بنانا، کہ نمونہ کے طور پر قبیلہ تمیم پر حملہ کرنے والے گروہ میں حتیٰ ایک فرد بھی انصار یا مہاجر میں سے موجود نہ تھا؟ یا مسجد النبی میں پیغمبر خدا ﷺ کی شان میں گستاخی کرنا قابل فخر تھا یا قرآن مجید میں ان کے لئے ذکر ہوئی مذمت اور سرکوبی؟!

فتح شوش کا افسانہ

طبری نے ۷۱ھ کے حوادث کے ضمن میں سیف بن عمر تمیمی سے نقل کر کے شوش کی فتح کی

داستان یوں بیان کی ہے:

”شوشتر“ اور ”رامہوز“ کی فتح کے بعد خلیفہ عمر نے ”اسود“ کو بصرہ کی فوج کا سپاہ سالار مقرر کیا۔ اس نے بھی اپنی فوج کے ساتھ شوش کی فتح میں جس کا کمانڈر انچیف ابوسبرہ قریشی تھا شرکت کی ہے۔

اس کے بعد طبری شوش کی فتح کی کیفیت کو سیف کی زبانی یوں بیان کرتا ہے:

شوش کا فرمان روا ”شہریار“ ”ہرمزان“ کا بھائی تھا۔ ”ابوسبرہ“ نے شوش پر حملہ کیا اور بالاخر اسے اپنے محاصرہ میں لے لیا۔

اس محاصرہ کی پوری مدت کے دوران طرفین کے درمیان کئی بار گھمسان کی جنگ ہوئی اور اس جنگ میں کشتوں کے پستے لگ گئے۔ زخمیوں کی بھی کافی تعداد تھی۔ جب محاصرہ طویل پکڑ گیا تو شوش کے راہبوں اور پادریوں نے شہر کے قلعے کے برج پر چڑھ کر اسلام کے سپاہیوں سے مخاطب ہو کر یہ اعلان کیا:

اے عرب کے لوگ! جیسا کہ ہمیں خبر ملی ہے اور ہمارے علماء اور دانشمندیوں نے ہمیں اطمینان دلایا ہے کہ یہ شہر ایک ایسا مستحکم قلعہ ہے جسے خود دجال یا جن لوگوں میں دجال موجود ہو، کے علاوہ کوئی فتح نہیں کر سکتا ہے! اس لئے ہمیں اور اپنے آپ کو بلاوجہ زحمت میں نہ ڈالو اور اگر تم لوگوں کے اندر دجال موجود نہیں ہے تو ہماری اور اپنی زحمتوں کو خاتمہ دے کر چلے جاؤ۔ کیونکہ ہمارے شہر پر قبضہ کرنے کی تمہاری کوشش بار آور ثابت نہیں ہوگی!!

مسلمان شوش کے پادریوں کی باتوں کو اہمیت نہ دیتے ہوئے پھر ایک بار ان کے قلعہ پر حملہ آور ہوئے۔ راہب اور پادری پھر قلعہ کے برج پر نمودار ہو کر تند و تلخ حملوں سے مسلمانوں سے

مخاطب ہوئے جس کے نتیجہ میں مسلمان غصہ میں آ گئے۔

لشکر اسلام میں موجود ’صاف بن صیاد‘ (الف) حملہ آور گروہ میں قلعہ پر حملہ کر رہا تھا۔ ان (پادریوں) کی باتوں کو سن کر غصہ میں آ گیا اور اس نے تنہا قلعہ پر دھاوا بول دیا اور اپنے پیر سے قلعہ کے دروازے پر ایک زوردار لٹ مار دی اور گالی دیتے ہوئے کہا ”کھل جا بظار“! (ب) کہ اچانک لوہے کی زنجیریں ٹوٹ کر ڈھیر ہو گئیں۔ کنڈے اور بندھن ٹوٹ کر گر گئے اور دروازہ کھل گیا۔ مسلمانوں نے شہر پر دھاوا بول دیا!

مشرکوں نے جب یہ حالت دیکھی تو انھوں نے فوراً اسلحہ زمیں پر رکھ کر صلح کی درخواست کی مسلمانوں نے، اس کے باوجود کہ شہر پر زبردستی قبضہ کر چکے تھے ان کی درخواست منظور کر لی۔ جیسا کہ ہم نے کہا کہ اس داستان کو طبری نے سیف سے نقل کر کے شوش کی فتح کے سلسلے میں درج کیا ہے۔ ابن اثیر اور ابن کثیر نے بھی اسے طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ کی کتابوں میں درج کیا ہے۔

لیکن طبری نے شوش کی فتح کی داستان سیف کے علاوہ دوسروں سے بھی روایت کی ہے۔ وہ مدائنی کی زبانی شوش کی فتح کے بارے میں حسب ذیل تشریح کرتا ہے۔

ابوموسیٰ اشعری شوش کا محاصرہ کئے ہوئے تھا کہ جولار کی فتح اور یزید گرد (آخری ساسانی پادشاہ) کے فرار کی خبر شوش کے لوگوں کو پہنچی، لہذا وہ لڑنے کے ارادہ کو ترک کرنے پر مجبور ہو گئے اور ابو موسیٰ سے امان کی درخواست کی، ابوموسیٰ نے ان کو امان دے دی۔

(الف)۔ مکتب خلفاء کی صحیح کتابوں میں ایسا ذکر ہوا ہے کہ ”صاف بن صیاد“ رسول خدا ﷺ کے زمانے میں مدینہ میں پیدا ہوا ہے اور ”دجال“ کے نام سے مشہور تھا اور ایسا لگتا ہے کہ سیف نے شوش کی فتح کے اپنے افسانہ کے لئے صاف کی اس شہرت سے استفادہ کیا ہے۔ صحیح بخاری ۱۶۳/۳، اور ۱۷۹/۲۔ مسند احمد ۲/۹۷۷ و ۹۷۸

(ب)۔ یہ یک نگی اور بری گالی ہے۔ اس کا ترجمہ کرنا شرم آور تھا۔ اس لئے ہم نے اس کلمہ کو من عن استعمال کیا ہے۔ مترجم۔

بلاذری نے بھی اپنی کتاب فتوح البلدان میں شوش کی فتح کی خبر کو اس طرح درج کیا ہے:

ابوموسیٰ اشعری نے شوش کے باشندوں سے جنگ کی، سرانجام ان کو اپنے محاصرے میں لے لیا۔ اس محاصرہ کا وقفہ اتنا طولانی ہوا کہ محاصرہ میں پھنسے لوگوں کے کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو گئیں اور لوگوں پر فاقہ کشی و قحطی چھا گئی جس کے نتیجہ میں انھوں نے ابوموسیٰ اشعری سے عاجزانہ طور پر امان کی درخواست کی۔ ابوموسیٰ نے ان کے مردوں کو قتل کر ڈالا، ان کے مال و متاع پر قبضہ کر لیا اور ان کے اہل خانہ کو اسیر بنالیا۔

ابن قتیبہ دینوری نے اس داستان کو مختصر طور پر اپنی کتاب اخبار الطوار میں لکھا ہے اور ابن خیاط نے بھی اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ابوموسیٰ اشعری نے شوش کو ۱۸ھ میں مذاکرہ اور صلح کے ذریعہ فتح کیا ہے۔

موازنہ اور تحقیق کا نتیجہ

سیف کہتا ہے کہ شوش کی فتح مسلمانوں کی فوج میں دجال کی موجودگی کے سبب ہوئی ہے۔ اور اس خبر کے بارے میں اس شہر کے راہبوں اور پادریوں نے اسلام کے سپاہیوں کو مطلع کیا تھا! اور ہم نے مشاہدہ کیا کہ ابن صیاد نے قلعہ کے دروازے پر لات ماری اور چلا کر کہا: ”کھل جا...“ تو ایک دم زنجیریں ٹوٹ گئیں، دروازے کے کنڈے اور بندھن گر کر ڈھیر ہو گئے اور دروازہ کھل گیا۔ شوش کے باشندوں نے ہتھیار رکھ دیئے اور امان کی درخواست کی۔

اس جنگ کا کمانڈر انچیف ابوسبرہ قرشی تھا اور قبیلہ تمیم عدنانی کے زرا اور اسود نامی سیف کے دو جعلی اصحاب بھی اس کے دوش بدوش اس جنگ میں شریک تھے!!

لیکن سیف کے علاوہ دیگر مورخین نے شوش کی فتح کے عوامل کے سلسلے میں جلولا میں

ایرانیوں کی شکست اور اس شہر کا مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہونا اور ساسانیوں کے آخری پادشاہ یزدگرد کے فرار کی خبر کا شوش پہنچنا اور شوش کی محاصرہ گاہ میں کھانے پینے کی چیزوں کے ذخائر کا ختم ہونا اور دوسرے جنگی مشکلات بیان کئے ہیں۔ اس کے علاوہ اس بات کی تائید کی گئی ہے کہ شوش کے لوگ اسلامی فوج اور ان کے کمانڈر انچیف ابو موسیٰ اشعری یمنی قحطانی سے عاجزانہ طور پر امان کی درخواست کرنے پر مجبور ہوئے۔

سیف میں اپنے قبیلہ تمیم و عدنان کے بارے میں خاندانی تعصب کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ اسی کے سبب وہ ابو موسیٰ اشعری قحطانی کو گورنری کے عہدے سے برکنار کر کے اس کی جگہ پر ابوسبرہ عدنانی کو منصوب کرتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے کہا کہ بعید نہیں ہے سیف نے اہواز کی جنگ اور شوش کی فتح کو اس لئے ابوسبرہ عدنانی سے نسبت دی ہوگی تاکہ پیغمبر اسلام ﷺ کی رحلت کے بعد مرتکب ہوئے اس کے ناشائستہ کام کے بدنامہ داغ کو پاک کر۔ کیوں کہ عام تاریخ نویسوں نے لکھا ہے:

ہمیں جنگ بدر میں شرکت کرنے والے پیغمبر خدا ﷺ کے اصحاب و مہاجرین میں سے ابو سبرہ کے علاوہ کسی ایک کا سراغ نہیں ملتا ہے جو پیغمبر خدا ﷺ کی رحلت کے بعد مکہ چلا گیا ہو اور وہاں پر رہائش اختیار کی ہو صرف ابوسبرہ نے ایسا کام کیا ہے اور وہ مرتے دم تک وہیں پر مقیم تھا۔ خلافت عثمان میں اس کی موت مکہ میں واقع ہوئی ہے۔ مسلمانوں کو ابوسبرہ کا یہ کام بہت برا لگا اور انھوں نے اس کی سرزنش کی، حتیٰ اس کے فرزند بھی اپنے باپ کے اس برے اور ناشائستہ کام کو یاد کر کے بیقرار اور مضطرب ہوتے تھے۔

ابوسبرہ جو اس ناشائستہ کام کا مرتکب ہو کر مسلمانوں کی طرف سے مورد سرزنش قرار پایا تھا، یہاں سیف اس کے اس بدنامہ داغ کو پاک کرنے کی کوشش کرتا ہے اور پیغمبر اسلام ﷺ کی رحلت کے بعد اس کے مکہ جا کر وہاں رہائش اختیار کرنے کا منکر ہو جاتا ہے۔ اس لئے عمر کی خلافت کے دوران اسے کوفہ کی حکومت پر منصوب کرتا ہے اور اسے خلیفہ کی سپاہ کے کمانڈر کی حیثیت سے شوش، شوشتر، جندی

شاپور اور اہواز کے اطراف میں واقع ہوئی دوسری جنگوں میں بھیجتا ہے تاکہ یہ ثابت کرے کہ ابوسبرہ ہجرت کے بعد ہرگز مکہ جا کر وہاں ساکن نہیں ہوا ہے، بلکہ اس کے برعکس اس نے خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے تلوار اٹھائی ہے۔

ایسی داستانوں کی منصوبہ بندی میں سیف کا قبائل عدنان کے بارے میں تعصب اور طرفداری کی بنیاد پر قحطانی قبائل سے اختیارات سلب کرنا بخوبی واضح اور روشن ہے۔ وہ ایک فرد یمانی کی عظمت، و بزرگی اور عہدے کو اس سے سلب کر کے اسی مقام و منزلت پر ایک عدنانی کو منصوب کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر قبیلہ عدنان کا یہ فرد کسی برے اور ناشائستہ کام کی وجہ سے مورد سزائش و مذمت قرار پایا ہو تو ایک افسانہ گڑھ کے نہ صرف اس ناشائستہ کام سے اس کے دامن کو پاک کرتا ہے بلکہ اس کے لئے فخر و مباہات بھی خلق کرتا ہے۔

لیکن حقیقت میں جو کچھ گزرا اگر اسے سیف کے خاندانی تعصب سے تعبیر کریں تو فتح شوش کی خبر، جود جال کے قلعہ کے دروازے سے لفظ کھل جا... کہہ کر خطاب کرنے کی وجہ سے رونما ہوئی اور اس دروازے پر لات مارنے سے زنجیروں کے ٹوٹنے کو کس چیز سے تعبیر کریں گے؟ اس افسانہ سے قبائل عدنان کے لئے کون سے فخر و مباہات قائم ہوئے؟ اس افسانہ کو خلق کرنے میں سیف کا صرف زندگی ہونا کارفرما تھا تاکہ اس طرح وہ تاریخ اسلام میں شبہ پھیلا کر مسلمانوں کے اعتقادات کے خلاف پوری تاریخ میں اسلام دشمنوں کے لئے اسلام کا مذاق اڑانے کا موقع فراہم کرے؟!۔

اسود بن ربیعہ کا رول

جندی شاپور کی جنگ

سیف کہتا ہے کہ اسود بن ربیعہ نے زر بن عبد اللہ کے ساتھ جندی شاپور کی جنگ میں شرکت کی ہے اور خلیفہ عمر نے اس کے ہاتھ نعمان مقرن کے نام ایک خط دے کر اسے نہاوند کی جنگ

کے لئے مامور کیا ہے۔

اسود خاندان تمیم کے ان سپاہ سالاروں میں تھا جنہیں خلیفہ عمر ابن خطاب نے حکم دیا تھا کہ فارس کے علاقہ کے لوگوں کو مشغول رکھ کر نہاوند کے باشندوں کو مدد پہنچانے میں رکاوٹ پیدا کریں۔ تمیمیوں نے عمر کے فرمان کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اسود بن ربیعہ کے ہمراہ اصفہان اور فارس کی طرف عزیمت کی اور وہاں کے لوگوں کی طرف سے نہاوند کے باشندوں کو مدد پہنچانے میں زبردست رکاوٹ ڈالی۔

سیف نے یہ افسانہ غلط کیا ہے اور طبری نے اسے نقل کیا ہے اور ابن اثیر نے بھی اسی کو طبری سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

صفین کی جنگ میں

ابن حجر کی کتاب ”الاصابہ“ میں سیف بن عمر سے نقل کر کے لکھا گیا ہے کہ اسود بن ربیعہ نے امام علی علیہ السلام کے ہمراہ صفین کی جنگ میں شرکت کی ہے۔

ہم نے ”نصر بن مزاحم“ کی کتاب ”صفین“ (جو جنگ صفین کے بارے میں ایک مستقل کتاب ہے) اور کتاب ”اخبار الطوال“ اور ”تاریخ طبری“ اور دیگر روایتوں کے منابع میں اس طرح کی کوئی خبر اس نام سے نہیں پائی۔

جو کچھ سیف نے کہا ہے اور کتاب ”الاصابہ“ میں درج ہوا ہے۔ اس میں ”ماتقانی“ نے جزئی طور پر تصرف کر کے روایات کے مصادر کا ذکر کئے بغیر لکھا ہے:

اسود نے امیر المؤمنین کے ہمراہ صفین کی جنگ میں شرکت کی ہے۔ اسی سے پتا چلتا ہے کہ وہ ایک نیک خصال شخص تھا۔

حقیقت میں ماتقانی نے ”الاصابہ“ کے مطالب پر اعتماد کرتے ہوئے اسود کو امام علی کے

شیعوں میں شمار کیا ہے۔

شیعوں کی کتب رجال میں تین جعلی اصحاب

ہم نے سیف کے افسانوں کی تحقیقات کے ضمن میں پایا کہ وہ اپنے افسانوں کو لوگوں کی خواہشات، حکام اور سرمایہ داروں کی مصلحتوں کے مطابق گڑھتا ہے اور اس طرح اپنے جھوٹ کو پھیلانے اور افسانوں کو بقا بخشنے کی ضمانت مہیا کرتا ہے۔

سیف نے جس راہ کو انتخاب کیا تھا اس کے پیش نظر اس نے عراق میں شیعہ ان علیؑ اور اہلبیت کے دوستانہ انداز نہیں کیا ہے۔ لہذا وہ ان کی توجہ اپنی اور اپنے افسانوں کی طرف مبذول کرانے میں غافل نہیں رہا ہے۔ اسی بنا پر ہم دیکھتے ہیں کہ اس نے اپنے بے مثال افسانوی سورما قعقاع تمیمی کو امام علیؑ کا حامی اور کارندہ کے عنوان سے بچھوایا ہے۔ اور اس کو جنگ جمل میں علیؑ کے ہمراہ لڑتے دکھایا ہے۔ زیاد بن حظلہ کو علیؑ اور شیعہ ان علیؑ کا دوست جتلاتا ہے اور اسے حضرت علیؑ کی تمام جنگوں میں ان کے دوش بدوش شرکت کرتے ہوئے دکھاتا ہے اور سرانجام اسود بن ربیعہ کو صفین کی جنگ میں حضرت علیؑ کے ہم رکاب دکھاتا ہے۔ اس طرح ان تین جعلی اصحاب کو مختلف جنگوں اور فتوحات میں شیعہ سرداروں کے عنوان سے پیش کرتا ہے۔

گزشتہ بحث پر ایک سرسری نظر

سیف نے دو احادیث کے ذریعہ اسود کا نسب، اس کی پیغام رسانی اور اس کا صحابی ہونا بیان کیا ہے۔ ان میں سے ایک کی روایت ابن شاپہ اور ابو موسیٰ نے سیف سے کی ہے پھر بعض دانشمندوں نے اس حدیث کو ان سے نقل کیا ہے۔

دوسری حدیث کو طبری نے سیف سے نقل کیا ہے اور ابن اثیر نے اس حدیث کو اس سے نقل

کیا ہے۔

چونکہ تمیمیوں کے وفد کی داستان جسے دیگر مورخوں نے ذکر کیا ہے مذکورہ قبیلہ کے لئے کوئی قابل توجہ فخر و مباہات کی خبر نہیں ہے، اس لئے اس کمی کی تلافی کے لئے سیف نے تمیمیوں کے وفد کے حق میں پیغمبر خدا کی دعا کا افسانہ خلق کیا ہے۔

شوش کی فتح میں بھی دجال اور اس کے قلعہ کے دروازہ پر لات مارنے اور اس کے غی بے ادبانہ خطاب کو بیان کرتا ہے۔ ایک قحطانی شخص سے فوج کی کمانڈ چھین کر ابوسبرہ عدنانی کو یہ عہدہ سونپتا ہے اور اپنے دو جعلی اصحاب ”زر“ و ”اسود“ کو اس کے ساتھ بتاتا ہے۔ اور اس طرح یہ مقام و منزلت یمانی قحطانیوں سے سلب کر کے عدنانی مضر یوں کو تفویض کرتا ہے۔

”ابوسبرہ“ کے مدینہ ہجرت کرنے اور پیغمبر خدا ﷺ کی رحلت کے بعد پھر سے مکہ جانے کے ناشائستہ اور منفور کام کا ایک افسانہ کے ذریعہ منکر ہوتا ہے اور اس طرح مسلمانوں کی سرزنش و سرکوبی سے ”ابوسبرہ“ کو نجات دلاتا ہے۔

طبری نے ان جھوٹ کے پلندوں کو سیف سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے اور ابن اثیر و ابن کثیر نے بھی طبری سے نقل کر کے انہی مطالب کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔

ہم نے شوش کی فتح میں دجال کی وجہ سے تمیمیوں کے لئے کوئی فضیلت و افتخار نہیں پایا۔ لہذا اس افسانہ کے بارے میں ہم شک میں پڑے اور یہ تصور کیا کہ دجال کا افسانہ خلق کرنے میں سیف کا زندگی ہونا محرک تھا تا کہ تاریخ اسلام میں شبہ پیدا کر کے دشمنوں کو اسلام کا مذاق اڑانے کا موقع فراہم کرے۔

سیف نے جندی شاپور کی جنگ میں اسود کو اپنے خاندان تیم کے تین دیگر جعلی سرداروں کے ساتھ جنگ کرتے دکھایا ہے تاکہ وہ فارس کے نواحی علاقوں میں چوکس رہ کر نہادند کے باشندوں کو ایرانیوں کی طرف سے مدد پہنچنے میں رکاوٹ بنیں۔

سیف اسود کو صفین کی جنگ میں امام علیؑ کے ساتھ دکھاتا ہے تاکہ اس طرح اسود کا نام

شیعیان امام علیؑ کے مذکورہ تین جعلی سرداروں میں شامل ہو جائے۔

”زر“ و ”اسود“ کے افسانہ کا سرچشمہ

”زر“ و ”اسود“ کے افسانہ کا سرچشمہ صرف سیف بن عمر تمیمی ہے اور مندرجہ ذیل منابع و

مصادر نے اس افسانہ کی اشاعت میں دانستہ یا نادانستہ طور پر سیف کی مدد کی ہے:

- ۱۔ طبری نے بلا واسطہ سیف سے نقل کر کے اپنی تاریخ کبیر میں درج کیا ہے۔
- ۲۔ ابن شاہین (وفات ۳۸۵ھ) نے سیف سے نقل کر کے اپنی کتاب ”معجم الشيوخ“ میں درج کیا ہے۔
- ۳۔ ابو موسیٰ (وفات ۵۸ھ) نے سیف سے نقل کر کے کتاب ”اسماء الصحابة“ کے حاشیہ میں درج کیا ہے۔
- ۴۔ ابن اثیر نے طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔
- ۵۔ ابن کثیر نے طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ میں درج کیا ہے۔
- ۶۔ ابن اثیر نے ایک بار پھر ابو موسیٰ سے نقل کر کے اپنی کتاب اسد الغابہ میں درج کیا ہے۔
- ۷۔ ذہبی نے ابن اثیر کی ”اسد الغابہ“ سے نقل کر کے اپنی کتاب ”التجريد“ میں درج کیا ہے۔
- ۸۔ ابن حجر نے ابن شاہین سے نقل کر کے اپنی کتاب ”الاصابة“ میں درج کیا ہے۔
- ۹۔ مامقانی نے ابن حجر کی کتاب ”الاصابة“ سے نقل کر کے اپنی کتاب تنقیح المقال میں درج کیا ہے۔

ان افسانوں کا نتیجہ

- ۱۔ قبیلہ بنی تمیم سے ایک صحابی، مہاجر اور لائق کمانڈر کی تخلیق۔
- ۲۔ تاریخ نویسوں اور اہل علم کی طرف سے لکھے گئے حقائق کے برخلاف خاندان تمیم سے ایک

خیالی وفد کو پیغمبر اسلام ﷺ کی خدمت میں بھیجنا۔

۳۔ حضرت علی علیہ السلام کے ایک صحابی کو خلق کر کے حضرت کے خاص شیعوں کی فہرست میں قرار دینا۔

۴۔ فتح شوش کا افسانہ، فرضی دجال کی بے ادبی، راہبوں اور پادریوں کی زبانی افسانہ کے اندر افسانہ خلق کر کے خاندان تیمم کے لئے فخر و مباہات بیان کرنا۔ اس طرح تذبذب و تشویش ایجاد کر کے تاریخ اسلام کو بے اعتبار کرنے کی سیف کی یہ ایک چال تھی۔

اسود بن ربیعہ یا اسود بن عبس

جو کچھ ہم نے یہاں تک بیان کیا، وہ ”مالک کے نواسہ اسود بن ربیعہ“ کے بارے میں سیف کی روایات کا خلاصہ تھا کہ بعض دانشمندوں نے سیف کی ان ہی روایات پر اعتماد کرتے ہوئے اسے پیغمبر اسلام ﷺ کے واقعی اصحاب میں شمار کیا ہے۔

لیکن دانشمندوں نے ”کلبی“ سے نقل کر کے مالک کے نواسہ ”اسود بن عبس“ کے نام سے ایک اور صحابی کا تعارف کرایا ہے۔ کلبی نے اس کے شجرہ نسب کو سلسلہ وار صورت میں ”ربیعہ بن مالک بن زید مناة“ تک پہنچایا ہے۔ اس کی زندگی کے حالات کے بارے میں جو روایت بیان کی گئی ہے وہ اسود بن ربیعہ کے پیغمبر اسلام ﷺ کے حضور پہنچنے کی روایت کے مشابہ ہے۔ انساب کے علماء، جنہوں نے ”اسود بن عبس“ کے حالات اور اس کا نسب اور اس کا صحابی رسول ہونا بتایا ہے، انہوں نے کلبی کی نقل پر اعتماد کیا ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ سیف بن عمر نے ”اسود بن ربیعہ“ کو جعل کرنے کے لئے اسے اسود بن عبس کا چچا زاد بھائی تصور کیا ہے، کیوں کہ جس حظلہ کے نسب کو سیف، ابو اسود ربیعہ پر منتہی کرتا ہے وہ مالک بن زید مناة کا بیٹا ہے اور اس کے پیغمبر خدا ﷺ کے حضور پہنچنے کی خبر کو اسود بن عبس کے

آنحضرتؐ کے حضور مشرف ہونے سے اقتباس کر کے اپنے افسانہ سازی کی فکر سے مدد حاصل کر کے اس خبر میں دلخواہ تحریف کی ہے۔

سیف نے اسود بن عیس سے اسود بن ربیعہ کا نام اقتباس کرنے میں اس کی داستان میں وہی کام انجام دیا ہے جو اس نے زر بن عبد اللہ وغیرہ کے سلسلے میں کیا ہے۔

سیف اپنے کام کو مستحکم کرنے کے لئے اسود بن ربیعہ حنظلی کی روایت کے ایک حصہ کو حنظلی نام کے ایک راوی سے نقل کرتا ہے تاکہ روایت کو صحیح ثابت کر سکے۔ کیوں کہ حنظلی نام کا یہ راوی اپنے قبیلہ کی روایتوں کے بارے میں دوسروں سے آگاہ تر ہے۔ معروف ضرب المثل ”رب البیت ادری بمافی البیت“ (گھر کا مالک بہتر جانتا ہے کہ گھر میں کیا ہے) اس پر صادق آتی ہے۔ جب کہ یہ دونوں خواہ صحابی حنظلی یا راوی حنظلی سیف بن عمر تمیمی — جس پر جھوٹ اور زندیق ہونے کا الزام ہے — کی تخلیق ہیں۔

حدیث کے اسناد کی تحقیق

زراور اسود اور ان کی نمائندگی، زر کے ذریعہ نہاوند کا محاصرہ اور جندی شاپور کے بارے میں سیف کی احادیث کے اسناد میں حسب ذیل نام نظر آتے ہیں:

محمد، مہلب، ابوسفیان عبد الرحمن۔ ان کے بارے میں پہلے ہی معلوم ہوا ہے کہ یہ سیف کے خیالات کی تخلیق ہیں۔

”ابلہ“ کی روایت کے بارے میں سیف کی سند حنظلہ بن زیاد بن حنظلہ ہے سیف نے اسے اپنے جلی صحابی زیاد کا بیٹا تصور کیا ہے؟

”اسود بن ربیعہ“ اور اس کی داستان اور تمیم کے نمائندوں کے بارے میں روایت کی سند کے طور پر ”ورقاء بن عبد الرحمن حنظلی“ کا نام لیا ہے چوں کہ ہم نے اس نام کو سیف کی روایتوں کے

علاوہ کہیں اور نہیں پایا اس لئے اس کو بھی سیف کے خیالی راویوں میں شمار کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ اس کے بعض روایت کے اسناد میں مجہول اشخاص کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

کہ ایسے افراد کے بارے میں معلومات حاصل کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

کتاب ”التجرید“ میں ذہبی کی یہ بات قابل غور ہے، جہاں پر وہ لکھتا ہے:

اسود بن حنظل کا نام ایک ایسی روایت میں آیا ہے جو مردود اور ناقابل قبول ہے! اس ناقابل

قبول روایت سے اس کا مقصود وہ روایت ہے جسے سیف بن عمر نے اسود کے بارے میں نقل کیا ہے

جس کی تفصیل گزری۔

چھٹا حصہ

خاندانِ تمیم سے

رسولِ خداؐ کے منہ بولے بیٹے

- ۲۱۔ حارث بن ابی ہالہ تمیمی
- ۲۲۔ زبیر بن ابی ہالہ تمیمی
- ۲۳۔ طاہر بن ابی ہالہ تمیمی

اکیسواں جعلی صحابی

حارث بن ابی ہالہ تمیمی

حارث خدیجہ کا بیٹا

سیف کے سخت، پیچیدہ اور دشوار کاموں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ قارئین کو گمراہ کرنے کے لئے اپنی خیالی شخصیتوں کو تاریخ کی حقیقی شخصیتوں کے طور پر ایسے پیش کرتا ہے کہ ایک محقق کے لئے، وہ بھی صدیاں گزرنے کے بعد حق کو باطل سے جدا کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ بعض اوقات ناممکن بن جاتا ہے۔

شائد حارث، زبیر اور طاہر جیسے سیف کے مہم جو جعلی اصحاب، جنہیں اس نے ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے پہلے شوہر ابو ہالہ تمیمی کی اولاد کے طور پر پیش کیا ہے، اس کے اس قسم کی مخلوق ہیں۔ حضرت خدیجہؓ پیغمبر خدا ﷺ سے ازدواج کرنے سے پہلے ابو ہالہ تمیمی کے عقد میں تھیں۔ ابو ہالہ کون تھا؟ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے۔ بعضوں نے اسے ہند کچھ لوگوں نے زرارہ اور ایک گروہ نے اسے نباش نام دیا ہے۔ بہر حال جو چیز واضح ہے، وہ یہ ہے کہ اس کی کنیت اس کے نام کی نسبت معروف تر ہے اس لئے وہ اسی کنیت سے مشہور ہے۔

حضرت خدیجہؓ سے ابو ہالہ کی اولاد کی تعداد کے بارے میں طبری نے لکھا ہے:

ابو ہالہ نے خویلد کی بیٹی سے ازدواج کیا۔ خدیجہ نے پہلے ہند کو جنم دیا پھر ہالہ کو۔ البتہ ہالہ کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا... (یہاں تک کہ لکھتا ہے)

خدیجہؓ ابو ہالہ کے بعد رسول خدا ﷺ کے عقد میں آ گئیں، اس وقت ہند نامی ابو ہالہ کا بیٹا ان کے ہمراہ تھا۔

ہند نے اسلام کا زمانہ درک کیا ہے اور اسلام لایا ہے، امام حسنؓ ابن علیؓ علیہ السلام نے اس سے روایت نقل کی ہے۔ ۱۔

یہی نے بھی اپنی کتاب مجمع الزوائد ۵/۱۰۷ میں اسی سلسلے میں طبرانی سے نقل کر کے لکھا ہے: ام المؤمنین خدیجہؓ رسول خدا ﷺ سے پہلے ابو ہالہ کی بیوی تھیں۔ انھوں نے پہلے ہند کو اور پھر ہالہ کو جنم دیا ہے۔ ابو ہالہ کی وفات کے بعد رسول خدا ﷺ نے ان سے ازدواج کیا۔

ابن ماکولہ نے زبیر بن بکار سے نقل کر کے لکھا ہے:

خدیجہؓ نے پہلے ہند اس کے بعد ہالہ کو جنم دیا ہے۔

ابو ہالہ کے نواسہ، یعنی ہند بن ہند نے جنگ جمل میں حضرت علیؓ علیہ السلام کی نصرت کرتے ہوئے شرکت کی اور شہید ہوا ہے۔

سیف کی نظر میں اسلام کا پہلا شہید

ابن کلبی سے روایت ہوئی ہے کہ ابو ہالہ کا نواسہ ہند بن ہند عبد اللہ بن زبیر کی معیت میں قتل ہوا اور اس کی کوئی اولاد باقی نہیں بچی ہے۔ ۲۔

تمام مؤرخین، جیسے ابن ہشام، ابن درید، ابن حبیب، طبری، بلاذری ابن سعد، ابن ماکولہ وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ جس وقت حضرت خدیجہؓ نے رسول خدا ﷺ سے ازدواج کیا تو، اپنے پہلے

شوہر ابو ہالہ سے صرف ایک بیٹا ہند کو ہمراہ لے کر رسول خدا ﷺ کے گھر میں داخل ہوئیں۔ حقیقت میں ہند کے علاوہ ابو ہالہ سے اس کی کوئی اور اولاد نہیں تھی۔ ۳

ان حالات کے پیش نظر انتہائی حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ ابن حزم نے اپنی کتاب ”جمہرہ نساب عرب“ میں لکھا ہے:

خدیجہ نے اپنے پہلے شوہر ابو ہالہ سے ہند نامی ایک بیٹا کو جنم دیا..... اور اس کے بعد حارث نام کے ایک اور بیٹے کو جنم دیا۔ کہا گیا ہے کہ وہ اسلام کا پہلا شہید تھا جو خانہ خدا میں رکن یمانی کے پاس شہید کیا گیا ہے۔

حیرت کی بات ہے! یہ کیسے ممکن ہے ایک ایسا اہم حادثہ رونما ہو جائے یعنی رسول خدا کا پرورش یافتہ شخص اس عظمت و شان کے ساتھ خدا کے گھر میں رکن یمانی کے پاس قتل ہو کر اسلام کے پہلے شہید کا درجہ حاصل کرے اور تاریخ اس کے ساتھ اتنی بے انصافی اور ظلم کرے کہ وہ فراموشی اور بے اعتنائی کا شکار ہو جائے!!؟

ہم نے اس سلسلے میں انتہائی تلاش و جستجو کی تاکہ یہ دیکھیں کہ انساب عرب کو پہچاننے والے اس ماہر شخص ابن حزم نے اس روایت کو کہاں سے نقل کیا ہے!! اس حقیقت و تلاش کے دوران ہم نے اس مسئلہ کے جواب کو ابن حجر کے ہاں پایا وہ اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں حارث بن ابی ہالہ کی تشریح میں لکھتا ہے:

حارث بن ابی ہالہ رسول خدا ﷺ کا پرورش یافتہ اور ہند کا بھائی ہے ابن کلبی اور ابن حزم نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اسلام کا پہلا شہید ہے جو رکن یمانی کے پاس قتل ہوا ہے۔ عسکری بھی کتاب ”اوائل“ میں لکھتا ہے:

جب خدائے تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو حکم دیا کہ جو کچھ انھیں امر ہوا ہے اسے اعلان فرمائیں تو پیغمبر اسلام ﷺ مسجد الحرام میں کھڑے ہو گئے

اور اپنی رسالت کا فریضہ انجام دیتے ہوئے بلند آواز میں لوئے ”قولوا لا اله الا الله تفلحوا“ ”یعنی خدا کی وحدانیت کی گواہی دو تا کہ کامیاب ہو جاؤ!“ قریش کے کفار نے آپؐ پر حملہ کیا۔ شور و غل کی آواز آپؐ کے گھر تک پہنچی حارث بن ابی ہالہ آپؐ کی مدد کے لئے دوڑ کر آیا اور اس نے کفار پر حملہ کیا۔ قریش نے پیغمبر اسلامؐ کو چھوڑ کر حارث پر حملہ کیا اور اسے رکن یمانی کے پاس موت کے گھاٹ اتار دیا۔ حارث اسلام کا پہلا شہید ہے۔ اس کے علاوہ سیف کی کتاب ”فتوح“ میں سہل بن یوسف نے اپنے باپ سے اس نے عثمان بن مظعون سے روایت کی ہے: سب سے پہلا حکم جو رسول خدا ﷺ نے ہمیں دیا، اس وقت تھا جب ہماری تعداد چالیس افراد پر مشتمل تھی۔ ہم سب رسول خدا ﷺ کے دین پر تھے۔ مکہ میں ہمارے علاوہ کوئی ایسا نہیں تھا جو اس دین کا پابند ہو۔ یہ وہ وقت تھا، جب حارث بن ابی ہالہ شہید ہوا۔ خدائے تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو حکم دیا کہ جو کچھ انھیں فرمان ہوا ہے.... (آخر تک) ابن حجر کی بات کا خاتمہ۔

لہذا معلوم ہوا کہ حارث بن ابی ہالہ کی داستان کا سرچشمہ سیف بن عمر تمیمی ہے۔ ابن کلبی، عسکری، ابن حزم اور ابن حجر سبوں نے اس روایت کو اس سے نقل کیا ہے۔ ان کے مقابلے میں ”استیعاب“، ”اسد الغابہ“ اور ”طبقات“ جیسی کتابوں کے مؤلفوں نے سیف کی باتوں پر اعتماد نہ کرتے ہوئے اس کی جعلی داستان کو اپنی کتابوں میں نقل نہیں کیا ہے۔

دوسرا قابل غور نکتہ یہ ہے کہ ابن حزم حارث کی شہادت کی داستان کو ”کہا گیا ہے“ کے جملہ سے آغاز کرتا ہے تاکہ اس روایت کے ضعیف ہونے کے بارے میں اشارہ کرے۔ صاف ظاہر ہے

کہ وہ خود حارث کی داستان کے صحیح ہونے کے سلسلے میں شک و شبہ میں تھا۔

اس لحاظ سے ”حارث ابو ہالہ“ سیف اور ان لوگوں کے لئے اسلام کا پہلا شہید ہے جنہوں نے سیف کی بات پر اعتماد کر کے اس داستان کی اشاعت کی کوشش کی ہے۔ جب کہ عام تاریخ نویس اس بات پر متفق ہیں کہ اسلام کی پہلی شہید ”سمیہ“ عمار یاسر کی والدہ تھیں۔

انہوں نے لکھا ہے کہ ”یاسر“ ان کا بیٹا ”عمار“ اور یاسر کی بیوی ”سمیہ“ وہ افراد تھے جنہیں راہ اسلام میں مختلف قسم کی جسمانی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ ان پہلے سات افراد میں سے ہیں جنہوں نے مکہ میں اپنے دین کا کھل کر اظہار کیا۔ اور کفار قریش نے اس جرم میں ان کو لوہے کی زرہ پہنا کر تپتی دھوپ میں رکھا اور انہیں شدید جسمانی اذیتیں پہنچائیں۔

ایسی ہی وحشتناک اذیت گاہوں میں سے ایک میں ”ابو جہل“ آگ بگولا حالت میں سمیہ کو برا بھلا کہتے ہوئے داخل ہوا اور آگے بڑھتے ہوئے اس نے نیزہ سمیہ کے قلب پر مار کر انہیں شہید کیا۔ اس لحاظ سے سمیہ راہ اسلام کی پہلی شہید ہیں نہ اور کوئی۔

اس کے علاوہ لکھا ہے کہ اسی حالت میں رسول خدا ﷺ وہاں تشریف لائے اور فرمایا: اے خاندان یاسر! صبر کرو، بہشت تمہارے انتظار میں ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ عمار یاسر نے ان تمام درد و الم اور اذیتوں کی شکایت رسول خدا ﷺ کی خدمت میں بیان کرتے ہوئے عرض کی:

ہم پر کفار کی اذیت و آزار حد سے گزر گئی!

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

صبر و شکیبائی سے کام لو! اس کے بعد ان کے حق میں دعا کرتے ہوئے فرمایا:

خداوند! یاسر کے اہل خانہ میں سے کسی ایک کو عذاب نہ کرنا!

حدیث کا موازنہ اور قدر و قیمت

سیف نے لکھا ہے کہ راہ اسلام کے پہلے شہید ”حارث بن ابی ہالہ“ اور ”خدیجہ“ قرشی مضری“ تھے۔ ابن کلبی اور ابن حزم نے بھی اس روایت کو سیف سے نقل کر کے اپنی کتاب ”جمہرہ“ میں درج کیا ہے۔

ابن حجر نے بھی انہی مطالب کو رسول خدا ﷺ کے حالات کی تشریح کے ضمن میں اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں درج کیا ہے۔ عسکری نے بھی اپنی کتاب ”اوائل“ میں حارث کو اسلام کے پہلے شہید کے طور پر پیش کیا ہے۔ جب کہ حقیقت میں اسلام کی پہلی شہید سمیہ تھیں اور ان کے بعد ان کے شوہر یا سر تھے، اور اس مطلب کو ان دو شخصیتوں کی سوانح لکھنے والے سبھی علماء، و محققین نے بیان کیا ہے۔

سیف شدید طور پر خاندانی تعصب کا شکار تھا، خاص کر قحطانیوں اور یمانیوں کے بارے میں اس کے اس تعصب کے آثار کا ہم نے مختلف مواقع پر مشاہدہ کیا۔ وہ اس تعصب کے پیش نظر ایک یمانی قحطانی شخص کو راہ اسلام میں پہلے شہید کا فخر حاصل کرنے کی حقیقت کو دیکھ کر آرام سے نہیں بیٹھ سکتا تھا! کیونکہ وہ تمام امور میں پہلا مقام حاصل کرنے کے فخر کا مستحق صرف اپنے قبیلہ تمیم، خاص کر خاندان بنی عمرو کو جانتا ہے۔ غور فرمائیں کہ وہ خاندان تمیم کے بنی عمرو میں پہلا مقام حاصل کرنے کے سلسلے میں کیسے تشریح کرتا ہے:

اس کا افسانوی سورما قعقاع پہلا شخص تھا جو دمشق کے قلعہ کی سربفلک دیوار پر چڑھ کر قلعہ کے محافظوں کو اپنی تلوار سے موت کی گھاٹ اتار کر قلعہ کے دروازوں کو اسلامی فوج کے لئے کھول دیتا ہے!

کیا یہی اس کا افسانوی قعقاع کچھار کا پہلا شیر نہیں تھا جس نے یرموک کی جنگ میں سب

سے پہلے جنگ کے شعلے بھڑک اڈے، قادیسیہ کی جنگ میں لیلۃ الہریر کو وجود میں لایا، پہلے پہلوان کی حیثیت سے دشمن کے جنگی ہاتھیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا؟ وہ پہلا پہلوان تھا جس نے جلولا کی جنگ میں سب سے پہلے دشمن کے مورچوں پر قدم رکھا، پہلا دلیر اور پہلا سورما اور...

سیف اپنے افسانوی عاصم کے ”اہوال“ نامی فوجی دستہ کو پہلا فوجی دستہ بتاتا ہے کہ جس نے سب سے پہلے شہر مدائن میں قدم رکھا ہے!

کیا اسی سیف نے ”زیاد بن حنظلہ تمیمی“ کو پہلے شہسوار کے طور پر خلق نہیں کیا ہے جس نے سب سے پہلے سرزمین ”رہا“ پر قدم رکھا۔ حرمہ اور سلمیٰ اس کے پہلے پہلوان ہیں جنہوں نے سب سے پہلے سرزمین ایران پر قدم رکھے؟!

جب ہم سیف کے جھوٹ اور افسانوں میں قبیلہ تمیم کے لئے بے شمار فضیلتیں اور پہلا مقام حاصل کرنے کے موارد کا مشاہدہ کرتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اسلام کے سب سے پہلے شہید کا افتخار بھی اسی خاندان کو نصیب نہ ہو؟ اور ”سمیہ“ نام کی ایک کنیز اور اس کا قحطانی شوہر ”یاسر“ اس افتخار کے مالک بن جائیں اور اسلام کے پہلے شہید کی حیثیت سے پہچانے جائیں؟!

سیف، قحطانیوں کی ایسی فضیلت کو دیکھ کر ہرگز بے خیال نہیں بیٹھ سکتا، لہذا ایک افسانہ گڑھتا ہے حضرت خدیجہؓ کے لئے ابوہالہ سے ایک بیٹا خلق کر کے اسے اسلام کے پہلے شہید کا افتخار بخش کر رسول خدا ﷺ کے گھر میں ذخیرہ کرتا ہے۔

ہم راہ اسلام میں سیف کے اس پہلے شہید میں اس کے دوسرے افسانوی پہلوانوں کی شجاعتوں اور جاں نثاریوں کا واضح طور پر مشاہدہ کرتے ہیں۔ وہ کہتا ہے:

قریش نے پیغمبر خدا ﷺ کو قتل کرنے کی غرض سے حملہ کیا، شور و غل کی آواز پیغمبر ﷺ کے اہل خانہ تک پہنچی (رسول خدا ﷺ کے حامی اور حقیقی پشت و پناہ ابو طالب، حمزہ، جعفر اور بنی ہاشم کے دیگر سرداروں اور جوانوں کے بجائے) حارث تمیمی پہلا شخص تھا جو پیغمبر ﷺ کی مدد کرنے کے

لئے اٹھا اور دوڑتے ہوئے آپؐ کے پاس پہنچا اور آپؐ کی حفاظت اور دفاع میں آپؐ کے دشمنوں کے سامنے سینہ سپر ہوتے ہوئے کفار قریش پر حملہ کیا، کفار نے پیغمبر خدا ﷺ کو چھوڑ دیا اور حارث پر ٹوٹ پڑے اور سرانجام.....

اس طرح رسول خدا ﷺ کے لئے اپنے خاندان تمیم سے یا ور مددگار جعل کر کے اسلام کے پہلے شہید کو خاندان تمیم سے خلق کرتا ہے اور اسے پیغمبر خدا ﷺ کے تربیت یافتہ کے طور پر پہچانتا ہے تا کہ خاندان تمیم میں ہر ممکن حد تک افتخارات کا اضافہ کر سکے۔

حارث کے افسانے کا نتیجہ

سیف نے پیغمبر خدا ﷺ کے پالے ہوئے ایک صحابی کو خلق کیا ہے تا کہ مورخین پیغمبر خدا کے دوسرے حقیقی اصحاب کے ضمن میں اس کی زندگی کے حالات پر روشنی ڈالیں اور اس کے نام و نسب کو انساب کی کتابوں میں تفصیل سے لکھیں۔

سیف نے اپنے تخیل کی مخلوق، ”حارث تمیمی“ کو پیغمبر خدا ﷺ کے چچا، چچا زاد بھائی اور بنی ہاشم کی جوانوں کی موجودگی کے باوجود، پیغمبر خدا ﷺ کے پہلے جاں نثار کے طور پر پیش کر کے خاندان تمیم، خاص کر قبیلہ اسید کے افتخارات میں ایک اور فخر کا اضافہ کیا ہے۔

حارث کے افسانہ کی تحقیق

سیف اسلام کے پہلے شہید کو خاندان تمیم سے خلق کرتا ہے تا کہ اسلام کی سب سے پہلی حقیقی شہید سمیہ قحطانی کی جگہ پر بٹھادے اور اس طرح اپنے خاندان تمیم کے افتخارات میں ایک اور افتخار کا اضافہ کرے۔

سیف نے حارث کی داستان کو سہل بن یوسف سلمی سے، اس نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے۔ چونکہ ہم نے ان دور اویوں۔ باپ بیٹے۔ کا نام سیف کے علاوہ کہیں اور نہیں پایا، اس لئے

ان کو سیف کے تخیل کی مخلوق سمجھتے ہیں۔

حارث ابو ہالہ تمیمی کی داستان سیف سے نقل کر کے عسکری کی ”اوائل“، ابن کلبی کی ”انساب“، ابن حزم کی ”جمہرہ“ اور ابن حجر کی کتاب ”الاصابہ“ میں درج کی گئی ہے اور ابن حجر نے اس داستان کو سیف سے نقل کر کے اس کی وضاحت کی ہے۔

سیف کے جعلی صحابی حارث ابو ہالہ کا افسانہ اتنا ہی تھا جو ہم نے بیان کیا۔ لیکن سیف نے صرف اسی ایک افسانہ کو خلق کرنے پر اکتفا نہیں کی ہے بلکہ اسی ماں باپ سے رسول خدا ﷺ کے ایک اور پالے ہوئے کی تخلیق کر کے اس کا نام ”زبیر بن ابی ہالہ“ رکھا ہے کہ انشاء اللہ اس کی داستان پر بھی نظر ڈالیں گے۔

بائیسواں جعلی صحابی

زبیر بن ابی ہالہ

حضرت خدیجہ کا دوسرا بیٹا

دانشوروں نے اس زبیر کا نام دو حدیثوں میں ذکر کیا ہے۔ ہم یہاں پر ان دو حدیثوں کے بارے میں بحث و تحقیق کریں گے۔

پہلی حدیث

نجیری (الف) (وفات ۳۵۰ھ) نے اپنی کتاب ”فوائد“ میں ابو حاتم (ب) (وفات ۲۷۷ھ) سے نقل کر کے اس طرح لکھا ہے:

سیف بن عمر سے اس نے وائل بن داود سے اس نے بھی بن یزید سے اور اس نے زبیر بن ابی ہالہ سے روایت کی ہے، کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

(الف)۔ ابو عثمان سعد بن احمد نیشابوری معروف بہ نجیری نے علم و دانش حاصل کرنے کے لئے بغداد، گرگان اور دیگر شہروں کا سفر کیا ہے یہ نام اسی طرح لباب اللباب (۳۱۶/۳) میں ذکر ہوا ہے اور بصرہ میں واقع محلہ ”نجارم“ و ”نجیرم“ کی ایک نسبت ہے۔

(ب)۔ محمد بن ادریس بن منذر خطلی معروف بہ ابو حاتم رازی (۱۹۵-۲۷۷) ہے۔ اس کے حالات تذکرہ الحفاظ (۵۶۷ و ۹/۲) میں آئے ہیں۔

خداوند! تو نے مجھے برکت والے اصحاب عطا فرمائے۔ لہذا اب میرے اصحاب کو ابو بکر کے وجود سے برکت فرما! اور ان سے اپنی برکت نہ چھین لینا! انھیں ابو بکر کے گرد جمع کرنا! کیونکہ ابو بکر تیرے حکم کو اپنے ارادہ پر ترجیح دیتا ہے۔

خداوند! عمر بن خطاب کو سرداری عطا فرما! عثمان کو صبر و شکیبائی عطا فرما! اور علی بن ابیطالب علیہ السلام کو توفیق عطا فرما! زبیر کو ثابت قدمی عطا فرما! اور طلحہ کو مغفرت عطا فرما! سعد کو سلامتی عطا فرما!، اور عبدالرحمان کو کامیابی عطا فرما! خداوند! نیک و پیش قدم مہاجر و انصار اور میرے اصحاب کے تابعین کو مجھ سے ملحق فرما! تاکہ میرے لئے اور میری امت کے اسلاف کے لئے دعائے خیر کریں۔ ہوشیار رہو کہ میں اور میری امت کے نیک افراد تکلف سے بیزار ہیں۔

نجیری کہتا ہے کہ ابو حاتم رازی نے کہا ہے: زبیر بن ابی ہالہ، پیغمبر خدا ﷺ کی زوجہ حضرت خدیجہؓ کا بیٹا تھا۔

جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس حدیث کا آخری راوی زبیر ابو ہالہ ہے اور ابو حاتم رازی تاکید کرتا ہے کہ یہ زبیر رسول خدا ﷺ کی زوجہ حضرت خدیجہؓ کا بیٹا ہے۔

یہیں سے زبیر بن ابی ہالہ کا نام اسلامی مآخذ و مدارک میں پیغمبر خدا کے صحابی اور آپ کے پالے ہوئے کے عنوان سے درج ہوا ہے۔ جب کہ یہی حدیث ابن جوزی کی کتاب موضوعات (الف) میں یوں بیان ہوئی ہے:

(الف)۔ موضوعات یعنی جھوٹی اور جعلی احادیث۔ ابن جوزی کی کتاب موضوعات اسی سلسلے میں تالیف کی گئی ہے۔

سیف نے اپنی کتاب ”فتوح“ میں وائل بن داؤد سے اس نے بھی سے اور اس نے زبیر سے نقل کر کے لکھا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا.... (حدیث کی آخر تک)

ابن حجر نے مذکورہ حدیث کے آخر پر حسب ذیل اضافہ کیا ہے:

اکثر نسخوں میں اس زبیر کو ”زبیر بن العوام“ لکھا گیا ہے، خدا بہتر جانتا ہے!

گزشتہ مطالب کے پیش نظر اس حدیث کو ”ابو حاتم رازی“ نے سیف بن عمر سے نقل کیا ہے اور یہیں سے ”زبیر ابو ہالہ“ کا نام حضرت خدیجہ کے بیٹے اور رسول خداؐ کے پروردہ کی حیثیت سے شہرت پاتا ہے۔

لیکن ابن جوزی نے اسی حدیث کو سیف بن عمر سے اسی متن اور آخذ کے ساتھ زبیر کے باپ کا نام لئے بغیر اپنی کتاب ”موضوعات“ میں درج کیا ہے اور ابن حجر نے بھی مذکورہ حدیث کو زبیر کے باپ کا نام لئے بغیر اس کے حالات کی وضاحت کرتے ہوئے ذکر کیا ہے اور آخر میں اضافہ کرتا ہے کہ بہت سے نسخوں میں آیا ہے کہ یہ ”زبیر“ ”زبیر العوام“ ہے۔

اس اختلاف کے سلسلے میں ہماری نظر میں یہ احتمال قوی ہے کہ سیف بن عمر نے مذکورہ حدیث ایک بار زبیر بن ابی ہالہ کے نام سے روایت کی ہے۔ اور مصنفین کی ایک جماعت نے اسی صورت میں اس حدیث کو سیف سے نقل کیا ہے۔

سیف نے اسی حدیث کو دوسری جگہ پر زبیر کے باپ کا نام لئے بغیر ذکر کیا ہے۔ مصنفین کے ایک گروہ نے بھی اس روایت کو اسی صورت میں نقل کیا ہے۔ اس متاخر گروہ نے اس زبیر کو زبیر بن العوام تصور کیا ہے۔ یہی امر دانشوروں کے لئے حقیقت کے پوشیدہ رہنے کا سبب بنا ہے۔

بہر حال، جو بھی ہو، اہم یہ ہے کہ سیف کی حدیث میں حضرت خدیجہ کے بیٹے ”زبیر بن ابی ہالہ“ کا نام آیا ہے اور حدیث و تاریخ کی کتابوں میں اسے رسول خدا ﷺ کے صحابی اور پروردہ کی حیثیت سے درج کیا گیا ہے۔

”زبیر ابوالہ“ کے بارے میں روایت کی گئی پہلی حدیث کی حالت یہ تھی۔

لیکن دوسری حدیث کے بارے میں بحث شروع کرنے سے پہلے اس پہلی حدیث کے متن پر ایک سرسری نظر ڈالنا دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔

مذکورہ حدیث کی ترکیب بندی میں سیف کی مہارت، چالاکی اور چابک دستی دلچسپ اور قابل غور ہے، ملاحظہ ہو:

۱۔ سیف اس حدیث میں شخصیات کا نام اسی ترتیب سے لیتا ہے جیسے کہ وہ مسند حکومت پر بیٹھے تھے: (ابوبکر، عمر، عثمان اور حضرت علی علیہ السلام)۔

۲۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے ان میں سے ہر ایک کے حق میں جو دعا فرمائی ہے، وہ ہر شخص کی حالت کے مطابق ہے ملاحظہ ہو:

الف)۔ ابوبکر کے لئے خدا سے چاہتے ہیں کہ لوگوں کو اس کے گرد جمع کرے اور یہ سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجرین و انصار کے درمیان زبردست اختلاف کے بعد ابوبکر کی بیعت کے سلسلے میں مناسب ہے۔

ب)۔ پیغمبر اسلام ﷺ عمر کے لئے خدا سے چاہتے ہیں کہ انھیں صاحب شہرت بنائے اور ان کی شان و شوکت میں افزائش فرمائے۔ یہ وہی چیز ہے جو سرزمین عربستان سے باہر اسلام کے سپاہیوں کی فتوحات کے نتیجہ میں دوسرے خلیفہ کو حاصل ہوئی ہے۔

ج)۔ سیف کہتا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے عثمان کے لئے دعا کرتے ہوئے رونما ہونے والے واقعات اور فتنوں کے سلسلے میں ان کے لئے خدائے تعالیٰ سے صبر و شکیبائی کی درخواست کی ہے۔

د)۔ پیغمبر اسلام ﷺ خدائے تعالیٰ سے قطعاً چاہتے ہیں کہ امام علی علیہ السلام وقت

کے تاریخی حوادث اور فتنوں کے مقابلے میں کامیاب و کامران ہو جائیں۔ یا یہ کہ عبدالرحمن عوف کو اپنے منظور نظر شخص (عثمان) کو خلافت کے امور سونپنے میں کامیابی عطا کرے۔

ہ۔ اور آخر میں جنگ جمل میں میدان کارزار سے بھاگنے والے زبیر کی ایک طعنہ زنی کے ذریعہ سرزنش فرماتے ہیں۔ طلحہ کے لئے، مضری خلیفہ عثمان کے خلاف بغاوت کے آغاز سے محاصرہ اور پھر اسے قتل کئے جانے تک کی گئی اس کی خیانتوں کے بارے میں بارگاہ الہی میں عفو و بخشش کی درخواست کرتے ہیں۔

دوسری حدیث

ابونعیم (وفات ۴۳۰ھ) کی کتاب ”معرفۃ الصحابہ“ میں سیف کی دوسری حدیث یوں بیان ہوئی ہے:

عیسیٰ ابن یونس نے وائل بن داؤد سے، اس نے بھی سے اور اس نے زبیر سے یوں روایت کی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے قریش کے ایک مرد کو موت کی سزا سنائی اور اس کے بعد فرمایا: آج کے بعد عثمان کے قاتل کے علاوہ کسی قرشی کو موت کی سزا نہ دینا۔ اگر اسے (عثمان کے قاتل کو) قتل نہ کرو گے تو تمہاری عورتوں کو قتل کر ڈالیں گے۔

ابونعیم نے اس حدیث کے ضمن میں یوں اضافہ کیا ہے:

ابوحاتم رازی مدعی ہے کہ یہ زبیر، زبیر بن ابی ہالہ ہے۔

کتاب اسد الغابہ کے مصنف نے بھی ابومندہ اور ابونعیم سے نقل کر کے اس حدیث کو زبیر بن ابی ہالہ کے حالات کی تشریح کرتے ہوئے درج کیا ہے لیکن اس فرق کے ساتھ کہ: ”رسول خداؐ نے جنگ بدر میں قریش کے ایک مرد کو موت کی سزا دی اور....“ اور اس قرشی کے قتل ہونے کی جگہ بھی

معین کی ہے اور آخر میں رازی کی بات کا یوں اضافہ کیا ہے: ”یہ زبیر، زبیر بن ابی ہالہ ہے“ کتاب ”التجرید“ کے مصنف نے اس حدیث کے سلسلے میں صرف ایک اشارہ پر اکتفا کیا ہے، اور اسے زبیر ابو ہالہ کے حالات کی تشریح میں یوں لکھا ہے: وائل نے بھی سے اور اس نے اس زبیر ابو ہالہ — سے اس طرح نقل کیا ہے... اور آخر میں لکھتا ہے کہ: یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ (د۔ع) کتاب اسد الغابہ اور کتاب التجرید میں حرف ”ذ“ و حرف ”ع“ ترتیب سے ”ابومنہ“ اور ”ابونعم“ کے بارے میں اشارہ ہے

کتاب الاصابہ کے مصنف نے بھی اس حدیث کو ابن منہ سے نقل کیا ہے اور اس کے آخر پر لکھتا ہے:

ابن ابوحاتم رازی کہتا ہے کہ یہ حدیث سیف بن عمر تمیمی سے روایت ہوئی ہے۔ صاف نظر آتا ہے کہ دوسری حدیث میں بنیادی طور پر زبیر کے باپ کا نام نہیں لیا گیا ہے اور ابوحاتم رازی سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ زبیر ابو ہالہ ہے اسی دانشور کے بیٹے یعنی ابن ابی حاتم رازی سے بھی نقل کیا گیا ہے کہ یہ حدیث سیف سے نقل کی گئی ہے۔

لیکن پہلی حدیث سیف سے روایت ہوئی ہے۔ نہ دوسری حدیث! پہلی حدیث کی سند کے طور پر جو ”زبیر بن ہالہ“ کا نام آیا ہے، اس کے بارے میں ابوحاتم رازی نے کہا ہے کہ یہ ”زبیر ابو ہالہ“ حضرت خدیجہ کا بیٹا ہے۔ دوسری حدیث کو سیف بن عمر سے نسبت دینے کی یہ غلط فہمی اور اس حدیث کے راوی زبیر کو ابو ہالہ سے منسوب کرنا ایک ایسا مطلب ہے جس کی ذیل میں وضاحت کی جائے گی۔ دونوں حدیثوں کے مآخذ کی تحقیق میں پہلا موضوع جو نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ دونوں حدیثوں کے راویوں کا سلسلہ یکساں ہے (وائل بن داود نے بھی بن یزید سے اور اس نے زبیر سے) شائد اس حدیث کے راویوں کے سلسلے میں یہی وحدت اس غلط فہمی کے پیدا ہونے کا سبب بنی ہوگی۔ خاص طور پر ابوحاتم رازی — باپ — کہتا ہے: یہ زبیر، خدیجہ کا بیٹا ہے۔ اور اس دانشور کا بیٹا — ابن ابی

حاتم رازی — بھی کہتا ہے: ”زبیر ابو ہالہ“ کی حدیث ہم تک صرف سیف کے ذریعہ پہنچی ہے یہاں پر علماء کو شبہ ہوا اور ان دونوں باتوں کو دونوں حدیثوں میں بیان کیا ہے۔

بہر حال، مطلب جو بھی ہو کوئی فرق نہیں پڑتا، اہم یہ ہے کہ ”زبیر ابو ہالہ“ کا نام صرف سیف کی حدیث میں آیا ہے نہ دوسری جگہ پر۔ اس کے علاوہ اس حقیقت کے اعلان اور وضاحت کے بارے میں ”ابو حاتم رازی“ کی بات بڑی دلچسپ ہے، وہ کہتا ہے:

”زبیر ابو ہالہ“ کا نام صرف سیف کی حدیث میں آیا ہے، جو متروک ہے اور اس کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اسی لئے نہ میں سیف کی روایت کو لکھتا ہوں اور نہ اس کے راوی کو! ان مطالب کے پیش نظر قطعی نتیجہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ ”زبیر ابو ہالہ“ کا نام صرف سیف کی حدیث میں آیا ہے اور اسی میں محدود ہے۔

بحث کا خلاصہ

”زبیر ابو ہالہ“ کا نام صرف دو حدیثوں میں آیا ہے، جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ پہلی حدیث میں سیف نے ”زبیر بن ابی ہالہ“ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے اپنے آٹھ اصحاب کے لئے دعا کی۔ یہ دعا آنحضرتؐ کے بعد ان اصحاب کے بارے میں رونما ہونے والے واقعات اور اختلافات کے متناسب ہے۔

جس حدیث میں ”زبیر بن ابی ہالہ“ راوی کی حیثیت سے ذکر ہوا ہے ابو حاتم رازی نے اسے سیف بن عمر سے نقل کیا ہے۔ بخیری نے بھی اسے اسی حالت میں ابو حاتم رازی سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

اس کے مقابلے میں ابن جوزی اور ابن حجر نے اسی حدیث کو زبیر کے باپ ابو ہالہ کا نام لئے بغیر سیف کی زبانی نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ یہ اختلاف اس سبب سے پیدا ہوا ہے کہ سیف نے اس حدیث کو ایک بار زبیر بن ابی ہالہ کے باپ کا نام لے کر اور دوسری جگہ پر اسی حدیث کو اس کے باپ کا نام لئے بغیر تنہا زبیر سے روایت کی ہے اور یہی دوسری حالت اس کی کتاب فتوح میں بھی درج کی گئی ہے۔

۲۔ دوسری حدیث میں زبیر سے نقل کیا گیا ہے کہ رسول خدا ﷺ نے قریش کے ایک مرد کو موت کی سزا دی اور اس کے بعد عثمان کے قاتل کے علاوہ کسی بھی قریشی کو اس طرح موت کی سزا دینے سے منع فرمایا:

اس حدیث میں زبیر کے باپ کا نام نہیں لیا گیا ہے۔ ضمناً یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ حدیث سیف بن عمر سے روایت کی گئی ہو! اس حدیث کے آخر میں صرف اتنا کہا گیا ہے کہ ابو حاتم رازی نے لکھا ہے کہ یہ زبیر زبیر ابو ہالہ ہے!

اسی طرح روایت کی گئی ہے کہ ابن ابی حاتم رازی نے کہا ہے کہ یہ حدیث سیف سے روایت ہوئی ہے جب کہ دوسری حدیث ہرگز سیف سے روایت نہیں ہوئی ہے اور اس میں زبیر کے باپ کا نام ذکر نہیں ہوا ہے۔ صرف پہلی حدیث ہے، جسے سیف نے روایت کی ہے اور بعض جگہوں پر اس کی روایتوں میں زبیر کے باپ ابو ہالہ کا نام لیا گیا ہے، اسی نام کے پیش نظر ابو حاتم رازی نے کہا کہ یہ زبیر رسول خدا ﷺ کی زوجہ حضرت خدیجہ کا بیٹا تھا! گویا یہ غلط فہمی اس لئے پیدا ہوئی کہ دونوں حدیثوں کے راویوں میں واضح اشتراک پایا جاتا ہے (وائل نے بھی سے اور اس نے زبیر سے)

مطلب جو بھی ہو کوئی فرق نہیں پڑتا، اہم بات یہ ہے کہ زبیر ابو ہالہ کا نام صرف سیف بن عمر کی حدیث میں آیا ہے، علماء کے نزدیک سیف کی روایت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ شائد ذہبی نے ”التجرید“ میں اسی موضوع کی طرف اشارہ کر کے لکھا ہے: اس — سیف — کی بات صحیح نہیں ہے اور قابل اعتبار بھی نہیں ہے یعنی اس کی حدیث جھوٹی ہے۔

فیروز آبادی نے بھی ان دو حدیثوں پر اعتبار کر کے اپنی کتاب ”قاموس“ میں لفظ ”زبر“ کی

تشریح میں لکھا ہے:

زبیر بن و ”زبیر بن ابی ہالہ“ دونوں پیغمبر خدا ﷺ کے اصحاب تھے۔
زبیدی نے بھی اپنی کتاب ”تاج العروس“ میں اسی حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

لکھا ہے:

وائل بن داؤد نے یہی سے اور اس نے زبیر سے نقل کیا ہے....!

افسانہ زبیر کے مآخذ کی جانچ پڑتال

زبیر کا نام صرف دو حدیثوں میں آیا ہے:

ان میں سے ایک حدیث میں احتمال دے کر کہا گیا ہے کہ یہ زبیر وہی زبیر بن ابی ہالہ ہے
اور اس کی زبیر ابو ہالہ کے طور پر تشریح کی گئی ہے جب کہ اس حدیث کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے
اور اس حدیث کا زبیر ابو ہالہ کے بارے میں لکھنا بلاوجہ ہے۔

دوسری حدیث کو خود سیف نے وائل سے، اس نے یہی سے اور اس نے زبیر ابو ہالہ سے نقل
کیا ہے یہاں پر روایت کا آخری مآخذ سیف کا خلق کردہ شخص زبیر ہے۔ خلاصہ یہ کہ سیف اپنی مخلوق
سے روایت کرتا ہے!! اس لحاظ سے جو حدیث افسانہ نگار سیف سے شروع ہو کر اس کی اپنی خیالی مخلوق
پر ختم ہوتی ہو، اس کی کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے؟! ان حالات کے پیش نظر کیا اس بات کی گنجائش باقی
رہتی ہے کہ حدیث میں ذکر ہوئے راویوں کے نام اور ان کے سلسلے کے صحیح یا عدم صحیح ہونے پر بحث و
تحقیق کی جائے؟! اس کے باوجود کہ ہم نے بارہا کہا ہے کہ ہم سیف کی دروغ بانی کا گناہ ان صحیح
راویوں کی گردن پر نہیں ڈالیں گے جن کا نام سیف نے اپنی روایتوں میں لیا ہے۔

داستان کا نتیجہ

اس داستان سے سیف نے اپنے لئے مندرجہ ذیل نتائج حاصل کئے ہیں:

۱۔ رسول خدا ﷺ کے پروردہ ایک صحابی کو خلق کیا ہے تاکہ وہ پیغمبرؐ کے حقیقی اصحاب کی فہرست میں قرار پائے۔

۲۔ خاندان تمیم کے ایک مرد کو پیغمبر خداؐ کی احادیث کے راویوں کی فہرست میں قرار دیتا ہے۔

۳۔ پیغمبر اسلام ﷺ سے ایک ایسی حدیث نقل کرتا ہے جو صحابہ کے فضائل و مناقب کے

دلدادوں اور قبائل نزار کے متعصب افراد کو خوشحال کرے کیوں کہ اس حدیث میں صرف خاندان قریش سے تعلق رکھنے والے اصحاب کا نام لیا گیا ہے اور یمنانی قحطانی انصار کا کہیں ذکر تک نہیں ہے۔

سراجم سیف نے رسول خدا ﷺ کے دو پروردہ اور خدیجہؓ و ابو ہالہ تمیمی کے بیٹے خلق کر کے خاندان تمیم خاص کر اسید کو ایک بڑا افتخار بخشا ہے۔ اور اس طرح قبائل نزار کے لئے یہ سب افتخار و برکتیں سیف کی احادیث کی وجہ سے حاصل ہوئی ہیں۔

راویوں کا سلسلہ

زیر ابو ہالہ کے افسانہ کے راویوں کا سلسلہ حسب ذیل ہے:

۱۔ سیف نے اپنی پہلی حدیث اپنے ہی خلق کردہ راوی زیر ابو ہالہ سے روایت کی ہے۔

۲۔ دوری حدیث میں آخری راوی زیر ہے چون کہ دونوں احادیث میں راویوں میں یکجہتی اور اشتراک پایا جاتا ہے اس لئے یہ خیال کیا گیا ہے کہ یہ زیر بھی وہی زیر ابو ہالہ ہے۔ اسی لئے دوسری حدیث کو بھی زیر ابو ہالہ کے حالات کی وضاحت میں ذکر کیا گیا ہے۔

۳۔ ابو حاتم رازی نے زیر ابو ہالہ کی حدیث کو سیف بن عمر سے نقل کیا ہے اسی دانشور کا بیٹا — ابن ابی حاتم رازی (وفات ۳۲۷ھ) — اپنی کتاب جرح و تعدیل میں تاکید کرتا ہے کہ زیر ابو ہالہ کی حدیث صرف سیف بن عمر سے نقل ہوئی ہے۔

۴۔ ابن جوزی (وفات ۷۹۹ھ) نے اپنی کتاب موضوعات میں سیف کی حدیث نقل کی ہے لیکن اس میں زبیر کے باپ کا نام نہیں لیا ہے۔

۵۔ ابن حجر (وفات ۸۵۲ھ) نے اپنی کتاب الاصابہ میں سیف کی حدیث ابن جوزی کی موضوعات سے نقل کی ہے۔ لیکن اس میں زبیر کے باپ کا نام نہیں لیا ہے۔
مندرجہ بالا علماء نے مذکورہ حدیث کو اپنی سند سے سیف سے نقل کیا ہے۔

۶۔ نجیری (وفات ۴۵۲ھ) نے اپنی کتاب فوائد میں سیف کی حدیث کو ابن ابی ہالہ کی وضاحت کرتے وقت رازی سے نقل کیا ہے۔

چوں کہ تصور یہ کیا گیا ہے کہ دوسری حدیث میں زبیر وہی زبیر ابو ہالہ ہے لہذا درج ذیل علماء نے دوسری حدیث زبیر ابو ہالہ کے حالات کے سلسلے میں درج کی ہے:

۷۔ ابن مندہ (وفات ۳۹۵ھ) نے کتاب ”اسماء الصحابة“ میں -

۸۔ ابونعیم (وفات ۴۳۰ھ) نے کتاب ”معرفۃ الصحابة“ میں -

۹۔ ابن اثیر (وفات ۶۰۳ھ) نے کتاب اسد الغابہ میں -

۱۰۔ ذہبی (وفات ۷۴۸ھ) نے کتاب التجرید میں -

۱۱۔ ابن حجر (وفات ۸۵۲ھ) نے کتاب الاصابہ میں -

۱۲۔ فیروز آبادی (وفات ۸۱۷ھ) نے کتاب قاموس میں -

۱۳۔ زبیدی (وفات ۱۲۰۵ھ) نے اپنی کتاب تاج العروس میں -

منابع ومصادر

پیغمبر اکرم ﷺ کے دو پروردہ صحابیوں کی حدیث کے منابع ومصادر حسب ذیل ہیں:

(الف)۔ ابو ہالہ کے بیٹوں ”حارث“ و ”زبیر“ کے بارے میں:

- ۱۔ طبری، ۳/۲۳۵۶ و ۳۲۲۹
- ۲۔ ابن ماکولہ کی کتاب اکمال ۱/۵۲۳
- ۳۔ ابن ہشام نے سیرہ ۴/۳۲۱ میں، ابن درید نے اشتقاق ۸/۲۰۸ میں، ابن حبیب نے المحرر ۸-۷۹ و ۲۵۲ میں، بلاذری نے انساب الاشراف ۱/۳۹۰ میں اور ابن سعد نے طبقات میں۔
- ب)۔ صرف زبیر ابوالہ کے بارے میں
- ۱۔ رازی کتاب الجرع والتعدیل ۱/۵۷۹ میں
- ۲۔ نجیری کتاب الفوائد ولمخبر جہ نسخہ عکسی، کتب خانہ حضرت امیر المؤمنین نجف اشرف۔
- ۳۔ ابن جوزی کتاب الموضوعات ۳/۳۰۳ میں۔
- ۴۔ ابو نعیم نے المعرفة الصحابہ ۱/۲۰۰، نسخہ عکسی کتب خانہ حضرت امیر المؤمنین نجف اشرف۔
- ۵۔ ابن اثیر نے اسد الغابہ ۲/۱۹۹، میں۔
- ۶۔ ذہبی نے التجرید ۱/۲۰۲، میں۔
- ۷۔ ابن حجر نے الاصابہ ۱/۵۲۸، میں۔
- ۸ و ۹۔ قاموس وتاج العروس لفظ زبر کی تشریح میں۔

تیسواں جعلی صحابی

طاہر بن ابی ہالہ تمیمی

طاہر، گورنر کے عہدے پر

سیف نے خاندان اسید تمیم کے ابو ہالہ کی نسل سے حضرت خدیجہؓ کے بیٹے کے طور پر پیغمبر خدا ﷺ ایک تیسرے پرورش یافتہ کو خلق کر کے اس کا نام طاہر بن ابی ہالہ رکھا ہے۔ ابو عمر ابن عبدالبر اپنی کتاب استیعاب میں طاہر ابو ہالہ کی تشریح کرتے ہوئے یوں لکھتا ہے: طاہر بن ابی ہالہ ہند اور ہالہ کا بھائی اور ابو ہالہ تمیمی کا بیٹا ہے۔ وہ بنی عبدالدار کا ہم پیمان تھا۔ اس کی والدہ رسول خدا ﷺ کی زوجہ حضرت خدیجہؓ تھیں رسول خدا نے طاہر کو یمن کے بعض علاقوں میں اپنے گماشتہ و کارندہ کے عنوان سے مامور فرمایا تھا۔ طاہر کے بارے میں سیف بن عمر لکھتا ہے: جریر بن یزید جعفی نے ابی بردہ سے اور اس نے ابو موسیٰ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے ہمیں دیگر چار افراد کے ہمراہ ماموریت پر یمن بھیج دیا۔ یہ چار افراد حسب ذیل تھے: معاذ بن جبل، خالد بن سعید، طاہر بن ہالہ اور عکاشہ بن ثور۔ آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ ہم ایک دوسرے کا ہاتھ بٹائیں آنحضرتؐ نے ہمیں سفارش فرمائی کہ لوگوں کے معاملات میں تساہل پسندی اور نرم رویہ سے پیش

آنہیں، رحم دل بنیں اور کسی پر سختی نہ کریں۔ لوگوں کو محبت و نوازش سے اپنی طرف جذب کریں اور غصہ و بداخلاقی سے ان کو اپنے سے دور نہ کریں۔ اس کے علاوہ حکم دیا کہ جب معاذ جبل آپ لوگوں کے پاس پہنچے گا تو اس کی اطاعت کرنا اور نافرمانی سے پرہیز کرنا اور...

ذہبی نے بھی اس روایت کو اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں بعض دخل و تصرف کے ساتھ معاذ جبل کی وضاحت کرتے ہوئے درج کیا ہے:

ابن اثیر اپنی کتاب اسد الغابہ میں اس سلسلہ میں لکھتا ہے:

طاہر، ابو ہالہ کا بیٹا اور ہند کا بھائی خاندان اسید تمیم سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی والدہ خویلد کی بیٹی خدیجہ پیغمبر اسلام ﷺ کی زوجہ ہیں۔

رسول خدا ﷺ نے طاہر کو یمن کے اطراف میں اپنے کارندہ اور گماشتہ کی حیثیت سے ماموریت دی۔ سیف بن عمر اس سلسلے میں لکھتا ہے...

ابن اثیر مذکورہ حدیث کے آخر میں اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ اس حدیث کو ابو عمر ابن عبد البر نے نقل کیا ہے۔

ابن حجر نے اپنی کتاب الاصابہ میں یوں بیان کیا ہے:

طاہر بن ابی ہالہ تمیمی اسیدی ہند کا بھائی اور رسول خدا ﷺ کا پرورش یافتہ ہے، سیف نے اپنی کتاب ”ردہ“ کی جنگ کے آغاز پر ابو موسیٰ سے نقل کر کے ذکر کیا ہے (حدیث مذکور کے آخر تک) اس کے بعد ابن حجر اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے لکھتا ہے:

عبید بن صخر لوزان کے سلسلے میں لکھی گئی تشریح میں بغوی رقمطراز ہے:

جب باذان نے وفات پائی، رسول خدا ﷺ نے اس کی ماموریت کے علاقہ کو حسب ذیل افراد میں تقسیم فرمایا: شہر بن بازام، عامر بن شہر، اور طاہر بن ابی ہالہ... آخر میں لکھتا ہے کہ: مرزبانی نے ”ردہ“ کی جنگ میں طاہر ابو ہالہ کے بارے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں:

میری آنکھوں نے آج تک ایسا دن کبھی نہیں دیکھا، جس دن قبیلہ ”خابث“ کے گروہوں کو اپنی کثافت اور ننگ اور اعمال کی وجہ سے ذلیل و خوار ہونا پڑا۔

خدا کی قسم! اگر اس خدا کی مدد اور یاری نہ ہوتی جس کے سوا کوئی خدا نہیں تو قبیلہ ”خابث“ کے گروہ ہرگز اس طرح در بدر اور پر اکندہ نہ ہوتے!!
ابن حجر ان مطالب کے ضمن میں لکھتا ہے:

خاندان ”ازد“ سے جو پہلا قبیلہ مرتد ہوا وہ ”تہامہ عک“ تھا کہ طاہر نے ان پر حملہ کیا، ان پر غلبہ پا کر شورش و بغاوتوں کو سرکوب کر کے علاقہ میں امن و امان برقرار کیا۔ اس لئے اس علاقے کے مرتدوں کا ”خابث“ یعنی ”ناپاک“ نام پڑا ہے۔

طاہر کی داستان پر بحث و تحقیق

طاہر کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ وہ ابو ہالہ کا بیٹا تھا اور اس کی والدہ رسول خدا ﷺ کی زوجہ حضرت خدیجہ تھیں۔ علماء کے نزدیک اس روایت کے آخذ حسب ذیل ہیں:

سیف کی حدیث کا راوی عبد البر ہے۔ ابن اثیر نے بھی ”طاہر ابو ہالہ“ کا ذکر کرتے وقت سیف کی حدیث پر عبد البر کے ذریعہ متوجہ ہوا ہے، اس نسب شناس دانشور نے عبد البر سے مطالب نقل کر کے اس کی باتوں پر اپنی طرف سے بھی کچھ اضافہ کرتے ہوئے ”ابو ہالہ“ کے شجرہ نسب کو اسید بن تمیم تک پہنچایا ہے۔ ابن اثیر نے ابو ہالہ کو اسید بن تمیم سے وصل کرنے میں علم انساب کے رو سے صحیح راستہ کا انتخاب کیا ہے۔ لیکن اصل مسئلہ میں یہ مشکل موجود ہے کہ ”ابو ہالہ“ کا جب ”طاہر“ نامی کوئی بیٹا نہ تھا تو یہ شجرہ نسب کیسے مفید اور تحقیقت بن سکتا ہے؟! جب ”طاہر“ ہی تحقیقت میں وجود نہ رکھتا ہو تو ایسے ”طاہر“ کے لئے شجرہ نسب کا ثابت کرنا ”ابو ہالہ“ کے لئے کسی بیٹے کو جنم نہیں دے سکتا ہے!

لیکن ابن حجر نے اپنی کتاب ”الاصابہ“ میں ”طاہر ابو ہالہ“ کے بارے میں دو حدیثیں نقل کی

ہیں۔ ان میں سے ایک کے مطابق ”طاہر“ ”بازان“ کا جانشین انتخاب ہوا ہے تاکہ رسول خدا کی طرف سے آپ کے کارندے کی حیثیت سے عہدہ سنبھالے۔ دوسری روایت میں علاقہ ”اعلاب“ کے مرتدوں سے اس کی جنگ اور ”خابث“ کے بارے میں اس کی دلاوریوں پر مشتمل اشعار بیان کئے گئے ہیں۔

ان دو روایتوں میں ابن حجر نے کہیں پر سیف کا نام نہیں لیا ہے۔ لیکن ہم نے تاریخ طبری میں سیف کی احادیث کی تحقیق کے دوران اس کے مآخذ تلاش کئے ہیں جن پر ہم ذیل میں نظر ڈالتے ہیں:

طاہر کے بارے میں سیف کی احادیث

۱۔ ”لوزان انصاری“ کے نواسہ ”عبید بن صخر“ سے سیف نقل کر کے روایت کرتا ہے کہ:

رسول خدا ﷺ نے حجۃ الوداع سے لوٹتے ہوئے ”اھو کو“ ”بازام“۔ جو فوت ہو چکا تھا۔ کی ماموریت کے علاقہ کو.... اور طاہر بن ابی ہالہ کے درمیان تقسیم کیا۔

جیسا کہ بیان ہوا، اس حدیث کو بغوی نے ”عبید صخر“ کے حالات کی تشریح میں بیان کیا ہے اور ابن حجر نے ”بازان“ کے جانشین کے طور پر ”طاہر“ کے انتخاب کے سلسلے میں اسی مطلب کو بغوی سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔

۲۔ اس کے بعد سیف سے متعلق ایک دوسری روایت میں کہا گیا ہے:

جب رسول خدا ﷺ حج کے بعد مدینہ لوٹے تو آپ نے سرزمین یمن کی حکومت اپنے اصحاب کو سونپی..... (یہاں تک کہتا ہے) اور ”عک“ و ”اشعریوں“ پر ”طاہر بن ابی ہالہ“ کو مقرر فرمایا۔
۳۔ آخر میں طبری نے یمنیوں کے ارتداد کے موضوع پر رسول خدا ﷺ کے یمن میں مقرر کئے گئے آپ کے کارندوں کے بارے میں سیف سے نقل کر کے مفصل طور پر بیان کیا ہے کہ ہم

اسے ذیل میں درج کرتے ہیں:

طبری نے سیف سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ کی رحلت کے وقت اسلام کے قلمرو میں آنحضرتؐ کے کارندے حسب ذیل تھے:

مکہ اور اس کے اطراف میں درج ذیل دو افراد مامور تھے:

قبیلہ ”کنانہ“ میں ”عتاب بن اسید“ اور ”عک“ میں طاہر بن ابی ہالہ۔ اس قسم کی تقسیم بندی کا سبب یہ تھا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا تھا، ”عک“ کے کارندے ان کے اپنے قبیلہ یعنی ”معد بن عدنان“ سے انتخاب کئے جائیں۔

طائف اور اس کی سرزمینوں میں حسب ذیل دو افراد کو مقرر فرمایا تھا: ”عثمان بن ابی العاص“ کو شہر نشینوں میں اور ”مالک بن عوف نصری“ کو صحرائیوں کے لئے انتخاب فرمایا تھا۔
نجران اور اس کے اطراف کے علاقوں کے لئے ”عمر ابن حزم“ کو امام جماعت کے طور پر اور ”ابوسفیان حرب“ کو علاقہ کے صدقات جمع کرنے کے لئے مامور فرمایا تھا۔

”عاص“ کے نواسہ ”خالد بن سعید“ کو ”ربیع وزبید“ کی سرزمینوں سے نجران کی سرحدوں تک کے علاقے پر، عامر بن شہر کو ہمدان کے تمام قبائل پر اور ”فیروز دیلمی“ کو ”داذویہ“ و ”قیس بن مکشوح“ کے تعاون سے یمن کے شہر صنعاء پر مامور فرمایا تھا۔

”یعلیٰ بن امیہ“ کو سرزمین جند پر، ”طاہر بن ابی ہالہ“ کو عک کی حکومت کے علاوہ اشعریوں کے قبیلہ پر اور ”ابوموسیٰ اشعری“ کو مارب کی سرزمینوں پر مامور فرمایا تھا۔
اس کے علاوہ ”معاذ بن جبل“ کو معلم احکام اور حاکم شرع کے عنوان سے یمن اور حضرموت کے لئے منصوب فرمایا تھا۔

طبری نے ایک اور روایت میں سیف بن عمر سے نقل کر کے ذکر کیا ہے:

پیغمبر خداؐ نے حضرموت کے اطراف من جملہ قبائل ”سکاسک و سکون“ کے لئے ”عکاشہ بن

ثور“ اور قبائل معاویہ بن کندہ کے لئے ”عبداللہ“ یا ”مہاجر“ کو مامور فرمایا۔

مہاجر بیمار ہوا اور مجبور ہو کر ماموریت پر روانہ نہ ہو سکا لیکن رسول خدا ﷺ کی رحلت کے بعد ابو بکر نے اسے ماموریت پر بھیج دیا۔

رسول خدا ﷺ نے ”زیاد بن لبید“ کو حضرت موت کی ماموریت دی اور یہی زیاد تھا جو مہاجر کی عدم موجودگی میں اس کی ذمہ داری بھی نبھاتا تھا۔

یہ سب گماشتے رسول خدا ﷺ کی رحلت تک اپنی اپنی جگہوں پر فرائض انجام دیتے رہے۔ صرف ”بازام“ کی وفات کے بعد رسول خدا ﷺ نے اس کی ماموریت دوسرے لوگوں میں تقسیم فرمائی۔

رسول خدا ﷺ کی رحلت کے بعد ”اسود غنسی“ نے ”شہر بن بازام“ کی ماموریت کے علاقہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔

۴۔ طبری نے سیف سے نقل کر کے ”اسود غنسی“ کی خبر کے بارے میں یوں لکھا ہے:
 ”اسود غنسی“ نے جب پیغمبری کا دعویٰ کرنے کے بعد نجران پر حملہ کیا اور ”عمر بن حزم“ و ”خالد بن سعید“ کو وہاں سے بھگا دیا تو یہ دونوں مدینہ بھاگ گئے اور ”اسود“ نے نجران پر قبضہ کر لیا۔
 نجران پر قبضہ کرنے کے بعد اسود نے صنعاء کی طرف رخ کیا اور ”شہر بن بازام“ جو صنعاء کا حکم تھا۔ کو قتل کر ڈالا۔ ”حازن صلی“ ڈور کے مارے بھاگ کر ”اسود غنسی“ کے پاس ”مما ربنا“ پہنچا اور وہاں سے دونوں خوف و وحشت کی وجہ سے بھاگ کر حضرت موت کی طرف چلے گئے!! ان کے بھاگنے کی وجہ سے اسود نے یمن کے پورے علاقہ پر قبضہ جمالیا۔

اسود سے ڈر کے یمن میں مامور رسول خدا ﷺ کے دوسرے کارندے اور گماشتے بھی وہاں سے فرار کر کے ”حک“ کے اطراف میں صنعاء کے پہاڑوں کی طرف چلے گئے جہاں پر ”طاہر ابو ہالہ“ ٹھکانا لگائے بیٹھا تھا۔

اس کے بعد طبری نے رسول خدا ﷺ کے کارندوں کی روایت کے آخر میں ان کی مأموریت کے حدود کے بارے میں ذکر ہوئی روایت اور ”اخابث“ کی خبر کے بارے میں یوں لکھا ہے:

پیغمبر خدا ﷺ کی رحلت کی خبر پھیلنے کے بعد ”تہامہ“ کے جس علاقے میں سب سے پہلے گڑ بڑ اور بغاوت پھیلی، وہ ”عک“ اور ”اشعری“ قبائل تھے۔ وہ آپس میں جمع ہو کر ”اعلاب“ جو سمندر کے راستے پر واقع ہے۔ میں تاک لگا کر بیٹھ گئے۔

”طاہر بن ابی ہالہ“ نے اس موضوع کی رپورٹ ابو بکر کو بھیجی اور اس کے بعد اپنے سپاہیوں کے ساتھ ”مسروق علی“ کے ہمراہ باغیوں کی طرف روانہ ہوا اور ان کے ساتھ گھسان کی جنگ لڑی۔ اس جنگ میں ان کے کشتوں کے ایسے پتے لگائے کہ سارے بیابان میں ان کی لاشوں کی بدبو پھیل گئی۔ سرانجام مشرکین نے شکست کھائی، علاقہ شریپندوں سے پاک ہوا اور امن و امان برقرار ہوا۔ رسول خدا کے بعد طاہر ابو ہالہ کے ہاتھوں مرتدوں کی یہ شکست مسلمانوں کی ایک عظیم کامیابی تھی۔

ابو بکر نے طاہر کی طرف سے اس کامیابی کی نوید پر مشتمل خط کے پہنچنے سے پہلے ہی اس خط کے جواب میں لکھا:

تمہارا خط مجھے ملا، جس خط میں تو نے اپنی اختیار کی گئی راہ اور ”مسروق“ اور اس کے خاندان سے اناث (ناپاکوں) کے خلاف لڑنے میں جو مدد کرنے کا ذکر کیا تھا یہ ایک اچھا کام تھا اسی راہ پر آگے بڑھو اور ان ناپاکوں کو آرام سے سانس لینے کی فرصت نہ دو، اس کے بعد ”اعلاب“ جا کر رکن اور میرے خط کا انتظار کرنا۔

چونکہ ابو بکر نے اس جگہ پر باغیوں کو ”اخابث“ (ناپاک) کا نام دیا ہے لہذا یہ جگہ آج تک طریق الاخابث (ناپاکوں کی گزرگاہ) سے مشہور ہے۔ اور ”طاہر بن ابی ہالہ“ نے اس سلسلہ میں یہ اشعار کہے ہیں:

خدا کی قسم اگر اس خدا کی مدد نہ ہوتی جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے تو قبیلہ
عشا عث ہرگز وادیوں میں در بدر نہ ہوتے!
میری آنکھوں نے آج تک ایسا دن کبھی نہیں دیکھا، جس دن قبیلہ ”اخابث“
کے گروہ کو ذلیل و خوار ہونا پڑا۔

ہم نے ان کو کوہ خامر کی چوٹی اور سرخ زمینوں کی کھاڑیوں کے درمیان تہ تیغ
کر کے رکھ دیا۔

اور ہم ان سے چھینی ہوئی دولت کے ساتھ لوٹے اور ان کے شور و شر پر کوئی
توجہ نہ کی۔

طبری نے اس داستان کو جاری رکھتے ہوئے لکھا ہے:

طاہر نے مسروق اور قبیلہ عک کے دوسرے لوگوں کے ساتھ دریائے اخابث کے ساحل پر
کیمپ لگا دیا اور وہیں پر ابو بکر کے حکم کا انتظار کرنے لگا۔

(یہ روایت اسی خبر کا مآخذ ہے جسے ابن حجر نے مرزبانی سے نقل کر کے اپنی کتاب میں درج

کیا ہے)

۵۔ طبری اس داستان کے آخر میں سیف سے نقل کر کے لکھا ہے:

ابو بکر نے طاہر اور مسروق کو حکم دیدیا کہ صنعاء جا کر ”احرار“ نامی ایران نسل کے لوگوں کی

مدد کریں

”طاہر ابو ہالہ“ کے بارے میں سیف سے نقل کی گئی جس روایت کو ہم نے طبری کے ہاں وہ

یہی تھے جس کا ذکر ہوا۔

سیف سے نقل کی گئی طبری کی روایت کے پیش نظر یا قوت حموی نے ”اخابث“ کی جغرافیائی

موقعیت کے بارے میں تشریح کرتے ہوئے یوں لکھا ہے:

”اخابث“ گویا ”احبث“ کا جمع ہے! ”بنوعک بن عدنان“ کا خاندان،

پیغمبر خدا ﷺ کی رحلت کے بعد نافرمانی کر کے مرتد ہوا اور منطقہ

”اعلاب“۔ جہاں ان کی سرزمین تھی۔ میں بغاوت کی.... (یہاں تک لکھا

ہے کہ:) طاہر ابو ہالہ نے اعلاب میں ان کے ساتھ مقابلہ کیا اور گھمسان کی

جنگ کے بعد ان سبوں کو قتل کر ڈالا۔ ابوبکر نے طاہر کی طرف سے اس فتح

کی نوید پہنچنے سے پہلے ہی اس طرح لکھا... (تا آخر)

حموی نے ابوبکر کے خط کو نقل کرنے کے بعد۔ جس کا متن اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

احادیث کے بارے میں اپنی بات کو یوں خاتمہ بخشنا ہے۔

اس طرح عکبوں اور ہم فکر دوست و یادروں کو اسی دن سے آج تک اخابث کہا جاتا ہے اور

ان کے اس منطقہ کی گزرگاہ کو بھی طریق الاخابث کہا جاتا ہے۔ طاہر ابو ہالہ نے اس سلسلے میں یہ اشعار

کہے ہیں... (وہی اشعار جو اوپر درج ہوئے ہیں)

اس طرح حموی نے سیف کی باتوں پر اعتماد کر کے اخابث کو ایک خاص منطقہ کے نام کے

طور پر اپنی جغرافیہ کی کتاب میں ثبت کیا ہے اور سیف کی اس عین عبارت کو (اور ان کے منطقہ کی

گزرگاہ کو آج تک طریق الاخابث کہا جاتا ہے) اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

حموی کی کتاب ”معجم البلدان“ میں لفظ اخابث کے سلسلے میں سیف کا یہی آخری جملہ

قارئین کے لئے یہ شک و شبہ پیدا کرتا ہے کہ یہ بات حموی کی ذاتی تحقیقات کا نتیجہ ہے کہ وہ تاکید کرتا

ہے کہ یہ گزرگاہ ابھی بھی گزرگاہ اخابث کے نام سے مشہور ہے اور خود حموی نے اس جگہ کا نزدیک سے

مشاہدہ بھی کیا ہوگا جب کہ ہم نے ملاحظہ کیا کہ یہ جملہ من وعن سیف کا نقل قول ہے، نہ کہ حموی کی

تحقیقات کا نتیجہ!۔

پھر بھی حموی سیف کی باتوں کے پیش نظر اس پر اعتماد کر کے لفظ اعلاب کے بارے میں

لکھتا ہے:

علاء خاندان عک و عدنان کی سرزمین کو کہا جاتا ہے جو مکہ اور سمندر کے ساحل کے درمیان واقع ہے، اس کا نام ردہ کے واقعات میں بیان ہو چکا ہے۔

اس کے علاوہ لفظ خامر کے بارے میں سیف کی باتوں سے استفادہ کر کے لکھتا ہے:

خامر حجاز میں عک کی سرزمینوں میں ایک پہاڑ ہے جس کی توصیف میں طاہر بن ابی ہالہ نے یہ اشعار کہے ہیں:

ہم نے ان کو کوہ خامر کی چوٹی اور سرخ زمینوں میں کھودی گئی کھاڑیوں کے درمیان موت کے گھاٹ اتار دیا۔

عبدالمومن نے بھی حموی کے مطالب کے پیش نظر سیف کے انہی خیالی مقامات کو اپنی کتاب مرصد الاطلاع میں حموی سے نقل کر کے ان کی وضاحت کی ہے۔

ابن اثیر، ابن کثیر اور ابن خلدون نے بھی طاہر ابو ہالہ کی روایت کو طبری سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔

علامہ مرحوم سید عبدالحسین شرف الدین نے بھی ان کتابوں میں درج طاہر سے متعلق روایتوں پر اعتماد کر کے طاہر ابو ہالہ کو حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ اور رسول خدا ﷺ کے صحابی کے طور پر درج کیا ہے۔

اس طرح سیف کے افسانوی طاہر ابو ہالہ کی روایت اسلامی مآخذ اور منابع کے متون میں درج ہوئی ہے، ہم طاہر سے متعلق روایتوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔ ابو ہالہ اور حضرت خدیجہ کے لئے طاہر نامی ایک بیٹے کے وجود کا مسئلہ، سیف کے اس دعوے کے بے بنیاد ہونے کے سلسلے میں ہم نے اسی طاہر کے دوسرے دو بھائی حارث اور زبیر کی نفی میں ثابت کر دیا ہے اور کہا ہے کہ جب ام المومنین حضرت خدیجہ نے

پیغمبر اکرم ﷺ کے گھر میں قدم رکھا تو اس وقت ان کے ہمراہ ابو ہالہ سے ہند کے علاوہ کوئی اور بیٹا نہیں تھا۔

۲۔ دوسرا موضوع رسول خدا ﷺ کی حیات کے آخری دنوں میں طاہر کا چند اصحاب کے ہمراہ آنحضرتؐ کے کارندے کے طور پر مامور ہونا ہے ہم نے اس سلسلے میں تحقیق کرنے کے لئے سیف کے علاوہ دوسرے مآخذ و منابع کی طرف رجوع کیا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ ابن ہشام و طبری نے ابن اسحاق کی روایت سے رسول خدا ﷺ کے ۱۰ اہل کے کارندوں کی تعداد اور ان کے نام حسب ذیل ذکر کئے ہیں۔

پیغمبر خدا ﷺ نے ۱۰ اہل میں اسلام کے قلمرو میں مندرجہ ذیل گورنروں اور کارندوں کو مامور فرمایا ہے:

مہاجر بن ابی امید کو صنعاء کی ماموریت دی جو کہ اسود عنسی کے دعوائے نبوت اور بغاوت کے وقت بھی ماموریت انجام دے رہا تھا۔

زیاد بن لبید کو حضرموت کے لئے مامور فرمایا اور حکم دیا کہ اس علاقے کے صدقات کو بھی جمع کرے۔

عدی بن حاتم کو قبائل طے اور بنی اسد کے لئے کارندہ اور صدقات جمع کرنے کی ماموریت دے دی۔

مالک نویرہ کو بنی حنظلہ کے صدقات جمع کرنے کی ذمہ داری سوچی بن سعد کے صدقات جمع کرنے کی ذمہ داری اسی خاندان کے دو افراد، زبرقان بدر اور قیس بن عاصم کے ذمہ کی اور ان میں سے ہر ایک کو اس علاقے کے ایک حصہ کی ذمہ داری سوچی۔

اعلاء حضرمی کو بحرین کے صدقات جمع کرنے کی ذمہ داری سوچی اور علی ابن ابی طالبؑ کو

نجران کے صدقات اور وہاں کے عیسائیوں سے جزیہ وصول کرنے کی مسئولیت بخشی۔ (الف)
 جب ۱۱ھ میں ذیقعدہ کا مہینہ آیا تو رسول خدا ﷺ حج کا فریضہ انجام دینے کے لئے مکہ کی طرف عازم ہوئے اور حکم فرمایا کہ دوسرے لوگ بھی اس سفر میں آپ کی ہمراہی کریں۔
 اس کے بعد طبری اور ابن ہشام نے راوی سے نقل کر کے حضرت علی علیہ السلام کی نجران سے واپسی، مکہ میں رسول خدا ﷺ سے ملحق ہو کر آنحضرتؐ کے ساتھ فریضہ حج انجام دینے کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ کے مدینہ لوٹنے اور ماہ صفر میں آپؐ کی رحلت کے واقعات کو ترتیب سے ذکر کیا ہے۔

مختصر تحقیق اور موازنہ

سیف نے اپنی روایت میں پیغمبر اکرم ﷺ کے سولہ کارندوں اور گماشتوں کا نام لیا ہے جب کہ ابن اسحاق کی روایت میں ان افراد کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ اسی طرح پیغمبر خداؐ کے چند حقیقی کارندوں کے نام جو ابن اسحاق کے ہاں پائے جاتے ہیں سیف کی روایت میں دکھائی نہیں دیتے۔
 سیف نے اپنے خیالی طاہر کے لئے سرزمین مکہ اور یمن کے ایک وسیع علاقے کو اس کی ماموریت کے حدود کے طور پر معین کیا ہے جو تاریخی حقائق کے ساتھ کسی صورت میں مطابقت نہیں رکھتا۔

سیف نے طاہر کی داستان عک اور اشعریوں کے سلسلے میں جو روایت نقل کی ہے وہ مکمل طور پر افسانہ اور جھوٹ ہے اور اس کی روایت میں جنگ کی کمانڈ، میدان کا رزار، دلاوریوں کے اشعار، خط و کتابت خون ریز جنگ، بے رحمانہ قتل عام اور خاٹ، اعلاب و خامر کی نام گزاری کا ذکر کیا

(الف)۔ رسول خدا ﷺ نے امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو جس جمع کرنے کے لئے یمن بھیجا۔ اس سلسلے میں ہماری تحقیق کا نتیجہ ہماری کتاب ”مرآة العقول“ کے مقدمہ (صفحہ ۸۱) میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

گیا ہے جب کہ تاریخ کے قابل اعتبار و اہم منابع و مصادر میں ان کا کہیں نام و نشان نہیں ملتا جس کے ذریعہ ہم اس کا مقابلہ و موازنہ کر سکیں۔ کیوں کہ یہ داستان دوسری صدی ہجری کے افسانہ نگار سیف بن عمر تہمی کے سراسر جھوٹ، بہتان اور توہمات کے علاوہ کچھ نہیں ہے!

داستان کے مآخذ کی پڑتال

ہم نے سیف کی پانچ روایتوں میں طاہر ابو ہالہ کی داستان کو پایا۔ ان میں سے چار روایتوں کو طبری نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے اور اس کے بعد دیگر تاریخ نویسوں نے طاہر کی داستان کو طبری سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں ثبت کیا ہے۔

طاہر کے بارے میں سیف کی پانچویں روایت بھی کتاب استیعاب میں درج ہوئی ہے۔ بعض علماء نے اس روایت کو اس سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔

ان روایتوں کے مآخذ حسب ذیل ہیں:

۱۔ سیف نے اپنی دور روایتوں کے مآخذیوں بیان کئے ہیں سہل بن یوسف نے اپنے باپ سے یہ دونوں راوی سیف کے تخیل کی مخلوق ہیں اور حقیقت میں ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔ ایک اور روایت میں سہل نے قاسم سے روایت کی ہے۔ جن کے بارے میں ہم نے پہلے ہی بتایا ہے کہ علم رجال کی کتابوں میں ان کا کوئی سراغ نہیں ملتا اس لئے کہ ان کا بھی حقیقت میں کوئی وجود نہیں ہے۔

۲۔ دور روایتوں میں عبید بن صخر بن لوذان کو راوی کے طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ ہم عبید کے حالات کے بارے میں اس کتاب کی اگلی جلدوں میں سیف کے افسانوی تخلیقات کے ضمن میں بحث و تحقیق کریں گے۔

۳۔ ایک روایت میں جریر بن یزید جعفی کو بھی راوی کے طور پر چھوایا گیا ہے، ہم نے اس نام کو رجال اور راویوں کی کتابوں میں سے کسی ایک میں بھی نہیں پایا۔ اس لئے ہم اسے بھی سیف کے تخیل

کی مخلوق جانتے ہیں۔

۴۔ اس کے علاوہ ان روایتوں کے راویوں کے طور پر دو مجہول الہویہ افراد ابو عمر اور مولیٰ ابراہیم بن طلحہ کا نام بھی لیا گیا ہے اور اس قسم کے مجہول الہویہ افراد کی پہچان کرنا ناممکن ہے۔

۵۔ اسی طرح سیف محققین اور علماء کو حیرت و پریشانی میں ڈالنے کے لئے ایسے راویوں کے ضمن میں کہ جنہیں خدا نے ابھی خلق ہی نہیں کیا ہے چہ جائے کہ پہچانا جائے، بعض حقیقی اور مشہور راویوں کا بھی نام لے کر اپنی روایت کے مآخذ کے طور پر پیش کرتا ہے۔ لیکن سیف کے بارے میں گزشتہ تجربہ کے پیش نظر ہم سیف کے جھوٹ کے گناہوں کو ان راویوں کی گردن پر ڈالنا نہیں چاہتے

گزشتہ بحث کا ایک خلاصہ

ہم نے طاہر ابو ہالہ کی داستان کو سیف کی پانچ روایتوں میں پایا جو ایک دوسرے کی مکمل اور ناظر ہیں۔

ابن عبد البر نے اپنی کتاب استیعاب میں مذکورہ پانچ روایتوں میں سے ایک کو نقل کیا ہے اور ذہبی نے اسے سیر اعلام النبلاء میں اور ابن اثیر نے اسی روایت کو استیعاب سے نقل کر کے اسد الغابہ میں درج کیا ہے۔

اس کے علاوہ ابن اثیر نے اپنی بات کی ابتدا میں طاہر سے روایت کر کے ابو ہالہ کا شجرہ نسب اس طرح بیان کیا ہے کہ انسان خیال کرتا ہے کہ حقیقت میں کوئی طاہر تھا جس کا نسب اسد بن عمرو تميمی تک پہنچتا ہے۔

طبری نے بھی طاہر کے بارے میں سیف کی روایتوں میں چار روایتوں کو اپنی تاریخ کی کتاب میں درج کیا ہے اور بغوی نے ان چار روایتوں میں سے ایک کو عبید بن صخر کی تشریح میں نقل کیا ہے۔

مرزبانی نے بھی اپنی کتاب معجم الشعراء میں سیف بن عمر کی باتوں سے استفادہ کر کے اخابث کی داستان اور طاہر کے رزمینہ اشعار کو درج کیا ہے۔

ابن حجر نے طاہر کی داستان کو ابن عبد البر کی استیعاب اور مرزبانی کی معجم الشعراء اور تاریخ بغوی سے نقل کر کے اپنی کتاب الاصابہ میں درج کیا ہے۔

جغرافیہ شناس دانشور حموی اعلا ب، خامر اور اخابث جیسے الفاظ کی تشریح میں اپنی کتاب معجم البلدان میں سیف کی احادیث کے مطابق طاہر کا نام اور اس کے اشعار اپنے دعوے کے شاہد کے طور پر لائے ہیں۔ عبد المؤمن صاحب کتاب مراصد الاطلاع نے مذکورہ مقامات کی تشریح کو حموی سے لیا ہے۔ لیکن مندرجہ ذیل حقائق کے پیش نظر یہ تمام احادیث و اخبار، متن، آخذ اور اس کا رول ادا کرنے والے سب کے سب جعلی اور بالکل جھوٹ پڑتی ہیں۔

سیف کی روایتوں کے مطالب

طاہر کے بارے میں سیف کی روایتیں درج ذیل تین مطالب پر مشتمل ہیں:

۱۔ طاہر، خدیجہ کا بیٹا:۔ سیف نے رسول خدا ﷺ کی زوجہ حضرت خدیجہ کے لئے اس کے پہلے شوہر ابو ہالہ سے طاہر نام کا ایک بیٹا خلق کرتا ہے۔ ہم نے اس کے دوسرے دو بھائیوں ”حارث“ و ”زبیر“ کے بارے میں جو تحقیق کی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدیجہ کا اس کے پہلے شوہر ابو ہالہ سے ہند کے علاوہ کوئی دوسرا بیٹا ہی نہیں تھا !

۲۔ طاہر، رسول خدا کا گماشتہ:۔ تمام تاریخ نویسوں نے پیغمبر اکرم ﷺ کی حیات کے آخری دنوں میں اسلام کے قلمرو میں مختلف مناطق میں آنحضرتؐ کے منصوب کئے گئے گماشتوں اور کارندوں کا نام لیا ہے، لیکن ان میں نہ طاہر ابو ہالہ کا کہیں نام ہے اور نہ ہی رسول خداؐ کے لئے جعل کئے گئے سیف کے کارندوں کا کہیں ذکر ہے۔ انشاء اللہ ہم اس سلسلے میں مناسب موقع پر مزید تشریح

کریں گے۔

اس کے علاوہ ہم نے پہلے کہا ہے کہ معتبر تاریخ نویسوں نے لکھا ہے کہ مہاجر امیہ رسول خداؐ کی طرف سے صنعاء میں مامور تھا یہاں تک کہ پیغمبری کا مدعی ”اسود عسی“ نے اس پر حملہ کر کے اسے اقتدار سے ہٹا دیا۔ لیکن سیف کہتا ہے، ”مہاجر“ بیمار ہوا اور ماموریت کی جگہ پر نہ جاسکا بلکہ کسی دوسرے شخص نے اس کی ذمہ داری انجام دی اور رسول خدا ﷺ کی وفات اور مہاجر کی صحت یابی کے بعد خلیفہ ابوبکر نے اسے ماموریت کی جگہ پر روانہ کیا۔

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ سیف اپنے قبیلہ تمیم اور مضر کے لئے فخر و مباہات کسب کرنے کی فکر میں ہے۔ یہی جذبہ اسے مجبور کرتا ہے کہ ابوسفیان اور اس کے ہم فکروں کے لئے عہدے اور مقام خلق کرے اور رسول خدا ﷺ کے ہاں ان کو کارندے کی حیثیت تفویض کر کے خاندان بنی عمر کو عزت و افتخار بخشے۔

لیکن ہمیں یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کونسے عوامل سیف کے لئے اس امر کے محرک بن گئے کہ وہ مہاجر امیہ اور پیغمبرؐ کے دیگر گماشتوں کی روایت میں تحریف کرے؟! کیونکہ یہ روایت ظاہر اسیف کے لئے کسی قسم کا افتخار ثابت نہیں کرتی، مگر یہ کہ ہم، اس کا زندگی اور دشمن اسلام ہونا اس امر کا سبب مان لیں! اور اس طرح وہ محققین اور تاریخ نویسوں کے لئے پیغمبر خدا ﷺ کے گماشتوں اور کارندوں سے متعلق روایتوں کو مشکوک اور ناقابل اعتبار بنا کر ان کی قدر و منزلت کو گھٹا دے۔

۳۔ **اخابث کا علاقہ :-** سیف کے کہنے کے مطابق قبائل ”عک“ اور ”اشعری“ مرتد

ہو کر بغاوت کرتے ہیں۔ ”ظاہر“، مقام خلافت کے کسی حکم اور مرکز خلافت سے فوجی مدد کا انتظار کئے بغیر مذکورہ قبائل پر حملہ کرتا ہے، ان کے کشتوں کے پستے لگاتا ہے، اور علاقہ کو ”خابث“، یعنی ناپاکوں کے وجود سے پاک و صاف کرتا ہے۔ یہی امر سبب بن جاتا ہے کہ ڈر کے مارے فرار کرنے والے

پیغمبر خدا ﷺ کے دوسرے گماشتے اور کارندے اس تمیمی پہلوان کے ہاں پناہ لے کر اطمینان کا سانس لیں، جب کہ ان مطالب میں سے کچھ بھی صحیح نہیں ہے اور سب کے سب جھوٹ اور افسانہ ہے۔ قابل اعتبار اسلامی مصادر میں یہ مطالب کہیں درج نہیں ہوئے ہیں۔ بلکہ یہ سب دوسری صدی ہجری کے افسانہ گو سیف بن عمر تمیمی کے تخیل کے خلق کئے گئے افسانے ہیں تاکہ اس طرح وہ اپنے خاندان تمیم کے لئے ہر ممکن طور پر فخر و مباہات کسب کر سکے۔

طاہر کی داستان کے نتائج

۱۔ خاندان بنی عمرو اور پیغمبر خدا ﷺ کی پہلی زوجہ حضرت خدیجہ سے رسول خدا ﷺ کے تیسرے پروردہ ”طاہر ابو ہالہ“ کی تخلیق۔

۲۔ پیغمبر خدا ﷺ کے لئے ایک گماشتہ تخلیق کرنا تاکہ آنحضرتؐ کے دیگر گماشتوں کے ضمن میں اس کا نام لیا جائے۔

۳۔ پیغمبر اسلامؐ کے لئے خاندان تمیم سے ایک فرماں بردار صحابی خلق کرنا تاکہ آنحضرتؐ کے دوسرے اصحاب کی فہرست میں اس کا نام درج کیا جائے۔

۴۔ خاندان تمیم میں سے ایک شاعر خلق کرنا تاکہ اس کا نام دوسرے شعراء اور دلاوریاء بیان کرنے والوں میں شامل ہو جائے۔

۵۔ خیالی میدان کارزار اور ”ردہ“ کی جنگوں کے نام سے فرضی جنگوں کے نقشے کھینچنا، تاکہ ایک طرف سے عربوں کے دلوں میں اسلام کی نسبت ضعف و ناتوانی ایجاد کرے اور دوسری جانب سے ان کی بے رحمی اور سنگدلی دکھائے جیسا کہ اپنے دشمنوں کے کشتوں کے پشتے لگا کر میدان کارزار کو لاشوں کی بدبو سے ناقابل تنفس بنانا، تاکہ اس طرح اسلام کے دشمنوں کے لئے ایک دلیل بن جائے

کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔

۶۔ سیف کے خلق کئے گئے دلاوری کے اشعار اور سیاسی و سرکاری خط و کتابت کو ادب اور اسلامی سیاست کی کتابوں میں درج کرانا۔

۷۔ کچھ جگہیں جیسے، ”اعلاب“، ”اخابث“، اور ”خامر“ وغیرہ خلق کی ہیں تاکہ جغرافیہ کی کتابوں میں انہیں جگہ ملے۔ سرانجام ان سب چیزوں کو سیف نے اپنے خاندان تمیم، خاص کر قبیلہ اسید کے لئے فخر و مباہات کے طور پر ایجاد کیا ہے تاکہ قبائل فطانی اور یمانیوں کو نیچا دکھا سکے۔

افسانہ طاہر کی اشاعت کا سرچشمہ

الف)۔ سیف کے افسانوں کے راوی:

سیف نے، ”طاہر“ کو پانچ روایتوں کے ذریعہ جعل کیا ہے اور ان روایتوں کو حسب ذیل راویوں سے نقل کیا ہے:

۱۔ سہل بن یوسف، اپنے باپ سے دور روایتوں میں۔

۲۔ سہل بن یوسف، قاسم سے ایک روایت میں۔

۳۔ عبید بن صخر بن لوزان، دور روایتوں میں۔

۴۔ جریر بن یزید جعفی، ایک روایت میں۔

یہ سب راوی سیف کے تخیل کی مخلوق ہیں اور حقیقت میں وجود نہیں رکھتے۔ اسی طرح روایت کے مآخذ کے طور پر ایسے نامعلوم افراد، راوی کے عنوان سے ذکر کیا ہے جن کو پہچاننا ممکن نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بعض معروف اور مشہور راوی کا نام بھی لیتا ہے مگر ہم ہرگز سیف کے گناہوں کو ان

کی گردن پر ڈالنا نہیں چاہتے۔ جب کہ ہمیں معلوم ہے کہ یہ افسانہ صرف اور صرف سیف کا خلق کیا ہوا ہے۔

ب۔ طاہر ابو ہالہ کے افسانہ کو سیف سے نقل کرنے والے علماء:
مندرجہ ذیل علماء نے طاہر ابو ہالہ کی روایت کو بلا واسطہ سیف سے نقل کر کے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے:

- ۱۔ طبری نے اپنی تاریخ میں سند کے ساتھ سیف بن عمر سے۔
- ۲۔ ابن عبد البر نے استیعاب میں سند کے ساتھ سیف سے۔
- ۳۔ بغوی نے معجم الصحابہ میں سند کے ساتھ سیف سے۔
- ۴۔ حموی نے معجم البلدان میں سند ذکر کر کے بغیر۔
- ۵۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں۔
- ۶۔ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں استیعاب سے سیف بن عمر کے نام کی صراحت کے ساتھ۔
- ۷۔ عبد المومن نے مراصد الاطلاع میں حموی کی کتاب معجم البلدان سے۔
- ۸۔ ذہبی نے سیر النبلاء میں براہ راست سیف بن عمر سے۔
- ۹۔ پھر ذہبی نے کتاب التجرید میں کتاب اسد الغابہ سے۔
- ۱۰۔ ابن حجر نے ”الاصابہ“ میں مرزبانی کی کتاب ”معجم الشعراء“ سے اور براہ راست سیف بن عمر سے بھی۔

۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵۔ ابن اثیر، ابن کثیر، ابن خلدون، اور میر خواند، ہر ایک نے الگ الگ افسانہ طاہر

کو طبری سے نقل کر کے اپنی تاریخ کی کتابوں میں درج کیا ہے۔

یہاں تک سیف بن عمر کے قبائل تمیم سے جعل کئے گئے ۲۳، اصحاب کے سلسلے میں بحث و تحقیق مکمل ہوئی۔

بارگاہ الہی سے دعا ہے کہ ہمیں توفیق عنایت فرمائے کہ ہم دوسرے جعلی اصحاب اور سیف کے افسانوں کے بارے میں بحث و تحقیق کا نتیجہ علماء اور محققین کی خدمت میں پیش کریں۔ مزید تمنا ہے کہ خدائے تعالیٰ مومنین کو بھی اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا کرے خدائے تعالیٰ ہماری اس ادنیٰ کوشش کو قبول فرمائے۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

مرضی العسکری

بغداد ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ

مآخذ و مدارک

ابومفزر

اسود بن قطبہ:

اسود کے حالات: ”مؤتلف وارقطنی، اکمال ابن ماکولا، اصابہ ابن حجر (۱۱۴۱) اور تاریخ دمشق، قلمی نسخہ“ میں

ابومفزر، اسود بن قطبہ، خالد کے ساتھ:

طبری، ۲۰۳۶/۱-۲۰۳۷/۱، ۲۰۷۲/۱، ۲۰۷۳/۱

”امغیشیا، زمیل، الٹنی، کی تشریح، یاقوت حموی کی مجمع البلدان میں۔

ابومفزر شام میں:

تاریخ ابن عساکر میں ”زیاد“ کے حالات کی تشریح۔

یرموک کی جنگ (۵۵۲/۱) تاریخ ابن عساکر (۴۷۳/۳) تہذیب (۱۵۷/۷) تاریخ ابن کثیر

اسود بن قطبہ، عراق و ایران میں:

تاریخ طبری ، ۴ھ کے حوادث (ص ۲۲۷/۶) اور ۱۶ھ کے حوادث (ص ۲۳۳/۳) و
 ص ۲۳۹/۲) ابن اثیر (۳۹۷/۲) و (۶۳/۷) ابن کثیر۔
 مدائن کی تشریح میں اس کے اشعار (۲۸۳/۱) اس طرح بلاذری کی فتوح البلدان ص ۳۶۶
 وینوری کی اخبار الطوال (ص ۱۲۶)۔

ابومفزر کی سرگرمیاں:

تاریخ طبری ، ۴ھ کے حوادث (ص ۲۲۷/۶) اور ۱۶ھ کے حوادث (ص ۲۳۳/۳) و
 ص ۲۳۹/۲) و ابن اثیر (۳۹۷/۲) اور ابن کثیر (۶۳/۷)۔
 معجم البلدان میں ”بہر سیر“ کی تشریح و ”الروض المعطار“ (۲۶/۱) میں مدائن اور فریدون
 کی تشریح۔

ابومفزر:

اصابہ ابن حجر (۱۹۱/۴، نمبر ۱۱۲۱ ق ۳)
 طبری (۲۵۷/۱-۲۵۷/۳)، (۲۶۵۹/۱)
 نہج البلاغہ، شرح ابن ابی الحدید خط نمبر ۹۵، نصر مزاحم کی ”صفین“ (ص ۱۰۶)

نافع بن اسود تمیمی

طبری (۲۳۳/۱ اور ۲۳۷/۲)

ابن اثیر (۴۰۰/۲)

ابن کثیر (۵۸/۱ و ۷۱)

تاریخ ابن عساکر (۵۱۸/۱-۵۱۹) اور اسود کی داستان، کتاب خانہ دمشق میں موجود قلمی نسخہ

اکمال ابن ماکولا (مصر کے دارالکتب میں قلمی نسخہ) ج ۱ ص ۱۹، ۲۹ و ۳۰

ابن حجر کی اصابہ (۵۵۰/۳ نمبر ۸۸۵ ق ۳)

حموی کی ”معجم البلدان“ میں لفظ ”برجان، بسطام، جرجان، رزلیق اور رے“ کی تشریح۔

حمیری (۱۵۴۲) اور (۱۵۵۱)

نصر مزاحم کی ”صفین“

عفیف بن منذر

طبری، طبع یورپ (۱۹۰۸، ۱۹۶۹ و ۱۹۷۳)

ابن اثیر، ابن کثیر اور ابن خلدون میں ”هطلم اور بحرین“ میں ارتداد۔

بلاذری کی فتوح البلدان (ص ۱۱۴)

حموی کی ”معجم البلدان“ مراد ص ۱۸۲ (۱۸۲۲) میں لفظ ”دارین“

ابن حجر کی اصابہ، رازی کی جرح و تعدیل، بخاری کی تاریخ کبیر، تہذیب التہذیب، لسان المیزان

ابن حجر، صفی الدین کی ”خلاصۃ التہذیب“ میں عفیف کی زندگی کے حالات۔

کلاعی کی ”اکتفا“ (ص ۱۴۱، ۱۴۳، ۱۴۶) سے تاریخ ”رودہ“ کے بارے میں اقتباس

کر کے کتاب اغانی (۴۵/۱۳) میں۔

زیاد بن حنظلہ

ابوبکر کے دربارے میں:

طبری (۱۸۸۰-۱۸۷۳ و ۱۸۹۹-۱۸۹۶)

ابن کثیر (۳۱۴/۶)

استیعاب (۱۹۵/۱، نمبر ۸۴۰)

اسد الغابہ (۲۱۵/۲)

تجرید (۲۰۸/۱ نمبر ۱۹۱۶)

ابن حجر کی اصابہ (۵۳۹/۱ نمبر ۲۸۵۲)

بلاذری کی فتوح البلدان (۱۳۱-۱۳۸)

تاریخ ذہبی (۳۴۹/۱-۳۵۲) و (۳۵۸/۱-۳۶۰)

زیاد بن حظلہ جنگوں میں:

طبری (۲۶۳۵-۲۹۰۳ و ۲۳۹۵-۲۴۱۰)

بلاذری کی ”فتوح البلدان“ (۱۴۹-۱۸۴)

ابن کثیر (۳۱۴/۶)

زیاد، گورنر کے عہدے پر:

طبری (۲۶۳۴-۲۶۳۸ و ۲۰۹۳ و ۲۶۶۳)

ابن اثیر (۱۳۷۳)

ابو نعیم کی تاریخ اصفہان (۲۳۱)

زیاد بن حظلہ، امام علیؑ کے حضور میں:

طبری (۲۰۲۵/۱)

اور استیعاب، اسد الغابہ، اصابہ اور تاریخ دمشق میں اس کے حالات کی وضاحت میں۔

حرمہ بن مریطہ، حرمہ بن سلمیٰ

حرمہ کی زندگی کے حالات:

اسد الغابہ (۳۹۸/۱)

تجرید (۱۳۶/۱)

حرقوص کی زندگی کے حالات:

اسد الغابہ (۳۹۶/۱)

اصابہ (۳۲۹/۱) نمبر ۱۶۶۱

حموی کی مجمع البلدان، مرصد الاطلاع، المشترك میں لفظ ”ورکاء، جعراند اور ہر مزرگرد“ کی تشریح

اللباب ۲/۱۳۹ و ۱۲۷۲ (۱۳۹) کی تشریح میں ”عصبی“ کا ترجمہ۔

اغانی (۷۳۳)

اکمال ابن ماکولا (۲۱۲/۶)

سمعی کی ”انساب“ میں لفظ ”العصبی“ نمبر ۱۳۹۲ اور لفظ ”العصبی“

بلاذری کی فتوح البلدان (۵۴۳-۴۷۵)

ربیع بن مطر

ابن حجر کی اصابہ:

ابن حجر کی اصابہ (۵۱۰/۱) نمبر ۲۷۲۹

ربیع کے حالات زندگی:

تاریخ ابن عساکر، قلمی نسخہ، دمشق کے کتابخانہ ”ظاہریہ“ میں۔

تاریخ ابن عساکر (۵۳۵/۱)

ابن ماکولا کی اکمال (۳۵۱/۱ و ۳۳۵/ط)

ذہبی کی تجرید (۱۹۰/۱)

ابن عساکر کی تہذیب (۳۰۶/۵)

ربیع بن افکل

تاریخ طبری (۲۳۸۲-۲۳۷۴/۱)

ابن اثیر (۲۰۳/۲)

ابن کثیر (۷۲-۷۱/۷)

ابن خلدون (۳۳۶/۲)

اصابہ (۴۹۰/۱) نمبر ۲۵۶۹ پہلے حصہ سے۔

بلاذری کی فتوح البلدان (۴۶۵-۴۶۳)

جمہرۃ انساب العرب (۲۴۹)

یاقوت حموی کی ”معجم البلدان“ و ”مرصد الاطلاع“ لفظ ”انطلق“۔

اط بن ابی اط

۱۔ اصابہ (۱۱۸/۱) نمبر ۴۷۷ پہلے حصہ سے

۲۔ طبری (۲۰۵۱/۱ - ۲۰۵۲) و (۴۷۷/ط مصر)

۳۔ حموی کی معجم البلدان اور مراد الصدا لاطلاع میں لفظ ”دریائے اط“

۴۔ طبری (۲۰۵/۱) و (۱۹/۴) طبع مصر

رسول خدا ﷺ کے کارندے

۱۔ طبری طبع یورپ (۱۹۰۸-۱۹۲۹) اللہ کے حوادث میں ”سجاح کا موضوع

اور تمیم“ کے مرتد ہونے کی خبروں میں

۲۔ طبری (۱۹۶۳/۱) بحرین کے ارتداد کی خبر۔

۳۔ طبری (۱۹۲۱-۱۹۲۹) بطاح کی داستان۔

۴۔ طبری (۱۹۲۷-۱۹۲۹) ”مالک نویریہ“ کی داستان۔

۵۔ ابن اثیر (۱۳۵/۲-۱۳۶)

۶۔ تاریخ ابن کثیر (۳۱۹/۷-۳۲۲)

ابن خلدون (۲۸۵/۲، ۲۸۶، ۲۹۲)

۷۔ ابن حجر کی اصابہ (۵۱/۲)

طبری (۱۹۰۹/۱)

۸۔ ابن حجر کی اصابہ (۴۲/۳) ”عوف“ کی زندگی کے حالات

یہی داستان تاریخ طبری (۱۹۱۰/۱) میں۔

ابن اثیر (۱۳۵/۲)، جمہرۃ انساب العرب (ص ۳۳۶)

۹۔ ابن حجر کی اصابہ (۱۴۲/۱) میں ”اوس“ کے بارے میں تشریح۔

اس کی داستان تاریخ طبری (۱۹۱۵/۱)

ابن اثیر کی لباب الانساب (۲۸۵/۳) میں لفظ جیمی۔

- ۱۰۔ ابن اشیر کی اسد الغابہ (۳۹۶/۲) میں سہل بن منجاب کے حالات
تجرید ذہبی (۲۶۶/۱)
ابن حجر کی اصابہ (۸۹/۲)
تاریخ طبری (۱۹۰۹/۱)
- ۱۱۔ ابن حجر کی اصابہ (۵۹۹/۳) میں وکیع بن مالک کے حالات۔ اس کی داستان
تاریخ طبری (۱۹۰۹/۱ - ۱۹۱۵/۱۹۶۳) میں۔ جمہرہ (۲۱۷-۲۲۲) میں بنی
دارم کا نسب۔
- ۱۲۔ حصین کے بارے میں بحث کے مآخذ:
جمہرہ (ص ۲۱۱) میں ”خظلمہ بن تمیم“ کا نسب۔
ابن حجر کی اصابہ (۸/۱ نمبر ۱۱۷۴ حصہ اول حرف ”ح“ میں۔ رسول خدا ﷺ کے جعلی
صحابی ”حصین بن نيار“ کی زندگی کے حالات۔
اس کی داستان تاریخ طبری طبع یورپ (۱۹۱۰/۱ - ۱۹۱۲ و ۲۲۳۵)
- ۱۳۔ سیرۃ ابن ہشام (۲۷۱/۳)
تاریخ طبری (۱۷۵۰/۱)
- ۱۴۔ تاریخ طبری (۱۹۲۷/۱ - ۱۹۲۸)
- ۱۵۔ وفیات الاعیان (۶۶/۵)
- اس کی باقی داستان اور مصادر مفصل طور پر مالک نویری کی داستان میں ہماری کتاب عبد اللہ
ابن سباطیج مصر میں موجود ہے۔
- ۱۶۔ تاریخ طبری (۱۹۱۸/۱)
- ۱۷۔ ابن حزم کی جوامع السیرہ (ص ۲۳۷)

۱۸۔ تاریخ اسلام ذہبی (۲۱/۲)

۱۹۔ بلاذری کی فتوح البلدان (ص ۳۳۱) فتح ”تیری“ کی خبر میں۔

تاریخ طبری (۲۵۳۷)

استیعاب، اسد الغابہ اور اصابہ میں ”عتبہ بن غزوٰان“ اور ”ربیع بن حارث“ کی زندگی کے حالات درج ہیں۔

یا قوت حموی کی معجم البلدان میں لفظ ”مناذر“ و ”دلوٹ“

تمیم کے نمائندے

”اسد الغابہ“ (۲۰۰/۲) میں ”زر“ کے حالات۔

تجرید (۲۰۲/۱)

ابن حجر کی اصابہ (۵۳۰/۱)

اسد الغابہ (۲۰۴/۲) زرین کے حالات۔

ابن حجر کی اصابہ (۵۳۱/۱)۔

اسد الغابہ (۸۵/۱) میں اسود بن ربیعہ کے حالات۔

تجرید (۱۹/۱)۔ اسد الغابہ (۸۷/۱) میں اسود بن عیس کے حالات۔

تجرید (۲۰/۱)

ابن حجر نے بھی اپنی کتاب ”اصابہ“ کے حصہ اول میں اصحاب کے حالات میں

”اسود بن ربیع“ اور ”اسود بن عیس“ کا ذکر کیا ہے۔

”زر“ اور ”اسود“ کا نام اور ان کا شجرہ نسب۔

تاریخ طبری (۲۵۵۶/۱)

ابن اثیر (۴۲۸/۲)

فقیم کا نسب:

جمہرۃ انساب العرب (ص ۲۱۸)

انساب سمعانی (ص ۴۳۱)

اللباب (۲۲۰/۲)

اس کا نمائندہ اور صحابی ہونا:

تاریخ طبری (۱/۲۵۵)

ابن اثیر (۴۲۸/۲)

”اسود“ اور ”زرین“ کی نمائندگی:

اسد الغابہ (۸۵/۱) و (۲۰۴/۲)

اصابہ ابن حجر (۶۰/۱)

تمیم کے نمائندہ:

طبقات ابن سعد (۲۹۳/۱ - ۲۹۵)

مقریزی کی امتاع الاسماع (۴۳۴-۴۳۹)

ابن ہشام (۲۹۶/۳)

عیون الاثر (۲۰۳/۲)

”زر“ جنگوں میں:

”ابلہ“ کی جنگ میں سیف کی حدیث، تاریخ طبری (۲۵/۱) اور سیف کے علاوہ

مورخین کی باتیں تاریخ طبری (۸۲۱-۸۵۲-۸۵۳) میں۔

”جندی شاپور کی صلح:

شہر نہاد کے ”زر“ کے محاصرہ میں آنے کے بارے میں سیف کی روایت تاریخ طبری

(۲۵۶۵-۲۵۶۲/۱)

”زر“ جندی شاپور کی جنگ میں تاریخ طبری (۲۵۵۶/۱)

ابن اثیر (۴۲۸/۲)

”زر“ اور ”مقرب“ جندی شاپور کی جنگ میں

تاریخ طبری (۱۵۶۸-۱۵۶۱/۱)

ابن اثیر (۴۳۲/۲)

ابن کثیر (۸۹/۷)

ابن خلدون (۳۴۴/۲)

یا قوت حموی کی معجم البلدان اور الروض المعطار میں لفظ ”جندی شاپور“

جندی شاپور کی جنگ کے بارے میں سیف کے علاوہ دوسروں کی روایتیں۔

تاریخ خلیفہ ابن خیاط (۱۱۱/۱)

بلاذری کی فتوح البلدان (ص ۵۳۸)

تاریخ ذہبی (۹۴۲) اسی طرح معجم البلدان میں لفظ جندی شاپور

اسود، شوش کی فتح میں:

تاریخ طبری (۲۵۶۵/۱) میں حدیث سیف

تاریخ ابن اثیر (۴۳۰/۲)

تاریخ ابن کثیر (۷۷۷/۷)

طبری (۲۵۶۲/۱) میں سیف کے علاوہ دوسروں کی روایتیں۔

بلاذری کی فتوح البلدان (ص ۵۳۳)

تاریخ خلیفہ ابن خیاط (۱۱۱/۱)

ابوسیرہ کے حالات:

طبقات ابن سعد (۲۹۳/۱) میں مختصر طور پر اور (۳۲۸/۵) میں مفصل طور پر

نہاوند کی جنگ میں:

سیف کے کہنے کے مطابق ”اسود“ اور ”زر“ عمر کے ایلچی تاریخ طبری میں (۲۶۱۴/۱)

”سائب“ عمر کے ایلچی کے طور پر بلاذری کی فتوح البلدان (ص ۴۲۷)

میں نہاوند کو مدد پہنچنے میں ”اسود“ اور ”زر“ کا رکاؤٹ ڈالنا تاریخ طبری (۲۶۱۶/۱-۶۱۷)

(۲) ابن اثیر (۶/۳)

”زر“ کو زمانہ جاہلیت کے شاعر کے طور پر پہچنایا آمدی کی مؤلف (ص ۱۹۳) و

اکمال ابن ناکولا (۱۸۳/۳) میں

اسود بن ربیعہ مامقانی کی تنقیح المقال (۱۴۳۷/۱) میں

طاہر بن ابی ہالہ

طاہر کی زندگی کے حالات:

استیعاب (۲۱۵/۱)

اسد الغابہ (۵۰/۳)

- ذہبی کی تجرید (۲۹۵/۱)
ابن حجر کی اصابہ (۲۱۴/۲)
سیر اعلام النبلاء، ذہبی اور تاریخ طبری (۱۸۵۲/۱ و ۱۸۵۴) و (۱۹۸۲/۱-۱۹۸۶ و ۱۹۹۸ و ۱۹۹۷) میں معاذ بن جبل کے حالات
سیرۃ ابن ہشام (۲۷۱/۳)
طبری (۱۷۵۰/۱) و تاریخ ابن اثیر، ابن کثیر، ابن خلدون۔
میرخواند نے اھ کے حوادث کے ضمن میں۔
حموی کی مجمع البلدان اور مرصدا الاطلاع میں لفظ اعلا ب و اخابث
فصول المہمہ، شرف الدین کی فصول المہمہ طبع سوم، نجف اشرف ۱۳۵۵ھ ص ۱۸۴

ابو ہالہ کے بیٹے حارث وزبیر

- ۱۔ تاریخ طبری (۲۳۵۶/۳) و (۳۴۲۹)
- ۲۔ اکمال ابن ماکولا (۵۲۳/۱)
- ۳۔ سیرۃ ابن ہشام (۳۲۱/۳)
- اشتقاق ابن درید (ص ۲۰۸)
- مجر ابن حبیب (۷۸-۷۹ و ۴۵۲)
- انساب الاشراف بلاذری (۳۹۰/۱)
- اکمال ابن ماکولا (۵۲۳/۱) طبع حیدرآباد دکن۔

طبقات ابن سعد

- ۴۔ جمہورہ انساب العرب (ص ۱۹۹)
- ۵۔ اصابہ ابن حجر (۲۹۳/۱ نمبر ۱۵۰۱) پہلا حصہ حارث کے حالات۔
- ۶۔ اسد الغابہ (۱۹۹/۲)
- ۷۔ اصابہ ابن حجر (۵۲۸/۱ نمبر ۲۷۹۰) پہلا حصہ زبیر کے حالات۔
- ۸۔ جرح و تعدیل رازی (ج ۱/۱ ق ۵۷۹)
- ۹۔ اسد الغابہ (۱۹۹/۲) زبیر کے حالات
- ۱۰۔ تاریخ طبری (۱۷۷/۱)

اس کتاب میں ذکر ہوئی شخصیتوں کے نام

(الف)

ابن بدران	آمدی
ابن جوزی	ابجر
ابن حبان	ابن ابی بکر
ابن حبیب	ابن ابی حاتم رازی
ابن حجر	ابن ابی الحدید
ابن حزم	ابن ابی العوجا
ابن خاضبہ	ابن ابی مکلف
ابن خلدون	ابن اثیر
ابن خلکان	ابن اسحاق
ابن خیاط (ملاحظہ ہو خلیفہ بن خیاط)	ابن اعثم
ابن درید	

ابن سعد	ابو بردہ
ابن سید الناس	ابو بکر (خلیفہ)
ابن شامین	ابو بکر ہندی
ابن عباس	ابو جہل
ابن عبدالبر	ابو حاتم رازی
ابن عبدالحق: عبدالمؤمن ابن عبدالحق لما حفظہ ہو	ابو حفص
ابن عبد ربہ	ابو ذر غفاری
ابن عسا کر	ابو زکریا
ابن فتون	اوز ہر اقشیری
ابن قتیبہ دینوری	ابو زہر اسعدی
ابن کثیر	ابو سمرۃ بن ابی رہم قرشی
ابن کلبی	ابو سفیان
ابن ماجہ	ابو طالب
ابن ماکولا	ابو عثمان یزید
ابن مسعود	ابو الفرج اصفہانی
ابن مقفع	ابو قتادہ
ابن مندہ	ابو مخنف
ابن منظور	ابو مریم حنفی
ابن ہشام	ابو معشر
ابو مجید نافع بن اسود	ابو مضر تیمی

ام تمیم	ابو مقرن
ام جمیل	ابو موسیٰ
امرو القیس	ابو موسیٰ اشعری
انس بن حلیس	ابو نعیم
انصار	ابو ہالہ تمیمی
انوشہ جان	ابو ہریرہ
اوس بن جذیمہ	احمد بن حنبل
ایوب بن عصبہ	ارطون

(ب)

بازان	اسامہ بن زید
بحرین فرات عجل	اسعد بن یربوع
بخاری	اسماعیل بن رافع
بغوی	اسود بن ربیعہ حنظلی
بلاذری	اسود بن سرج
بہی بن یزید	اسود بن عبس
	اسود عنسی
	اسود بن قطبہ

(پ)

پیغمبر خدا	اسید
	اط بن ابی اط
	اط بن سوید
	اعور بن قطبہ

(ت)

حریری	ترمذی
حسن ابن علی	تولستوی
حصین بن نیار	(ث)
حطیم بن شریہ	
حموی (یا قوت حموی)	ثابت بن قس
حمیری	ثمامہ آخال
حمزہ (سید الشہداء)	(ج)
حظلمہ بن زیاد	جارود
(خ)	جرلی زیدان
	جریر
خارجہ بن حصین	جریر بن یزید جعفی
خالد بن سعید	جعفر بن ابی طالب
خالد بن ولید	(ح)
خدیحہ (ام المؤمنین)	
خزیمہ بن ثابت	حارث بن ابی ہالہ
خزیمہ بن شجرہ عتقانی	حبال (برادر طلحہ)
خردار	حجاج بن عتیک
خطیب بغدادی	حرقوص بن زہیر
خلیفہ بن خیاط	حرمہ بن سلمی
	حرمہ بن مریطہ

رسول خدا

(د)

رشاد دار غوث

(ز)

دازویہ

دارقطنی

دجال

دینوری (ابن قتیبہ)

(ذ)

زبرقان بن بدر

زبیدی

زبیر (ابن العوام)

زبیر بن بکار

زبیر بن ابی ہالہ

زربن عبداللہ فقیمی

زرین بن عبداللہ فقیمی

ذہبی

(ر)

زیاد

زیاد بن حنظلہ

زیاد بن لبید

(س)

رازی

ربیع بن افکل

ربیعہ بن بکیر تغلسی

ربیعہ بن مالک

ربیع بن زیاد حارثی

ربیع بن مطربخ

ربیع بن مطرب بن ثلج

ربیع بن مطرف

ر زبان صول

رستم فرخ زاد

سائب بن اقرع ثقفی

سبرۃ بن عمرو

سجاح (مدعی پیغمبری خاتون)

سجستانی

سعد بن ابی وقاص

شرف الدین عبدالحسین

شرح بن ضبیعہ

شہر بن بازام

شہریار

شیخ طوسی

(ص)

صاف بن صیاد

صاعی، حسن بن محمد قرشی

صحز بن لوزان

صعب بن عطیہ

صفوان بن صفوان

صفی الدین (عبدالمومن صفی الدین)

صلصل

(ض)

ضرار بن ازور

ط

طاہر ابوہالہ

طبری

سعد بن زید مناة

سعد بن عاصی

سعیر بن خفاف

سقس = ساکس

سلمی بن قین

سلمۃ الفسی

سماک بن خرشہ

سماک بن فلان

سمرة بن جندب

سمعانی

سمیہ (عمار یا سرکی والدہ)

سہل ابن منجاب تمیمی

سہل بن یوسف

سہم بن منجاب

سواد بن قطبہ

سوید بن قطبہ

سوید بن مقرن

سیف بن عمر تمیمی

(ش)

عبداللہ صفوان	طبرانی
عبداللہ بن عمر	طلحہ
عبداللہ بن معتم	طلحہ بن اعلم
عبداللہ بن مغیرہ عبدی	طلحہ بن عبدالرحمن
عبداللہ حذف	طلحہ بن عبداللہ
عبداللہ منذر حلال	طلحہ اسدی
عبداللہ بن صق الدین	(ع)
عبید بن صخر بن لوزان	عاص بن تمام
عتاب بن اسید	عاصم بن عمرو تمیمی
عتاب بن فلان	عاصم بن قیس
عتبہ بن غزوہ	عامر بن شہر
عتبہ بن فرقد سلمی	عامر شععی
عثمان (خلیفہ)	عبدالرحمن بن ابی بکر
عثمان بن ابی العاص	عبدالرحمن بن عوف
عثمان بن سوید	عبدالرحمن منذر
عثمان بن مظعون	عبداللہ زبیر
عدی بن حاتم	عبداللہ سبا
عروہ طائی	عبداللہ القیس سحر
عسکری	عبداللہ بن سعد
عصمہ بن امیر	

فیروز آبادی	عفیف بن منذر
فروزان	عقیل بن ابیطالب
فیروز ادیلی	عکاشہ بن ثور
فیومان	علاء حضرمی

(ق)

قطبہ بن مالک	علی ابن ابی طالب علیہ السلام
قعقاع بن عمرو	عمار بن یاسر
قیس بن عاصم	عمر بن خطاب، ابو حفص (خلیفہ)
قیس بن مکشوح	عمرو بن حزم
قیصر	عمرو بن شمر
	عمرو عاص

(ک)

کرازنگری	عوف بن بلاذری
کسری	عوف بن علاء جشمی
کلاعی	عیسیٰ بن یونس
کلیب بن جلال	عمیئہ بن حصن فزاری

(غ)

کلیب بن وائل	غالب وائلی
	غرور بن سوید

ل

ف

لقمان (حکیم)

فرزدق

لوط بن تبحل (ابو جحف)

مستنیر بن یزید

(م)

مسروق عکلی

مالک اشتر

مسعودی

مالک بن اود

مسلم

مالک بن زید مناة

مسلمہ کذاب

مالک بن عوف

مطیع بن ایاس

مالک بن نورہ

معاذ بن جبل

مالک تہمی

معاویہ

مامقانی

مغیرہ بن شعبہ

مثنیٰ بن لاحق

مقرب

مجاہد بن مسعود

مقریزی

محمد (رسول اللہ ﷺ)

مکنف

محمد بن کعب

منذر بن ساوی

محمد بن عبداللہ نورہ

منذر بن نعمان

محمد بن سعید و حدوح

منظور بن سیان

مدائنی

مہاجر بن ابی امیہ

مذعور بن عدی

مہران

مرۃ مالک

مہلب بن عقبہ اسدی

مرزبانی

میر خواند

میناس

ہالہ ابو ہا	(ن)
ہذیل	نافع بن اسود
ہراکلیوس	نجیری
ہرکول	نسطاس
ہرم بن حیان	نصر بن مزاحم
ہرمز	نعمان بن عدی
ہرمزان	نعمان بن مقرن
ہند ابو ہالہ	نعمان بن منذر
ہند بن ہند	نعیم بن مقرن
ہیثمی	نوفل بن عبد مناف

(ی)

(و)

یاسر (عمار کے والد)	وائل بن داؤد
یا قوت حموی	واقدی
یربوع بن مالک	وشیمہ
یزدگرد	ورقاء بن عبد الرحمن
یزید بن اسید غسانی	وکیع بن مالک
یزید بن رومان	ویکتور ہوگو
یعقوبی	
یعلی بن امیہ	(ھ)

اس کتاب میں ذکر ہوئی امتوں، قوموں،
قبیلوں، گروہوں، اور مختلف ادیان کے پیروں کی

فہرست

(الف)

انصار

اوس

ایاد

ایرانی

انباء

اخابث (ناپاک)

ازد

اسد

اسلام

اسلامی

اسید

اشعری

اصحاب و صحابہ

(ب)

بکر بن وائل

بطون

بنی امیہ

بنو بکیر

بنو عمر و ابن تمیم	بنو بیاضہ
بنو غنم	بنو تغلب
بنو مالک	بنو تنوخ
بنو معاویہ بن کندہ	بنو ثقیف
بنو ناجیہ	بنو جذیمہ
بنو نزار	بنو حارث
بنو ہاشم	بنو حظلہ
بنو جحیم	بنو حنیفہ
بنو ہلال	بنو خزاعہ
بنو یرویج	بنو ذبیان
بہدی	بنو ربیعہ

(ت)

تا بعین	بنو سعد
تغلب	بنو سلم
تمیم	بنو ضبہ
	بنو عبدالدار قصی

(خ)

خزاعہ	بنو عیس
خزرج	بنو عدی
خضم	بنو عدویہ
	بنو عک
	بنو عم

عبدالقیس	(ر)
عدنان	رباب
عک	ربیعہ
عوف	رومی
عیسائی	(ز)
(ف)	زندقہ و زندیقی
فزارہ	(س)
(ق)	ساسانی
قحطان و قحطانی	سبائی
قریش	(ش)
قیس	شیعیان
(م)	(ض)
مازن	ضبہ
مجبوس	(ط)
مسلمان	طی
مشرکین	(ع)
مضر و مضرئ	
معد، معد بن عدنان	

مہاجرین

(ن)

نمر

(ھ)

ہمدان

ہوازن

(ی)

یمانی

اس کتاب میں ذکر ہوئے
مصنفوں اور مؤلفوں کے نام

(الف)

ابن حجر	آمدی
ابن حزم	ابن ابی بکر
ابن خلدون	ابن ابی حاتم رازی
ابن خلکان	ابن ابی الحدید معتزلی
ابن درید	ابن اثیر
ابن سعد	ابن اسحاق
ابن سیدہ	ابن اعثم
ابن شاہین	ابن بدران
ابن عبدالبر	ابن جوزی
ابن عبد ربہ	ابن حبیب
ابن عساکر	

(ت)	ابن فتحون
ترمذی	ابن قتیبہ
تولستوی	ابن کثیر
	ابن کلبی
(ج)	ابن ماکولا
جرجی زیدان	ابن مقفع
	ابن مندہ
(ح)	ابن منظور
حمیری	ابن ہشام
(خ)	ابوزکریا
خطیب بغدادی	ابوالفرج اصفہانی
	ابو مخنف
(د)	ابوموسیٰ
دارقطنی	ابونعیم
(ذ)	احمد بن حنبل
ذہبی	(ب)
(ر)	بخاری
رازی	بغوی
رشاد دارغوث	بلاذری

- (ز) زبیدی
- (س) سمعانی
سیف بن عمر تمیمی
- (ش) شرف الدین عبدالحسین
شیخ طوسی
- (ط) طبری
طبرانی
- (ع) عبد الرحمن منندہ
عبد المومن صفی الدین
- (ف) فیروز آبادی
- (م) مامقانی
مدائنی
مرزبانی
مسعودی
مقریزی
میرخواند
- (ن) نصیر بن مزاحم
- (و) واقدی
ویکتور ہوگو
- (ھ) ہیشمی
- (ی) یاقوت حموی
یعقوبی

اس کتاب میں ذکر ہوئے جغرافیائی اماکن کے نام

(الف)

افریدون

الیس

امغیشیا

اہواز

ایران

آندلس

اہرق ربذہ

ابوقباد

ابلہ

اجنادین

اربک

استخر

اصفہان

اطد

اعلاب

(ب)

بحرین

برجان

برگان

بسطام

(ج)

بشر	جزیرہ
بصرہ	جعرانہ
بصری	جلولا
بطاح	جندی شاپور
بعوضہ	جوانا
بغداد	
بیت المقدس	

(ح)

بیروت	تجاز
بیمان	حضرموت
بین النہرین	حلب
	حلوان
	حمص
	حیرہ

(پ)

پارس

(ت)

(خ)

تکمریت	خامر
تہران	خراسان
تیسفون	خریبہ
	خوزستان

(ث)

ثنی

(د)

داروم

دارین

دجلہ

دجیل

دشت میثان

دلوث

دمشق

دورقستان

دہناء

(ر)

رامہرمز

ربذہ

رزق

رصافہ

روم

رہا

رے

(ز)

زارہ

زمیل

(س)

سلوکیہ

سوریا

سوق اہواز

(ش)

شام

شوش

شوستر

(ص)

صفین

صنعاء

(ط)

طائف

طبرستان

طیربان

(ع)

عراق

(ل)

لبنان

(ف)

فرات

(م)

مأرب

فرات باذقلی

مدائن

(ق)

مدینہ

مذار

قادسیہ

مرسیہ

قاہرہ

مرو

قنسرین

مسجد اقصیٰ

قوس

مسجد الحرام

(ک)

مقر

کارون

مکہ

کوٹی

مناذر

کوفہ

موصل

(گ)

میشان

گرگان

(ن)

گیلان

نہاج

نجران

نعمان

نہاوند

نہرتیری

نہردان

نینوا

(و)

واسط

ورکاء

دیہ اردشیر (بہر سیر)

(ھ)

ہرمزگرد

ہمدان

(ی)

یرموک

یمامہ

یمین

منابع، مدارک اور مآخذ کی فہرست

(الف)

اخبار طوال

استیعاب

اسد الغابہ

اسماء الصحابہ

استقاق

اصابہ

اغانی

اکمال

امتاع الاسماء

انساب ابن کلبی

انساب الاشراف

انساب سمعانی

(ب)

بینوایان

(ت)

تاج العروس

تاریخ اسلام

تاریخ اصفہان

تاریخ ابن عساکر

(خ)	تاریخ ایران بعد از اسلام	
	تاریخ بخاری	نقط (مقریزی)
(د)	تاریخ خلیفہ بن خیاط	
	تاریخ دمشق	
	تاریخ طبری	در السحابہ
(ر)	تاریخ المستخرج من کتب الناس	
	تجرید	الروض المعطار
(س)	تذکرہ الحفاظ	
	التدبیل	سنن ابن ماجہ
	تقریب	سنن ترمذی
	التمہید والبیان	سنن بیہقی (ابوداؤد)
	تنقیح المقال	سیرۃ ابن ہشام
	تہذیب	
(ج)		(ش)
	جرح وتعدیل رازی	شرح نہج البلاغہ (ابن ابی الحدید)
	جمہرۃ انساب (ابن حزم)	(ص)
	جمہرۃ نسب قریش	صحیح بخاری
	جنگ و صلح	صحیح ترمذی
	جوامع السیرہ	صحیح مسلم

صفین (ابن مزاحم)

(ل)

(ط)

لباب
لباب اللباب
لسان العرب

طبقات (ابن خیاط)
طبقات (ابن سعد)

(ع)

(م)

مجمع الزوائد
محرر
مختلف وموتلف
مرآت العقول
مرصد الاطلاع
مروج الذهب
مسند ابو عوانہ
مسند احمد
مسند طرابلسی
المشترک

عبداللہ بن سبا
عقد الفرید
علل (احمد بن حنبل)
عیون السیرہ

(ف)

فتح الباری
فتوح (سیف بن عمر تیمی)
فتوح البلدان
فوائد

(ق)

المعارف (ابن قتیبہ)
معجم البلدان
معجم الشعراء
معجم الشیوخ

قاموس

اہم واقعات و حوادث کی فہرست

سقیفہ بنی ساعدہ
ارتداد کی جنگیں
فتوحات اور کشور کشائی
اخابث کی جنگیں
جنگ احد
صلح حدیبیہ
بنی جذیمہ کا واقعہ
قادسیہ کی جنگ
جلولاء کی جنگ
اغواث کا دن
صفین کی جنگ
یمامہ کی جنگ
تمیم کا مرتد ہونا
جنگ جمل
نہروان کی جنگ
عام الفیل
صور اسرافیل
جنگ بدر

معجم الصحابہ
معرفة الصحابہ (الونعم)
مغنی فی الضعفاء
مقامات حریری
المؤتلف
موضوعات
موطاء مالک

(ن)

الدلاء
نہج البلاغہ

(و)

وفیات الاعیان

(ھ)

ہزار و یک شب



۷۸۶
۹۲-۱۱۰
یا صاحب الزماں اور کنیؑ



لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABEEL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.co.cc
sabeelesakina@gmail.com

www.ziaraat.com

NOT FOR COMMERCIAL USE